

رکعت

تألیف۔ حضرت مولانا اختر زادہ صاحب

مذکور بگشہ لائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا رَحِيمًا ۝

مُدِلِّكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

اَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ

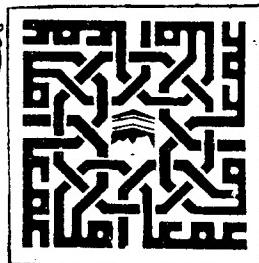
عَلَيْهِمْ لَا غَيْرُ الْعَظُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

یہ کتاب، عقیدہ لا تبریری

(www.aqeedeh.com)

سے ڈالنڈی کی گئی ہے۔

اولیٰک هُمُ الْأَشْدُقُون ۝ (قرآن مجید۔ سورہ ججرات)
ایں جماعت ایشاندر رام یا انگان۔ رشاہ دلی اللہؒ
یہ توک وہ بیں بھالیٰ پنے والے رشاہ رفیع الدینؒ



مسئلہ ابراہیم نوازی

(ملحق کتاب رحماۃ بنیہم حصہ عثمانی)

کتاب ہذا میں خلیفہ راشد حضرت سیدنا عثمانؓ رواں فویں فرضی المذکورہ
سے اقرباب نوازی کے طعن کو صاف کرنے کی خلاصانہ کوشش کی گئی ہے
اوڑابت کیا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا دامن خلافت اس میں راغدار
نہیں اور حضرت عثمانؓ بعد جواز سے متباہر نہیں۔ نیز عثمانی خلافت کی
ایک گونہ مختصر تاریخ اس میں لگائی ہے اور حضرت عثمانؓ کے ہندو دار
منصب یافتہ شستہ داروں کی خدمات اور کردار کو صحیح طریقے
پیش کیا گیا ہے۔

— زالیفت —

مُحَمَّدٌ نَّافِعٌ عَنْهَا اللَّهُ عَنْهُ

مکہؒ بھس، ۵۔ بخشی طربی، بیرون موسیٰ دروازہ لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : — مسئلہ افسر بار نوازی
 مصنف : — مولانا محمد نافع
 ناشر : —



مطبع : — منظورہ نٹکس ہریں لاہور
 کاتب : — محمد صدیق، پاہ میران لاہور

تعداد اشاعت :
 تاریخ اشاعت (ربار اول) اپریل ۱۹۸۱ء

قیمت - پس پورڈ: تین روپے
 " مجلہ اعلیٰ ایڈیشن: چالسیں روپے

(۱۲) مکہ مکران - ہجتی سریٹ (پین ہوئی گیٹ)

سرکلر روڈ، لاہور —

فہرست مضمایں

۳۳	ابتدائی معلومات
۳۵	تہذیبات
۳۵	— ایسا لمونین کا شہنشاہ دار حکم نہیں ہو سکتا یہ کوئی قانون شرعی نہیں ہے } — حکام کا عزل و نصب اجتہادی متله ہے } اور ایسا کسی راستے پر موقوف ہے }
۳۵	حضرت عمرؓ نے بھی سبِ ضرورت عزل و نصب کیا
۳۶	— اس کی چند مشاہیں چند اہم محیثیں (اول، ثانی، ثالث، رابع، خامس)
۳۸	ابتداء بحث اول
۳۸	— جدید غمانی کے مناسب و حکام } کا باہمی تناسب معلوم کرنا } — چند عہدے اور مناصب
۳۹	— عہدة قضاء
۴۰	— بیت المال یا خزانہ سرکاری
۴۱	— خراج و عشر وغیرہ کی وصولی کا صیغہ
۴۲	— فوجی آفیسرز
۴۳	— پوسٹس

بحث ثانی

۷۶	— ولادہ و حکام کی اہمیت پر گفتگو
۷۸	— تهدیدات (تین عدد)
۸۰	ولید بن عقبہؓ کے متعلقات
۸۰	— نب اور اسلام
۸۲	— ولید کی طبعی یا قافت
۸۴	— بنوی، صدیقی اور فاروقی اور داریں } حاکم و عامل بنایا جانا } ولید کی کارکردگی اور کارنامے } بعض اشکالات اور ان کا حل } ولید کو شیطان کی دھوکہ دی } تبیہ (متعدد منسین نے شیطانی دھوکہ کا ذکر کیا) } ولید پر "فاسق" کا اطلاق ٹھیک نہیں } اس کے لیے علماء کے بیانات } رفیع اشتباہ را (حضرت عثمانؓ کو وصیت کی تھی تو } حضرت علیؓ کو بھی وصیت کی تھی) } الاشتباہ (ابل علم کے لیے) } یعنی استیعاب کی روایت سے اغراض } اور اس کا جواب قابل دید ہے۔ } اول (باتقیار روایت کے بحث) } محمد بن الحنفی پر کلام } ابن اسحاق کی تدليس }
۹۹	
۹۹	
۱۰۰	
۱۰۰	

- الکاتب (نقشی و محرر)
- تنبیہ، ایک واقعہ کی یاد رہانی)
- بعض اہم مقامات اور ان کے حکام }
(عہد عثمانی میں) }
اغراض کنندگان کی نظر والی میں چند مقامات }
الکوفہ و حکام کی ضرورت کے تحت متعدد تبدیلیاں) }
تبیہ (شیعہ کے نزدیک بھی کوفہ کے حاکم ابو موسیٰ اشعری تھے) }
مندرجہ کوائف کی روشنی میں }
البصرہ (ابو موسیٰ اشعری کی معزولی اور عبد اللہ بن عاصم کا تقریر) }
اور اس کے متعلق قابل توجیہ توضیحات }
اشام (امیر معاویہ کا تقریر) }
جہنمبوی (میں ایسے معاویہ کو منصب دیا گا) }
عہد صدیقی (میں ایسے معاویہ ایمیر شکر بنائتے گئے) }
عہد فاروقی (امیر معاویہ عہد فاروقی میں شام کے ایمیر بنائتے گئے) }
عہد عثمانی (میں منصب سائبی پر ایمیر کئے گئے) }
حضرت ایمیر معاویہ کا اپنا ایک بیان }
مصر (عمرو بن العاص کی جگہ عبد اللہ بن شعبہ کو مقرر کرنا) }
کاتب کا منصب }
تبیہ (الکاتب کے لیے ایک تاریخی اصطلاح) }
عزل و منصب کے معاملہ میں }
امام بخاریؓ کی ایک روایت }
تبیہ (مروان کی بے اعتدالیوں کے بیشتر قصے بے اصل ہیں) ۵ }
اختتام بحث اول } ۵

۱۲۳	— نام و نسب اور قبلہ اسلام
۱۲۴	— خاندان امیر معاویہ اور بنوہا شمش کے چھ عدوی بی روابط
۱۳۰	— امیر معاویہ کے حق میں زبانِ نبوت سے دعائیں
۱۳۴	— لیاقت و علمی قابلیت
۱۳۹	— کاتبِ نبوی ہونا
۱۳۷	— ابن عباس پاشی اور ابن الحنفیہ پاشی کا علمی استفادہ کرنا
۱۴۰	— صاحبِ فتاویٰ میں امیر معاویہ کا شامل تھا۔
۱۴۱	— امیر معاویہ سے متعدد صحابہ کرام کا روایت حاصل کرنا
۱۴۲	— امیر معاویہ ایک سوتزی ٹھہر حدیث کے راوی تھے
۱۴۳	— تعلیٰ خدمات اور اسلامی فتوحات
۱۴۸	— حدودِ حرم کی تعین
۱۴۹	— کریمانہ اخلاق و عمدہ کردار
۱۵۲	— عوام کی خبرگیری کے لیے ایک شبہ — امیر معاویہ کے عدل و الناصات پر } — اکابرین ملت کی شہادتیں }
۱۵۳	— ان کے حق میں ناصحانہ کلام اور حق گوئی کا مسئلہ
۱۵۴	— اسلامی خزانہ امیر معاویہ کے دور میں
۱۵۸	— مثالی شخصیت اور عمدہ معاشرہ
۱۶۳	— حضرت امیر معاویہ اور ان کی جماعت
۱۶۵	— حضرت علی اور ان کے خاندان کی نظروں میں
۱۴۵	— ایک حاشیہ (یعنی حضرت علیؑ اور حضرت امیر معاویہ) میں صلح ہو گئی تھی)
۱۴۶	— حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھی سب مومن تھے۔ ان میں سے فوت شدہ آدمی کے لیے غل، کفن، دفن اور جنازہ کیا گیا

۱۰۰	— ایک قاعدہ برائے مدرس
۱۰۱	— ابن اسحاق کا تفسیر اور شذوذ
۱۰۳	— دوم (باعتبار درایت و عقل کے بحث) — تیسرا طعن یعنی ولید پر شراب خری کا الزام اور اس کی مدافعت } — دیگر علماء کے آفوال
۱۰۴	— سعید بن العاص رضی کے متعلقات
۱۱۰	— نام و نسب اور صحابی ہونا
۱۰۱	— ان کی علمی قابلیت
۱۱۱	— کریمانہ اخلاق
۱۱۲	— ان کے کارنامے
۱۱۲	— سعید اور آیی طالب کا تعلق
۱۱۳	— آخری گزارش (یعنی گذشتہ عنوانات کا اجمالي خاکہ) } عبداللہ بن عامرؓ کے متعلقات
۱۱۴	— نام و نسب
۱۱۴	— ایام طفویت اور حصول برکات
۱۱۶	— سعادت، شجاعت اور شفقت
۱۱۸	— جنگی کارنامے رقبیاً ۳۲ ممتاز فتح کیے)
۱۱۹	— امورِ رفاه عامہ
۱۱۹	— اہل مدینہ کے لیے خدمات
۱۲۱	— ابن حامد ابن تیمیہ کی نظروں میں
۱۲۲	— سیدنا امیر معاویہ کے متعلقات
۱۲۳	

- ۱۹۵ — امیر معاویہ کی خلافت کے دوران بنی ااشم کا عملی تعاون
- ۱۹۴ — مدینہ طیبیہ میں ہاشمی قاضی (عبداللہ)
- ۱۹۶ — غزوت میں ہاشمی غازی (فشم بن عباس - حضرت حسین)
- ۱۹۹ — عنوان ہذا کا خلاصہ
- ۲۰۰ — حضرت امیر معاویہ کے خزانہ سے حضرات حسین و دیگر ہاشمی
- ۲۰۱ — اکابر کے وظائف اور عطیات وحدایا
- ۲۰۲ — سیدنا حضرت حسین اور عطیات
- ۲۰۳ — حسین شریفین کے ساتھ دیگر ہاشمیوں کو بھی دس لاکھ کے وظائف ملنا
- ۲۰۴ — مثلہ ہذا شیعہ کے نزدیک
- ۲۰۵ — حضرت سیدنا حسین و ابن عباس و عبد اللہ بن جعفر کے وظائف رشیعہ کتب سے) حسین و عبد اللہ بن جعفر کے وظائف (رشیعہ کتب سے)
- ۲۰۶ — تنبیہ (دیگر شیعہ علماء کی تائید
- ۲۰۷ — برادرِ ترسنی حضرت عقیل کاظمی (رشیعہ کتب سے)
- ۲۰۸ — حضرت زین العابدین کے لیے وظیفہ کا تقریر (رشیعہ کتب سے)
- ۲۰۹ — سیدنا حضرت حسن کو ایک گاؤں کا عطیہ (رشیعہ کتب سے)
- ۲۱۰ — عنوان ہذاتے ذکورہ کے فوائد سب و شتم کا اغراض اور اس کا ازالہ تمام بحث ہی قابل توجہ ہے
- ۲۱۱ — قابل اغراض تاریخی روایات جو مطاعن کا مأخذ و محویں مندرجہ روایات کا متعلقہ کلام
- ۲۱۲ — ایک گزارش
- ۲۱۳ —

- ۱۴۹ — صفين کے مقتولین کا حکم حضرت علی کے فرمان سے (یعنی سب جنتی ہیں)
- ۱۶۱ — شرکاء تے جمل صفين کا درجہ حضرت علی کے فرمان کی روشنی میں بنی کے مفہوم کی وضاحت
- ۱۶۳ — حضرت علی کی زبانی
- ۱۶۵ — خلاصہ کلام
- ۱۶۶ — مثلہ کی تیقین رشح موافق کی عبارت میں تسامح (یہ اہل علم کے مناسب ہے)
- ۱۶۷ — عدم فتن اور عدم جور پر اکابر کے بیانات فریقین (دینی مصالحة) میں متفق و متحدة
- ۱۶۹ — حضرت علی علی امیر معاویہ اور ان کی جماعت کو سبت و شتم، یعن طعن کرنا منوع قرار دیا۔ اس پر اہل السنۃ اور شیعہ کتب سے قابل دید حالہ جات
- ۱۸۱ — حضرت امیر معاویہ کے ساتھ حضرات حسین کا صلح اور بیعت کرنا اور تنازفات کو ختم کر دینا۔
- ۱۸۲ — حالہ جات (اہل السنۃ کی کتابوں سے مثلہ ہذا کی شیعہ کتب سے تایید و تصدیق
- ۱۸۳ — سیدنا حضرت حسین کا فرمان کہ بیعت کے بعد لفظ عهد کی کوئی صورت نہیں
- ۱۸۷ — فرید براں (رباہی حسن سلک رہا اور شر اعظم کی پابندی کی گئی)

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلقات

- نسب و رضاع
- اسلام کے بعد ارتدا پھر اسلام لانا، }
بیعت کرنا، پھر دین پر بختہ رہنا۔ }
— ولی و حاکم ہونا۔
- فتوحاتِ اسلامی کے کارنامے۔
- خاتمہ بالخیر نماز میں ہونا۔
- چند شبیت کا ازالہ
- ۱- مرتد طریق رسول کے نام سے یاد کرنا پھر اس کا جواب، ۲۳۱
۲- اور ان کو طلاقاً کہہ کر تصرف لانا پھر اس کا جواب، ۲۳۲
۳- عمر بن العاص صحابی کو ہٹا کر عبداللہ بن سعد کو لگانے
کا اختراض، پھر اس کا جواب
- تنبیہ: رغم افرغیہ کاظمین جزو کیا جاتا ہے
اس کا جواب آئندہ بحث مالیں ذکر ہوگا)
- افادہ، (طبری کی ایک روایت کا جواب)
- باعتبار روایت کے گفتگو
- درایت کے اعتبار سے اس پر کلام
- مروان بن الحکم کے متعلقات**
- مباریات
- مختصر حالات
- داماد عثمان حضرت علیؑ کے خاندان اور مروان کے
قبیلہ کی پانچ عدد بائی رشتہ داریاں یہ
- علمی قابلیت اور ثابتت
- ۱۱
- ۲۵۱ — مؤٹا امام مالکؓ میں (مروان سے متعدد روایات)
- ۲۵۲ — مؤٹا امام محمدؓ میں (مروان سے متعدد روایات)
- ۲۵۳ — مصنف عبد الرزاق (مروان کا حضرت علیؑ سے مسئلہ کا نقل کرنا، ۲۵۲)
- ۲۵۴ — مسنّد امام احمدؓ میں (مروان سے متعدد روایات)
- ۲۵۵ — بخاری شریف (مروان کی روایت)
- ۲۵۶ — فائدہ (تاریخ کبیر بخاری و بحر و تعديل رازی میں)
نقد کانہ پا پا جانا
- ۲۵۷ — مروان کا بینی علی مقام اور قبیلہ میں شمار کیا جانا
- ۲۵۹ — دینی سائل میں صحابہ کرام سے مشورہ
- ۲۶۰ — مروان کا محاط روتہ
- ۲۶۱ — جنگ معاویت اور انتقامی صلحیت
- ۲۶۲ — صحابہؓ نے مروان کی نیابت کی زینی ابوہریرہؓ
نے نیابت کی)
- ۲۶۳ — حصول ثواب میں غبت راذن عائم تک
- ۲۶۴ — شہرنے کا ثواب)
- ۲۶۵ — مواقف و آثار نبوی کی ملاش
- ۲۶۶ — مروان کے حق میں حسین شریفیں کی سفارش
(سنی و شیعہ علماء نے ذکر کی)
- ۲۶۷ — مروان کی اقدامیں حسین شریفیں کی نمازیں
- ۲۶۸ — اموی خلفاء حضرت زین العابدینؑ کی نظر میں
حضرت علی بن الحسینؑ زین العابدینؑ مروانؑ کی نظر میں
حضرت زین العابدینؑ عبد الملک بن مروانؑ کی نظر میں
- ۲۲۵
- ۲۲۶
- ۲۲۸
- ۲۲۹
- ۲۳۰
- ۲۳۱
- ۲۳۲
- ۲۳۳
- ۲۳۴
- ۲۳۵
- ۲۳۶
- ۲۳۷
- ۲۳۸
- ۲۳۹
- ۲۴۰
- ۲۴۱
- ۲۴۲
- ۲۴۳
- ۲۴۴
- ۲۴۵
- ۲۴۶
- ۲۴۷
- ۲۴۸
- ۲۴۹
- ۲۵۰

از الہ شہادت

- اول: مروان کے والد کی جلاوطنی کا مسئلہ
 - دوم: مروان کے ہاتھ تمام سلطنت کی باگ ڈر کا ہونا
 - عثمانی شہادت کے ریام اور مروان کا کردار
 - مروان کو مطعون کرنے والی تاریخی روایات کا ایک جائزہ
 - الحکم و بنو امیہ کا مبفوض و ملعون ہوتا، پھر اس کا جواب
 - نبی وغیرہ کی تعلقات و روابط
 - بنو امیہ کے حق میں حضرت علیؑ کے اقوال
 - نہست کی روایات معلماء کی نظر میں
- بحث ثالث (طريق اول)**
- دورہ بڑی میں مناصب ہی کے چند واقعات
 - حضرت عثمانؑ کو منصب دیتے گئے
 - حضرت ابوسفیان کو چار منصب دیتے گئے
 - تنبیہ (روایات کا تجزیہ)
 - یزید بن ابی سفیان کو تین منصب دیتے گئے
 - امیر معاویہ بن ابی سفیان کے دو وعدے
 - دورہ بڑی میں بنی ہاشم کے عہدہ جات
 - عہد فاروقی میں اقرباء نوازی
 - عہدہ قرضوی میں خوش نوازی (چھ عدد عہدے اپنی کو دیئے)
 - ایک عذر لگک اور اس کا جواب
- بحث رابع —**
- اقرباء کے لیے مالی عطیات کی بحث**
- تبیہ

- عثمانی رشیداروں کے حق میں مالی عطیات کی روایات
- مردان بن الحکم اور آل الحکم کے لیے
- سعید بن العاص کے لیے
- روایتی بحث (گذشتہ روایات کے لیے)
- الواحدی (پر نقد)
- ابوحنیفہ نوٹ بن حیجی (پر نقد)
- مالی عطیات کی دیگر روایات رخص افریقیہ وغیرہ کے متعلق)
- تنبیہ (باتی منتظر مؤذین طبری سے ناقل ہیں)
- مالی عطیات خلیفہ اپنی راستے واجتہاد سے دے سکتا ہے }
امام امامؑ وابن العربی وغیرہ علماء کی طرف سے جواز کے بیانات } ۳۵۲
- حضرت عمرؓ کا حضرت علیؑ کو مقام بنیع عطا کرنا
- حضرت عثمانؑ کا حضرت علیؑ کو میں ہزار دہم رینا
- اقارب عثمانی وہائیوں کے ساتھ یہ مخصوص نہیں بلکہ }
اس وقت کے اہل اسلام کو عطیات سے حصہ ملتا تھا
- حضرت عثمانؑ کا بیان کہ اقارب کو اپنے مال سے دیتا ہوں دیگر لوگوں کے مال سے نہیں دیتا تھی کہ مشاہرہ بھی نہیں لیتا ہوں۔
- عقل و درایت کے اعتبار سے بحث - کیا حضرت }
- عثمانؑ تقسیم اموال کے مسائل نہیں جانتے تھے؟ }
”یہ عثمانی“ کی خلقت اور روایات داری کا محاذ
- سعیہ میں فتویات افریقیہ کے مقصود پر خمس افریقیہ کا
مشکلہ پیش آیا۔ پھر سعیہ میں اکابر صحابةؓ نے دیگر غرفات میں شرکت کی۔ ان کی عملی کارکردگی کے ذریعہ مشکلہ انہا کا حل

— انتظام بحث رابع پر بحث رابع کا نلاسہ

بحث خامس

عثمانی دور کے آنسی مراحل اور ان کا متعلقہ کلام ॥

~~ بیان مراحل ~~

— (۱) —

— امام بخاری کی طرف سے صفائی کلیان کے عثمانی
دور میں منکرات نہ تھے۔

— ابن العربي کی طرف سے صفائی کا بیان

— شیخ جنبلی کی طرف سے صفائی کا بیان

— (۲) —

— ارسال و فود کا داقہ اور داپسی رپورٹ

— ایک قائدہ اکثریت کے لحاظ کے لیے

— عثمانی دور کی کیفیت کے لیے سالم بن عبداللہ کا بیان

— عبداللہ بن زبیر کا بیان

— (۳) —

آغاز تغیرات

— حسد و عناد پیش نظر تھا حضرت علیؓ کے اشارات

— قاضی ابو بکر کا قول

— فساد کھڑا کرنے والے کون لوگ تھے؟

— عبداللہ بن سبائی کا کردگی اور طرقی کار

— اس پر ابن کثیر کا بیان

— پھر اس پر ابن خلدون کا بیان

۳۸۱ اب بے اکی شیعوں کے نزدیک پوزیشن

۳۸۲ مسائل کلام (۶۷)،

۳۸۳ مaufatت عثمانی میں صحابہ اور اہل میہنہ کا کردار

۳۸۷ مaufat کی ابازت متعدد صحابہ نے طلب کی

۳۸۹ تاریخ شہادت عثمانی اور قاتلین کے اسماء

۳۹۰ جنازہ، تحریر و تکفین و ندفین میں تعجب

— (۵) —

۳۹۱ قاتلین عثمانی کیسا گروہ تھا؟

۳۹۲ مفسد و ظالم و سرکش تھے

۳۹۳ صحابہ کرام کا تہذیب عثمانی پر اظہار غم

— (۴) —

۳۹۵ ان فتنوں میں حضرت عثمانؓ حق پر تھے

{ ان کا خاتمه حق پر ہوا۔

۳۹۶ بشاراتِ نبوی اور اشارات

{ حضرت عثمانؓ کے حق میں

۳۹۷ الاختتام بالصواب

کتاب حدیث تعلیم

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وعلى
آله وصحبه أجمعين.

جامعہ محمدی شریف ضلع بنگ کا معروف دینی ادارہ ہے اور نصف ندا
بین المللی شہرت کا حامل ہے۔ مسلمانوں میں اتحاد و انساق کی فضلاً قائم رکھنے میں کوشش رہنا
اس کی منفرد خصوصیت ہے۔ ملک میں شیعہ و سنتی حضرات کے درمیان کھجاؤ رہتا ہے اس
کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دونوں فرقوں کے عوام نے تملقاً تے راشدین کی زندگیوں کا قریب
سے مطابعہ نہیں کیا ورنہ وہ قرآن مجید کی اس صداقت سے کھلی چشم روپی نہ کرتے کہ اللہ
نے ان سب کو فرشاد بنیتم فرمایا ہے یعنی آپس میں محبت اور مودت کے رشتہوں میں
سلک ہیں۔

ضورت تھی کہ اللہ کا کوئی نیک بندہ جو علم و فضل کی دولت سے الامال
ہو، اس موضوع پر قلم اٹھاتے۔ الحمد للہ کہ مولانا محمد نافع صاحب کو جو دارِ انتصافیت
جامعہ محمدی شریف کے سرکردہ رکن ہیں، خدا نے یہ توفیق دی اور انہوں نے فرقین
کی مشہور کتابوں کے حوالہ سے منصفانہ اور معاملانہ انداز میں ”رحماء بنیتم“ کے نام سے
جامع تحقیقی کتاب لکھی۔ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ صدقیٰ حصہ، فاروقیٰ حصہ
اور عثمانی حصہ۔ ہر حصہ زیورِ انبیاء سے آراستہ ہو کر بفضلہ تعالیٰ پوچھے ملک
میں مقبولیت حاصل کرچکے ہیں۔ ان میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجوہ

یہ کتاب ”رحماء بنیتم“ کے مؤلف کی تایف ہے۔ اس میں مشہور
روایت ”ترکت فیکم التقلین...“ کی علمی تحقیقی تحریک کی
گئی ہے کہ لوگوں کا اس روایت کے ساتھ ”خلافت بلا فعل“ میں
استدلال کرنا صحیح نہیں بلکہ کتاب اللہ کے ساتھ ”سنّتِ بُوقَ“ کو اسلوب کرنا
حاصل ہے۔

کتاب کے پہلے سسے میں روایت نہ کا کے متعلقہ اسانید کتاب اللہ وغیری
اصل بیتی (کے الفاظ پر اولاً بحث کی گئی ہے۔ درسرے حصہ میں کتاب اللہ
و سنّتی) کے الفاظ کو بہت سی باسند کتب سے جمع کر دیا گیا ہے۔

مؤلف نے اہل تحقیق کے لیے روایت نہ کا کے الفاظ و اسانید فراہم کرنے میں
مقدور بصر قابل قدر سمجھی کی ہے جو بلا خلا کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔

مکتبگیش ۵۔ بخشش سریش، بیرونی مردمی دروازہ، لاہور

کے تعلقات خلافتِ عثمانی سے نہایت دوستانہ اور برادرانہ تھے تبیرے حصیں
حضرت عثمان پر منانین کی طرف سے کیے گئے "اقرباد نوازی" کے اخترات کا مسئلہ
تحمیج وضاحت تھا مگر اس اندیشہ سے کہ عثمانی حضہ کا جنم بڑھ جائے گا، یہ طبقاً اپنی
لہ مسئلہ اقرباد نوازی" کے نام سے جداگانہ کتاب پچاپ دی جائے گی۔ چنانچہ مذکورہ
تاب اب پیش کی جا رہی ہے۔ امید ہے اسی کتاب کو اس سے استفادہ کرنے میں
سانی رہے گی اور مسائل الجھنے نہیں پائیں گے۔ اس کتاب کے پانچ باب ہیں۔ برابر
یحث کا نام دیا گیا ہے۔ ہر یحث ایک جداگانہ موضوع سے متعلق ہے۔

— بحث اول : اس میں عہدِ عثمانی کے حکام اور مناصب پھر ان کا باہمی تناسب
لکھیا گیا ہے۔ سترہ مقامات میں بینیل عدد غیر اموی حکام تھے۔ اور صرف چار
فمامات پر چند اموی حاکم تھے۔

— بحث ثانی : میں عہدِ عثمانی کے ان حکام کی صلاحیت و اہلیت کا مذکورہ ہے۔
ن پرمقرضین نے عثمانی رشته دار ہونے کی وجہ سے اغراض وارد کیا۔ مثلاً ولید بن
نبہ، سعید بن العاص، عبد اللہ بن عاصم، امیر معاویہ، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح اور
وابن بن حکم۔ مؤلف نے ثابت کیا ہے کہ یہ لوگ پختہ مراجح حکام، نالم و عامل اور
صادق پسند تھے اور اُمت کے ممتاز انشور اور بالصلاحیت تنظم تھے۔

— بحث ثالث : میں اس چیز کا بیان ہے کہ صرف عہدِ عثمانی میں ہی اقرباد کو منصب
بن دیتے گئے بلکہ عہدِ رسالت میں اور عہدِ فاروقی اور مرتضوی میں بھی اپنے اپنے
ریاض کو مناصب دیتے گئے جن کو واقعات کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔

— بحث چہارم : میں عظیمہ جات کے ضمن میں یہ وضاحت معتبر اسناد کے ساتھ
دی گئی ہے کہ حضرت عثمان اپنے اقرباد کو ذاتی وسائل سے علیے دیتے تھے بہت المال
نہیں دیتے تھے۔

— بحث پنجم : میں اس اغراض کی صفائی پیش کی گئی ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے
عہد کے آخری مراحل میں شرعی احکام کی خلاف ورزی کی تھی اور حدود اللہ کو پا مال کیا۔
اس سلسلے میں امام بخاری، علامہ ابن عری اور شیخ عبدالقدوس جیلانی وغیرہم کے صفائی کے
بيانات پیش کیے گئے ہیں۔

— بحث شہادت عثمانی کے اصل اسباب اور موجبات کو واضح کیا گیا ہے کہ اسلام اور
اہل اسلام کے ساتھ اعداد اسلام کو دشنی تھی جس کو انہوں نے قتل عثمانی کے ذریعہ پورا
کیا۔ دو عثمانی کے تقاض اور خامیاں موجب شہادت نہیں تھیں۔
— "مسئلہ اقرباد نوازی" کا طرزیاً استدلال اور انداز بیان اتنا واضح ہے کہ مؤید
اس کے مطالعہ سے مزید انتشار حاصل کرے گا اور مفترض یہ سچنے پر محصور ہو
جائے گا کہ میں نے ذوالنورین کے فوتوں کو دار کو دھنڈ لکے میں ڈالنے کی جہارت
کیوں کی۔ و بالله التوفيق۔

ناشرین

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد الأولين
وآخرين أاما المرسل وختام النبيين وعلى بناته الاربعة
الطاهدات وازواج المطهرات وعلى آلهم الطيبين واصحابه
المذكىين المنتحبين الذين اجتهدوا في دين الله حق اجتهاد
ونصروه في هجرته وهاجروا لنصرته وجاهدوا في سبيل
الله حق جهاده وعلى جميع عباد الله الصالحين وسامراً باتباعه
باحسان الى يوم الدين -

خطبہ سنونہ کے بعد بندہ ناچیر محمد نافع عفان اللہ عنہ کی جانب سے ناطرین کی منت
یں گزارش ہے کہ :

ایمیر المؤمنین سیدنا اٹھان بن عفان رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں سے غلیظہ
راشد ہیں اور جھوپورامت مسلسلہ میں شیخین کریمین کے بعد تیسرے مقام پر فائز ہیں۔ اسلام
میں لاقعد افضل کے حامل ہیں۔ امانت، ریاثت، صداقت، سخاوت، حیا، صد
رحمی وغیرہ صفات میں کامل و امکل ہیں۔ ان کے یہ اوصافِ حمیدہ مسلمات میں
سے ہیں۔

تاہم بعض لوگ حضرت غماٹ کے خلاف ہیں اور یہ مخالفت عناد کی بنی پہی
معلوم ہوتی ہے اور کوئی معقول دبر نظر نہیں آتی۔ حضرت موصوف پر کسی قسم کے
مطاعن ترب کیسے گئے ہیں۔ مخالفین غماٹ ان کی جو فہرست مرتب کرتے ہیں ان
میں سفرہرست بوجمعن رکھا جاتا ہے وہ ”اقرانواری کامسلمه“ ہے طعن قدمی ہے

بُنَاتِ إِرْلَعْمٍ (رضي الله تعالى عنهم)

یعنی سردار در جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم)، کی چار صاحبزادیاں

تضییف : حضرت مولانا محمد نافع مظلہ العالی

اس کتاب میں سردار در جہاں کی چار صاحبزادیاں کے حالات زندگی اور ان کی فضیلتیں
اور غلطیں بڑی وضاحت اور تفصیل سے درج کی گئی ہیں۔ حالات زندگی کے کھرج میں زیقین
کی معتبر کتابوں سے بڑی خوبی سے استفادہ کیا گیا ہے۔ کتاب بذریعہ ایمان افزور مندرجات
ملاحظہ کرنے سے اولاد نبوی کے ساتھ صحیح اور پریقی عقیدت اور محبت کو فروغ ملے گا اور اس
دور میں بعض اطراف سے ان پاکیزہ اور مقدس طاہرات کے خلاف جوشبات قوم میں پھیلے
جاری ہے ہیں، ان کا مدلل اور مکمل جواب بھی کتاب میں فراہم ہے۔
بنات رسول ﷺ پر یہ اپنی نویت کی بے شکل کتاب ہے جس کے بنی کوئی بھلی بڑی
مکمل نہیں کہلا سکتی۔

مسلمانوں کے سائنسی کارنامے

تألیف : پروفیسر طفیل ہاشمی شعبہ علوم اسلامیہ علماء اقبال یونیورسٹی۔ اسلام آباد

اس سے بات کی شدید ضرورت تھی کہ مسلمانوں کے سائنسی کارناموں کو اجرا کر کیا جائے اور
ان کی واقعی خدمات پر پڑے ہوئے دصول کے دیزی پر دوں کو ہٹا کر تاریخ کا حقیقی چہرہ فاریین
کے سامنے رکھا جائے۔ چنانچہ پروفیسر طفیل ہاشمی نے اس ضرورت کو محسوس کرنے ہوئے یہ
معرکۃ الکراہ اکابر تالیف کی جس میں طب، ہدایت، ریاضی، کیمیا، طبیعت، نباتات و وزرائعت
اور تکنیکیوجی میں اندلس کے مسلمان سائنسداروں کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور
یورپ کی علمی بدبانیتیوں کو بے نقاب کرنے ہوئے یہ بتایا ہے کہ مسلمانوں کی کوئی کوئی ایجادات
کا سر احوالوں نے اپنے سر باندھ لیا تھا۔ العرض یہ کتاب سائنسداروں، محققین، پروفیروں -
تاریخ سائنس کے ماہرین۔ ایم۔ لے علوم اسلامیہ کے طلباء، اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے
دیگر فاریین کے لیے بے نظر تھے ہے۔
مکہ مکہ مکہ کو فخر ہے کہ اتنی بند پا یہ علمی کتاب کی اشاعت اس کے حصہ میں آئی۔

اس کے جوابات بھی باقی مطابعین کے ساتھ ہر دو میں علماء دیتے رہے ہیں:

اس دور میں پھر اس طعن کو جدید نزیب وزینت کے ساتھ سجا کر عوام کے سامنے پیش کیا گیا ہے حالانکہ یہ ایک مردہ و فرسودہ بحث تھی، اس کو پھر زندہ کرنے کی امت کو ضرورت نہ تھی اور نہ اس دور کا تقاضا تھا۔

خداحانت کی مصالح اور کن تخاصم کے تحت اس خواہیدہ بحث کو باحوالہ مزبور کر کے بیدار کیا گیا۔ اس سے عوام و خواص پریشان و غموم ہوتے اور مخالفین غمان مسروڑ محفوظ ہوتے اور مزید افتراق و انتشار کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ جس دور میں امت مسلمہ کو جو طرف کی ضرورت ہے اس دور میں قوم کے توڑنے کے سامان فراہم کرنا دین و ملت کی خیر خواہی نہیں ہے۔

«مقام صحابہ» کی حمایت کے لیے اور «تلیفہ راشد» سے سوچ طبقی رفع کرنے کی خاطر اس مسئلہ کو مناظر انداز میں نہیں بلکہ واقعات و حقائق کی صورت میں تحریر کیا جاتا ہے جس یہی مقصود ہے۔

ان معرفضات کو ملاحظہ فرمانے کے بعد مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے گا اور طعن مذکور زائل ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

ناظرین کرام صرف دو بالوں کی تکلیف کریں۔ ایک تو مسئلہ ہند کی پُوری بحث پر نظر رالیں۔ دوسرا تعصب دُور فرما کر تھوڑا سا انصاف ساتھ ملا لیں۔ پھر پیشہ اچھی طرح حل ہو جاتے گا۔

(و ما تو قیقی إلآ بالله)

ابتدائی معرفضات

(۱) کتاب انداز کے مندرجات پیش کرنے سے پہلے چند چیزیں ذکر کی جاتی ہیں:
”مسئلہ اقرباد نوازی“ سمجھانے کے لیے ہم یہاں ان شاء اللہ تعالیٰ پانچ بحثیں درج کریں گے۔ اور ان میں جہاں اس مسئلہ کو ثابت انداز میں سمجھایا جائے گا وہاں ساتھ ساتھ اس دور کے اکابر بنی ہاشم و بنی امية کو ایک دوسرے کے قریب لکھنے کی بھی کوشش کی جاتے گی۔

(۲) عام متداول طرزِ تصنیف کے خلاف اس کتاب میں یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ عموماً ایک مضمون و مفہوم کو عام ناظرین کرام کے لیے حالت کتاب کی عبارت سے پہلے علاصہ کے طور پر درج کر دیا گیا ہے پھر اس کے بعد اصل حوالہ کی عبارت عموماً درج کی گئی ہے تاکہ اہل علم حضرات عبارت ملاحظہ فرما کر مضمون کی تسلی حاصل کر سکیں۔ یہ طرزِ رواجا بالکل مترقب ہے اور جدید اہل فلم حضرات اس کو پسند بھی نہیں کریں گے۔ چنانچہ بطور معتبر یہ گزارش پیش کی گئی ہے کہ اس کو محسوس نہ فرمادیں۔

(۳) مسئلہ مندرجہ کی تائید کے لیے بعض اوقات حوالہ جات کی کثرت درج کر دی گئی ہے۔ اس سے مضمون مندرجہ کی تائید و توثیق مطلوب ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس ذیہ کتب مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ متعدد کتب درج کرنے کا یہ فائدہ ہو گا کہ جو کتاب جس شخص کے پاس موجود

ہوگی اس کی ملکت رجوع کر کے مضمونِ مندرجہ کی تائید حاصل کر سکے گا۔
اس کے بعد چند تمهیدات پیش کی جاتی ہیں اور تمهیدات کے بعد اصل موارد
کو پانچ بحثوں کی صورت میں پیش خدمت کیا جاتے گا۔
(بعونہ تعالیٰ)

تمہیدات

(۱)

— پہلے یہاں قابل توجہ یہ بات ہے کہ کسی نص شرعی روایت و صحیح حدیث
میں یہ کوئی ضابطہ ہے؟ کہ مسلمانوں کا حاکم اور ولی اپنے دوڑ حکومت میں اپنے کسی
رشتہدار کو حکومت کے عہدہ پر فائز نہیں کر سکتا۔ اور اسے کسی اپنے قریبی عزیز کو
عہدہ دینے کا کوئی اختیار نہیں۔

— تو یہ واضح چیز ہے کہ اس قسم کا کوئی قانون شرعی موجود نہیں جن کی سیدنا
عثمان بن عفان نے مخالفت کر دی ہوا اور اس کی خلاف درزی کے داشتہ طور پر
فرنگب ہوتے ہوں۔

دودِ عثمانی کے ناقیدین حضرات بھی اس بات کو تسلیم توکرتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس معاملے میں کسی ضابطہ شرعی کو نہیں تواڑا، لیکن "اُمر بار نوانی" کا اعتراض فرمانے
سے جو کتنے بھی نہیں۔ جدید عہدوں کے ساتھ اس کو خوب تازہ رکھتے ہیں۔ اور بار بار
احادیث کیا کرتے ہیں تاکہ حضرت عثمان کے حق میں شفقت اقام رہے اور بذلی جانی رہے۔
(لکل امراء مادی)

(۲)

دوسرا بات یہ ہے کہ حکومت کے عہدہ داروں اور کارندوں (جن کو عمال د
ولاة) کہا جاتا ہے) کے نسب و عزل کا مسئلہ ایک اجتہادی امر ہے جو علیفِ اسلام

اور اس کو تفویض کیا گیا ہے۔ اگر خلیفہ کی راستے یہ ہو جائے کہ امت کا کام فلاں شخص سے سراجام پا سکتا ہے تو لازم ہوتا ہے کہ اس کو اس چندہ پر فائز کرے۔

قرۃ العینین فی تفضیل الشیعین، ص ۲۴۲ بحث

مطاعن فتنین۔ طبع مجتبی مہلی

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عمال و حکام کے عزل و نصب کے مشکلہ کو اپنی صوابدید کے موافق ہتر طریق سے سراجام دیا۔ اور اس میں قوم و ملت کی خیز خواہی مذکور کی۔ اپنی مجتبہ دانہ مساعی میں کوئی تقاضہ نہیں داشت ہونے دی۔ اس کے باوجود اگر عہدہ نہ کے حکام (جو نہ فرشتے تھے نہ معمول عن المخالف) سے اپنے فرائض میں کچھ کو تماہی واقع ہوتی یا ان سے غلطیاں سرزد ہوئیں اور کسی فعل قبیع کے مرکب ہوئے تو ان تمام چیزوں کو حضرت عثمان کے کردار و کارکردگی میں ڈال دینا قرین انصاف نہیں۔ جو کچھ امور ان سے سرزد ہوتے تو سیدنا عثمان کے ایما یا فرمان سے نہیں ہوتے۔ اسی مفہوم کو حضرت شاہ عبداللہ محدث دہلویؒ نے اپنی تصنیف قرۃ العینین فی تفضیل الشیعین کی عبارتیں ذیل میں بطور جواب پیش کیا ہے:-

.... میکریم ہر چیز ایشان بر قوع آمد ز بامر ذی النورین بود و شریعت صلاح دید و سے و درخلافت علم غیب خود شرط نہیت۔ اپنے شرط مغلدا نہ است اجتہاد است و ذمی النورین دراجتہاد تقاضیر نہ کرد۔

قرۃ العینین فی تفضیل الشیعین، ص ۲۴۲ بحث

مطاعن فتنین۔ طبع مجتبی مہلی

یعنی ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ ان کے کارکنوں اور کارندوں سے صادر ہوا وہ حضرت ذوالنورینؑ کے فرمان سے نہیں تھا اور نہ ان کی صوابدید کے موافق

کی راستے کی طرف تفویض کیا گیا ہے۔ اس معاملہ کے نتیجہ وفراء کو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ امیر المؤمنین ان موقع کی ضرورتوں کو بہتر سمجھتا ہے۔ اپنی بصیرت کے موقع جب حکام کا تقرر و تعین کرتا ہے تو مصلحت کے تحت کرتا ہے۔ یہ پیغمبر اکابر علماء نے اپنے کلام میں درج فرمادی ہے۔

(۱) اتفاقی ابو بکر بن العربي الاندلسی "العواصم من القواسم" میں ایک مقام میں لکھتے ہیں کہ

— الراایۃ اجتہاد یعنی کسی کو ولی و حاکم بنانا ایک اجتہادی کام ہے۔
العواصم

دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں کہ

— اولایا مث و العزلاتُ لَهَا مَعَانٌ وَ حَقَائِقٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ
مِنَ النَّاسِ۔ الخ

یعنی حکام کے نسب و عزل میں کئی مقاصد و حقائق ہوتے ہیں جن کو بہت لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ مثلاً یہ ہے کہ ان تقاضوں کو ذمہ دار حضرات ہی سمجھ سکتے ہیں۔

العواصم من القواسم، ص ۲۴۲ تختہ
طبع الہمر

(۲) — اسی طرح حضرت شاہ عبداللہ محدث دہلویؒ قرۃ العینین فی تفضیل الشیعین میں فرماتے ہیں :-

.... میکریم کو نصب و عزل مفتوح است برائے خلیفہ۔ اگر اجتہاد خلیفہ مددی شود بآنکہ اٹفال شخص کا رامت سراجام می یا بدالازم می شود برائے نصب ادا۔
یعنی ہم کہتے ہیں کہ نصب و عزل کا کام خلیفۃ المسلمين کی رائے کے پرداز ہے

ہمہ اخلافت کے معاملے میں علم غائب شرط نہیں ہے۔ اخلافت کے مسائل کے لیے جو چیز شرط ہے وہ اجتہاد ہے اور اجتہادی امور میں حضرت عثمانؓ نے کہتی کی تھیں کی ”

(۲) — اشکال مذکور رفع کرنے کے لیے حضرت شاہ صاحب موصوفؒ نے اپنی کتاب ”ازالت الخفاج عن خلافة الخلفاء“ کے ماتر امیر المؤمنین عثمانؓ میں مزید کلام فرمایا ہے جس کے ملاحظہ کرنے سے معتقدین کا ذکر وہ بالاشتبہ بالکل زائل ہو جاتا ہے منصف احباب کی خاطر یہ کتاب کی اصل عبارت پیش کرتے ہیں اس کے بعد عام کے لیے اس کا مفہوم اردو میں ذکر کر دیں گے۔

— ازان جملہ آنکہ اصحاب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) را حکومت بلا معزول ساخت و حداثت بنی امیہ را کہ در اسلام مسابقت نداشتند حاکم گردانید مثل عزل ابن موسیٰ بعد اللہ بن ابن عامر از بصره و عزل عمر بن العاص از مصر باب ای سرح۔

و جواب ایں اشکال آئست کر عزل و نصب را نداتے عزوجل بر راستے خلیفہ بازگذاشتہ است می باید کہ خلیفہ تحری کند و صلاح مسلمین در نصرت اسلام و برحسب ہماں تحری بعمل آردا کراصابت کر دفلہ اجرہ قرتنی و اگر در تحری خطأ و اائع تشدفلہ اجرہ مرٹہ۔ ایں معنی ازان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجد تواتر رسید۔ و در بعض احیان مولیٰ را معزول ساختند و دیگرے را بجا تے انصب فرمودند براستے مصلحتے چنانکہ در غزوہ فتح رأیت انسار از سعد بن عبادہ گرفتند بسبب کلمہ کہ از زبان ادھیستہ بود و به پسر اوقیان بن سعد دادند۔

و گاہی مفضل رامنصولب می ساختند بتا بر مصلحتے چنانکہ اسامہ را

امیر شکر فرمود و کبار مہاجرین را تابع وے گردانیدند در آخر جمال۔
و چنین شیخین نیز در ایام خلافت خود بعمل آورند۔ و بعد حضرت عثمانؓ حضرت مرضیٰ و دیگر خلفاء ہمیشہ ہمیں دستور کر دہ آمدند پس بر حضرت ذی المیزانؓ ایں وجہ باز خواست نیت لے گر بکم تحری خود شخصی از حداثت را دالی کر دہ باشد و شخصی از قدما اصحاب رامعزال ساخت خصوصاً در قصص کہ نقل کر دہ آند چون تامل نمودہ می آید اصابت راستے ذی المیزانؓ وضع من الشیش فی رابعۃ النہار نظہور می رسد۔
زیر آنکہ ہر عززے و ہر نسبے یا متفقین انہما فتنہ اختلاف جند و عزیت بودہ است یا مشریع افیلیے ازا قایم دار الکفر لیکن ہو لائے ننسانی بھائی مبتدعین را اعمی ساختہ۔

وَعَيْنُ الرَّضَا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ لَكِيَّةٌ

وَلَكِنَّ عَيْنَ السُّخْطِ شُبُّدِيَّ الْمَسَادِيَا

د کتاب ازانۃ الخفاج عن خلافۃ الخلفاء مقصود دو م

ص، ۲۳۷ تخت ماتر امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ

طبع قدم بربیلی)

یعنی حضرت عثمانؓ کے متعلق جو اشکالات وارد یکے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ اشکال ہے کہ بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بڑے شہروں کی حکومت سے معزول کر کے بنی امیہ کے نیز نوجوانوں کو درجہ اسلام کے سابقین میں نہ تھے) والی و حاکم بناریا۔ مثلاً بصرہ سے ابو موسیٰ اشعری کو معزول کر کے عبد اللہ بن عامر کو، او مصر سے عمرو بن العاص کو معزول کر کے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو حاکم

بنا یا۔

— اس ماتریاب یہ ہے کہ غزل و نصب کے معاملہ کو نہ تعالیٰ نے خلیفہ اسلام کی راستے پر حکم دیا ہے۔ امیر المؤمنین اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور اسلام کی امداد کرنے میں تحری اور سعی کرنی چاہیے اور اپنی تحری کے موافق عمل درآمد کرے۔ اگر خلیفہ کی راستے درست ہوئی تو اس کے لیے دُگنا اجر ہے۔ اگر اس میں خطاء مزدہ ہوگئی تو اسے ایک اجر ملے گا۔

یہ مسلمانی اکرم نبیہ الصملوۃ والسلیم سے تواتر معنوی کی حد تک پہنچا ہے۔

— مقامی مصلحت کے پیش نظر بعض اذنات ایک حاکم کو مخول کر دیتے تھے اس کی جگہ دوسرے کو نسب فرمادیتے تھے جیسا کہ غزوہ نجف میں سعد بن عبادہ سے انصار کا علم لے لیا گیا ران کی زبان سے ایک کلمہ مکل لیا تھا، اور ان کے فرزند قیس بن سعد کو دے دیا گیا۔

اور وقتی تقاضے کی بنا پر کبھی کم مرتبہ کے آدمی کو امیر شہزادیتے تھے جس طرح امام بن زید کو امیر شکر بنادیا اور کبار مہابیر بن کو امامہ کے تابع داخت کر دیا۔

شیعین حضرات نے اپنے ایام خلافت میں اسی طرح عمل درآمد کیا۔ حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت مرتضیؑ نے اور دیگر خلفاء نے یہی دستور جاری رکھا پس حضرت ذوالفقارؓ پر اس وجہ سے باز پرس نہیں۔

اپنی جتو کی بنایہ نو عمر لوگوں میں سے اگر ایک شخص کو انہوں نے سماں بنادیا اور قدیم اصحاب سے بعض کو مغزد کر دیا خصوصاً ان موافق میں

جنہیں نقل کیا گیا ہے اگر بغور دیکھا جاتے تو حضرت عثمانؓ کی راستے کی اصحاب و درستگی اظہر من انش ہے کیونکہ ان کا عزل و نصب یا تو کسی لشکر و عیت کے فتنہ اختلافات کو فرد کرنے کے ضمن میں تھا یا پھر کفار کے نمایاں کو اسلام کی فتح مندی کا تمثہ دینے کے لیے تھا۔ لیکن اہل بعثت کی آنکھیں راس معالیہ میں ہوائے نفس کی وجہ سے نابینا ہوئی ہیں ہیں۔

”یعنی رضا مندی کی آنکھ عیوب بیان کرنے سے نخلی ماندی ہے لیکن ناراضیگی کی آنکھ بُرا یعنی کو نلا ہر کرتی ہے۔“

اسی کے مناسب کسی نے فارسی میں خوب کہا ہے کہ

”ہنر پچشم عداوت بزرگ تر عیوب است۔“

(۲) — اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دبلویؓ نے بھی اثر کمال اہم کے جواب میں ”تحفہ اشاعریہ“ میں یہی فرمایا ہے کہ

— جواب ازیں طعن آنکہ امام رانی باید کہ ہر کرائن کارے داند۔
آن کارا باو سپار دعلم غیب اصلان زداہل سنت بلکہ جمیع طوال ف
مسلمین غیر از شیعہ شرطہ امت نیست۔ و عثمانؓ با ہر کہ حسن ظن داشت
و کار آمدی دانست و این وعادل شناخت و مطیع و منقاد خود مگان
بر دریاست دامت با وادار۔

”تحفہ اشاعریہ فارسی“ ص ۵۰۔ مطالعہ عثمانی

تحث جواب طعن اول۔ طبع جدید، لاہور

یعنی اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ امام و خلیفہ کے لیے پاہیے کہ جس شخص کو اس کام کا اہل سمجھے وہ کام اس کے سپرد کر دے شیعہ کے علاوہ

تمام اہلِ اسلام کے نزدیک خلافت و امامت کے لیے علم غیر شرط
نہیں حضرت عثمانؓ نے جو شخص کے حق میں اچھاگمان کیا، کام کرنے والا
معلوم کیا، امانت دار، منصف جانا، ہلیع اور تابع بعد از خیال کیا اس کو
عبدۃ امارت و حکومت دے دیا۔“

حاصل یہ ہے کہ

اُمّت کے اکابر علماء نے یہ تصریح کر دی ہے کہ

— عزل و نصب کا مسئلہ اجتہادی ہے۔ خلیفۃ المسلمين کی طرف مفوض ہے تھا فنا نے
وقت اپنی تحری و تجوی کے مطابق خلیفہ اسے سراجِ حرم دے سکتا ہے۔

— عَمَالُ کَا انتخاب اگر درست ہوا تو خلیفہ کو دُلَّا ثواب ہے۔ اگر کچھ خطا ہو
گئی تو ایک گناہ ثواب ہے اور خطا معاف ہے۔

— اگر بالفرض خلیفہ کی صواب دید کے موافق عَمَال (یعنی کارندوں) نے کامِ سراجِ حرم
نہیں دیا تو اس میں خلیفہ مانوذ نہیں۔

(۳)

حکومت کے عاملین (و عَمَال) کا عزل و نصب حضرت عمر بن جہی اپنے دوسرے
خلافت میں اپنی صواب دید کے موافق کیا کرتے تھے اور بوقتِ شردارت حکام میں
تبديلی فرمایا کرتے تھے۔

یہ چیز خلیفہ کے لیے ناگزیر ہوتی ہے اور اس سے چارہ کا رہیں ہر تا خستہ
فاروق اعظمؓ کے چند مشہور صحابہ کرام کو معزول کرنے اور ان کی جگہ دوسرے حضرات
کو نصب کرنے پر دوچار مثالیں ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱)

— بصرہ سے حضرت عمرؓ نے مشہور صحابی مغیرہ بن شعبہ کو معزول کر دیا ان کی

جگہ ابو موسیٰ الشعراًی کو منعین کیا۔

«الاصابۃ» میں درج ہے کہ: ... وَاسْتَعْمَلَهُ (ابو موسیٰ) عَمَدٌ
عَلَى امْرِهِ الْبَصْرَةَ بَعْدَ عَذَلِ الْمُغْيَرَةِ، الْخَ.

(۱) الاصابۃ معدہ الاستیعاب، ص ۳۵۲، ج ۲

تحت عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ)

(۲) الاستیعاب معدہ الاصابۃ، ص ۳۶۳، ج ۲

تحت ابو موسیٰ (عبداللہ بن قیس)

(۳) تاریخ طبری، ص ۴۰، جلد رابع تحت

سنة کاملہ، طبع مصری قدیم۔

(۴)

سیدنا فاروق اعظمؓ نے اسلام کے مشہور سپہ سالار خالد بن الولید کو ایک دفعہ
ایک عظییہ دینے کی وجہ سے معرفی کا سکم دیا اور ابو عبدیہ کی طرف فرمان تحریر کیا
کہ اس منصب سے خالد کو الگ کر دیں اور اس کا کام خود سنبھال لیں۔“
... اعذله علیٰ کل حال و اضمیم الیک عملہ الْخ

(۱) تاریخ ابن حجر الٹبری، ص ۴۰۵، جلد ۷

تحت سنتہ کاملہ، طبع مصری قدیم

(۲) کتاب الخراج لامبی یوسف، ص ۳۸۱

طبع ثانی، مصری فصل فی الکتاب و البیع

والسلبان۔

(۳)

— اسلام کے مشہور مجاہد، ملت کے عظیم کارکُن سعد بن ابی وقاص کو حضرت عمرؓ نے

اہل کوفہ کی شکایت کی بنا پر مغزول کر دیا۔ ان کے فاتح مقام عمار بن یاسر کو صلوٰۃ پر تقدیر فرمادیا۔

وَفِيَارَسَّلَهُ شَكَا أَهْلُ الْكُوفَةَ سَعْدِينَ مَالِكَ رَابِيَ وَقَاصَ :

إِلَى عَمَرْ فَعْلَلَهُ وَوْلَى عَمَارَبْنَ يَاسِرَ بِالصَّلَاةِ ۝

(۱) تاریخ خلیفہ بن خیاط رامتوں (۲۲۷ھ)

جلد اول، ص ۱۲۶۔ طبع اول عراق۔

(۲) سیرا علام النبلا للذہبی، ص ۹۷، جلد اول
تحت تذکرہ سعد بن مالک۔

(۳)

مذکورہ ماقعہ سَلَّمَہ میں پیش آیا چھر ۲۲۷ھ میں حضرت عمرؓ نے عمار بن یاسر کو
رفہ سے مغزول کر دیا۔

وَفِيَارَسَّلَهُ عَزَلَ عَمَرْ عَمَارًا عَنِ الْكُوفَةِ ۝

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۱۲۵، جلد اول سلیمان عراق)

— فاروقی دادر کے یہ پند ایک واقعہ است بلور مثال عرش کیے گئے ہیں یہاں
ہے انہا زہ ہو گیا کہ یہ سب کچھ وقتی تھا خصول اور مقامی مصلحتوں کے پیش نظر مہرا کرتا
ہے حضرت فاروق اعظم پر ان تبدیلیوں کے باعث کوئی انحراف نہیں کیا جاتا، تو
صاف یہ ہے کہ سیدنا عثمان پر بھی عزل و نسب کے مسئلہ میں طعن نہ کیا جاتے۔

— البتہ یہ چیز باقی ہے کہ فاروق اعظم نے تبدیلیاں کیں تو ان کی بگپر لپٹے
یہ کے آدمیوں کو نہیں نصب کیا لیکن حضرت عثمان بن عثمان نے اپنی برادری کے
وں کو منعین کر دیا تو اس شبہ کے ازالہ کے لیے قلیل سا منتظر فرمادیں۔

چند اہم بحثیں

عزل و نسب کا مشکلہ ناظرین کے سامنے وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے
مشکلہ کی نوعیت معلوم کرنے کے لیے اس قدر کافی ہے۔

تمہم اس مقام پر ضریب بحثیں ہم پیش کرتے ہیں۔ ناظرین کرام تعصب اور گروہ
بندی سے الگ ہو کر اگر انساف کے ساتھ ان پر نظر غائز فرمائیں گے تو انشاء اللہ
اطیناً بخش ثابت ہونگی۔ اور سیدنا عثمان کی پوزیشن بے دافع معلوم کرنے کے
لیے بے حد مفید رہیں گی۔ مفترض روست کہتے ہیں کہ:
”عثمان بن عفان نے اپنی حکومت کے عہدوں کو اپنے قبیلہ کے لوگوں میں

تفصیم کر دیا۔“

وَقَسَمَ الْوَلَايَاتَ بَيْنَ أَقَارِبِهِ الْخَ

و منہاج الکرامہ، ص ۴۶ لابن المظہر الحلبی اشیٰ
طبع لاہور تخت ملا عن عثمانی، مطبوعہ دارخ
منہاج الشّرفة لابن تیمیہ الحراتی۔

محشریہ کہ عثمان نے اپنوں کو غلط مناصب دے دیتے، بے جا تقریباً
کیں اور زاجائز عہدے تقسیم کیے جس کی وجہ سے قبائلی عصیتوں اور گروہ بندی کی نضا
پیدا ہو گئی۔ آخری چیز فتنہ و فساوہ کا موسب بنتی اور قتل عثمان پر نتیجہ ہوتی۔
اس چیز کے متعلق تاریخ کرام کے لیے پانچ بحثیں پیش خدمت ہیں۔
اولاً:-

یہ معلوم کرنا پاہیے کہ جن مناصب پر طعن کی بنیاد ہے وہ کتنی تعداد میں احادیث
عثمانی کو دیتے گئے؛ اور کتنے مناصب غیر اقربیا کے لیے تجویز کیے گئے نیز اس طرح

عثمانی رشتہ داروں میں کتنی تعداد میں عمال و حکامِ مجاز تھے؟ اور کتنے لوگ غیر رشتہ داروں میں سے مختلف مقامات پر حاکم بناتے گئے تھے؟

ثانیاً :

یہ چیز قابلِ وضاحت ہو گی کہ جن اقرباء کو یہ عہدے اور مناصب دیتے گئے وہ کس قسم کے لوگ تھے؟ کس کردار کے مالک تھے؟ کیا ان کی وجہ سے ملت اور یعنی کو نقصان پہنچا؟ اسلام کی برپادی ہوتی؟ یا اس کے برعکس وہ اپنے آدمی تھے۔ نہ کہ در رکھتے تھے، کہی فسیلتوں کے حامل تھے۔ ان کی وجہ سے ملتِ اسلام بیہدہ کو ہت فائدہ ہوتا۔ مذہب کی ترقی ہوتی، اسلام کا بول بالا ہوتا، دین کی آواز قصائی عالم تک پہنچی۔

ثالثاً :-

یہ باتِ لائق توبہ ہو گی کہ اپنے قبیلہ اور خاندان کو مناسب وہی کی رعایت یا صرف دورِ عثمانی میں ہوتی ہے؟ یا اس دور سے قبل یا بعد کسی دور سے دوسریں بھی یہ حمایت پائی گئی؟ اس مسئلہ میں باقی ادوار کے ساتھ عثمانی دور کا مقابل و نوازن قائم کرنا مناسب ہے تاکہ عثمانی عہد کے موروث عن ہونے یا نہ ہونے کا بیصلہ کیا جاسکے۔

رابعاً :

یہ چیز قابلِ بیان ہے کہ حضرت عثمانؑ الگ مالی عطیاتِ کثیرہ اپنے اقرباء کو عطا کرتے تھے تو کیا حضرت موصوف کا یہ مال دینا شرعاً ماضیح تھا اور اس کی نوعیت لیا جاتی؟ اس مسئلہ کے لیے عقلاءً و نقلاءً بحث کی جاتے گی جو اناللہ شبہات کے لیے بابلِ الجمینان ہو گی۔

خامساً :-

یہ آخری بحث ہو گی کہ حضرت عثمانؑ کے دورِ خلافت میں اقرباء نو ادائی منصب کے اعتبار سے ہو یا عطا تے اموال کے اعتبار سے (قبائل میں تعصیب و نفرت کا موجب بن کر آخری ریام میں فسادات کا باعث ہوتی؟ یا ان فسادات کیلئے دواعی و اسباب دوسرے امور تھے؟ آخر بحث میں اس چیز کا راثشاء اللہ تعالیٰ) پوری طرح تجزیہ کیا جاتے گا جو اصول و افاقتات کے مطابق ہو گا۔ مندرجہ ہر پانچ ابجات کی اب کچھ تقریباً تفصیل درج کی جاتی ہے۔ الجمینان قلبی کے ساتھ مطالعہ فراویں، فائدہ بخش ثابت ہو گی۔ راثشاء اللہ تعالیٰ ان پانچ بحثوں پر کتابِ انہا تمام ہو گی۔ راثشاء اللہ تعالیٰ

بُحث اول

عہدِ عثمانیٰؓ کے مناصب اور حکام پھر ان کا باہمی تناصُب

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی ملکت ایک وسیع ترین رقبہ پر مشتمل تھی۔ مسر کا تمام ملک، شام کا علاقہ افریقیہ ہا ایک بہت بڑا حصہ۔ انتہائی مغرب میں مرکش و انڈیا تک۔ ادھر جواز کے نام حلقہ تک و مدینہ اور یمن فیروہ سمیت۔ دوسری طرف فارس کے تمام علاقے دریان وغیرہ تک مشرق میں مکران کی حدود تک۔ پہ طویل دعڑیں اسلامی سلطنت حضرت عثمانؓ کے زیرِ انتظام تھیں۔

ظاہر چیز ہے کہ اتنے وسیع ملک میں انتظامات قائم رکھنے کے لیے چند ہدے اور چند عمال و حکام کافی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ صرف بڑے بڑے ہدود کے لیے بھی ایک خاصی بناعت کی ضرورت تھی۔

تو اس صورت حال کے پیش نظر مسئلہ اندکی تمام متعلق تفصیلات کو صحیح طور پر علوم کریباً ساخت مسئلک ہے اور اوراقِ تاریخ بھی حسبِ نشاستہ نہیں دیتے۔
نامہم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے قاعده کے موافق مناصب اور حکام کے مسئلہ کو ہم کسی قدر بیان کرتے ہیں جو ہوات سے دستیاب ہیں۔ اس سے عہدہ داری میں باہمی تناصُب کا مسئلہ بخوبی معلوم ہو سکے گا۔

چند عہدے اور مناصب

— (۱) —

قضا (نجی)

عثمانیٰ خلافت میں قضا (نجی) کے منصب پر متعدد اکابر مختلف اوقات میں منعقد رہے ہیں ان میں مندرجہ ذیل حضرات بھی ہیں۔

(۱) حضرت سیدنا عثمانؓ کی جانب سے مدینہ منورہ میں قضا کے عہدہ پر زید بن ثابت انصاری (صحابی) تھے۔

”... و كان على قضا عثمان يعْذِّب زيد بن ثابت“

(۱)۔ تاریخ ابن جریر للطبری، ص ۱۳۹، ج ۵

تحت عمال عثمانؓ، سنتہ ۳۵ھ

(۲)۔ الکامل لابن اثیر الجزیری، جلد ۳، ص ۹۶
تحت اسماء عمال عثمانؓ

(۳)۔ البدایر لابن کثیر، ج ۲، ص ۲۲۷ تخت
ذکر بیعتہ علیٰ بالخلافۃ۔

(۴) خلافت عثمانیٰ میں مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبد الملک البهاشی
قاومی تھے۔

”... و كان المغيرة بن نوفل قاضیاً في خلافة عثمانؓ“

(۱) — الاستیعاب لابن عبداللہ بن حمود ج ۳، ص ۳۶۶

معه اصحابہ تخت مغیرہ مذکور۔

(۲) — اسد الغاب لابن اثیر، ج ۳، ص ۳۰۸

تخت المغیرہ مذکور۔

(۳) — الاصحاب لابن حجر، س ۳۳۲، ج ۳

محمد استیعاب تخت المغیرہ بن زفل

— (۲) —

بیت المال (یا خزانہ)

— مؤمنین نے عہد عثمانی میں اسلامی بیت المال پر متعدد لوگوں کا مقرر کیا جانا تحریر کیا ہے۔ ان میں سے بعض حضرات کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

— بیت المال کے منصب پر عبد اللہ بن ارقم (صحابی) فائز تھے۔ پھر انہوں نے استغفار پیش کیا تو حضرت عثمان غنیمہ اسے منظور کر دیا۔

”..... وکان علی بیت المال عبد اللہ بن ارقم ثقہ استغفی فعفا ۴“

(۱) تاریخ خلیفہ بن الحنیاط، ج ۱، ص ۱۵

جزء اول تخت عمال عثمان غنیمہ

(۲) اسد الغاب، ج ۳، ص ۱۱۵ تخت

عبد اللہ بن ارقم۔

عہد عثمانی میں بیت المال پر عبد اللہ بن ارقم کے نگران و ناظر رہنے کو

حافظ ابن حجر نے بھی الاصحابہ جلد ثانی میں درج کیا ہے۔

الاصابہ، ج ۲، ص ۲۶۵ تخت عبد اللہ بن ارقم

بعض اوقات اس منصب پر زید بن ثابت النصاریؓ کا متعین

ہونا بھی اسلامی رجال کی کتابوں میں منقول ہے۔

”..... وکان زید (زید) علی بیت المال لعثمان غنیمہ

اسد الغاب لابن اثیر الجزری، ج ۲، ص ۲۲۷

تخت زید بن ثابت النصاری طبع طہران

— ابن حجر و ابن اثیر و ابن کثیر وغیرہ مؤمنین نے ذکر کیا ہے کہ عثمان خلافت

میں بیت المال کے عہدہ پر عقبہ بن عمار و فائز تھے۔

”..... وکان علی بیت المال عقبہ بن عمار“

(۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۹۱ تخت

عمال عثمان غنیمہ

(۲) — الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵

تخت عمال عثمان غنیمہ

(۳) — البدایہ، ج ۷، ص ۲۲۴ تخت ذکر

بیعت علی بالخلافۃ۔

— (۳) —

خروج و عشر وغیرہ کی وصولی کا صیغہ

— ذور عثمانی میں بعض لوگوں کو خراج و عشر وغیرہ (اسلامی ٹیکس)، کی وصولی پر مقرر کیا جاتا تھا۔ آج کل کی اصطلاح میں ٹیکس کی وصولی کے یعنی تصدیق

کا تجویز کیا جانا سمجھ لیا جاتے۔
چنانچہ عراق وغیرہ کے علاقوں کے لیے جابر بن فلان المزنی اور سماع الانصاری
متعین تھے۔

”... وعلی خراج السواد جابر بن فلان المزنی ...
وسماک الانصاری، الخ“

(۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۸۱ تخت
عمال عثمان۔

(۲) — اکامل ابن اثیر الجزئی، ج ۳، ص ۴۵
تحت اسماء عمال عثمانی۔

(۳) — البدایہ ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۲ تخت
ذکر بیعت علی بالخلافۃ۔

(۴) رکتاب التهید والبيان، ص ۹۳۱ تخت الباب
الثامن۔ طبع بیروت، لبنان

(۵) —

فوجی افسر

اسلامی قوج کا الگ شعبہ تھا اس میں حسب مرتب لوگ متعین کیے جاتے
تھے مختلف علاقوں کے لیے متعدد جنگیں اور زگران مقرر تھے۔ کوفہ کے علاقوں
کے لیے الققاع بن عمر زنگی فوجی آفیسر تھے۔

”... وعلی حربہ الققاع بن عمرو“

(۱) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۸۱ تخت عمال عثمان۔

(۱) — اکامل ابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵ تخت
اسماء عمال عثمانی۔

(۲) — البدایہ، ج ۷، ص ۲۲ تخت، ذکر
بیعت علی بالخلافۃ۔

(۳) — رکتاب التهید والبيان، ص ۹۳۹ تخت الباب
عثمان، ص ۱۳۹ اول باب اثنان

(۴) —

شرطہ (پولیس)

پبلک میں مناسی انتظامات درست رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس قسم
کے امور کے لیے خلافت عثمانی میں شرطہ یعنی پولیس کا شعبہ قائم تھا۔ اس کام پر مجوزہ
آنفیس عبداللہ بن قنفذ، قبیله بنی تم کے قریشی تھے۔
”... وکان علی شرطہ عبداللہ بن قنفذ من بنی تم
قریشی“

(تاریخ ندیفہ بن نبیاط، جلد اول، ص ۱۵)
تحت عمال عثمانی مطبوع عراق

۶

الكاتب (نشی ومحرر)

خلفیۃ اسلام کے لیے تحریری ضروریات کی ناظراً یک محرر و نشی در کارہوتا ہے
عبد عثمانی میں یہ خدمت مردان بن الحکم نے سرانجام دی۔

میں ذکر کرچکے ہیں اور سانحہ متفقہ کتب سے حوالہ جات دسج کر دیتے ہیں۔ بہاں
عہدہ جات کے شمار کی خاطر دوبارہ نقل کیا ہے۔
یہ عہدہ حضرت عثمانؓ نے پاشی بزرگ کو عنایت فرمایا کیسی اموری کو نہیں دیا۔
خاندانی عصیتیت کا اندازہ آپ بہاں سے لگاسکتے ہیں کہ اس کی اصیلت کس قدر
ہے؟ اور پروپرینٹ کو کس قدر دخل ہے؟

فائدہ

چند ایک مناصب اور عہدے تاریخ کے ادراق سے ہم نے نالہریں کی

خدمت میں پیش کر دیتے ہیں -
ان میں صرف ایک مردان بن الحکم حضرت عثمانؓ کے چاہزاد براادر داماد
ہیں۔ باقی مندرجہ بالا اہل مناصب میں سے کوئی صاحب بھی بنی امیہ سے نہیں
 بلکہ بعض بنی ہاشم سے ہیں اور بعض درسرے قبائل سے ہیں -
— اب یہاں رشتہ داروں اور غیر رشتہ داروں کا باہم تناصیب لگانا
اقرباً وغیر اقرباً کا شمار کرنا ناظرین کرام پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔
اپنے انساف پسند قلب سے قیامتی عصیت دو فرمائ کر خود بی موافعہ
فیالیں میزان عدل آپ کے ہاتھ میں ہے -

”دہکاتب“ کے منصب کے متعلق اور مردان بن حکم کے لیے چند چیزیں غیر قریب ہم انشاء اللہ عرض کریں گے تاکہ یہ مسئلہ ہر طریق سے واضح ہو جلتے۔

..... وكاتبة مروان بن الحكم ”

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۵)

(八)

نیاںت حج

(۳۵)

حمد عثمانی میں جب آخری حج کامو قصر آیا تو حضرت عثمان ہنگامہ کو باغیوں نے اپنے
مکان میں محضور کر رکھا تھا۔ خود حج کے لیے تشریف لے جانے سے مدد و رحمتھے۔
اس وقت حضرت علیؓ کے چاڑا در حضرت عبداللہ بن عباس مطہبی ہاشمی کو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِلُو اکر اپنی طرف سے امیر حج بن اکر کہ شریف روانہ کیا۔ ابن عباسؓ نے امیر المؤمنینؑ کے حکم سے مکہ شریف میں جا کر مسلمانوں کو حج کروایا۔ یہ سہی کام تھا کہ

على الجعفى السنة التي قتل فيها سنة خمس وثلاثين (٣٥) فخرج فتح بالناس بامر عثمان -

۱) — طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۳۴۳، قسم اول تجت

ذکر سمعت عثمان۔ طبع لیدن

٥٣) — تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۳۲

تحت سلطنة - طبع عراق

نتیجہ: قبل ازیں ہم یہ داقعہ رحماء بنیهم کے حصہ سوم عثمانی کے باب پنجم کی بتا

بعض اہم مقامات اور ان کے حکام

(خلافت عثمانی میں)

قبل ازیں سابقہ عنوان میں چند ایک مناسب کا ذکر کیا ہے۔ اب پسند مشہور مقامات کے دلالة و حکام کا بیان کر دینا مناسب ہے۔ ان مقامات کے والی و حاکم کی حیثیت اس علاقہ کے یہے ڈپٹی کمشنر یا کشیر کی طرح ہوتی تھی۔ اس حلقہ کے انتظامات ان کے پسروں ہوتے تھے۔

ان تفضیلات کے ذریعے اموی حکام اور غیر اموی حکام کا پتہ لگانا آسان ہوگا اور معلوم ہو بلتے گا کہ حضرت عثمان نے کتنے افراد بنی امية سے لے کر حاکم بنایا اور کتنی تعداد بنو امية کے ماسوا مقرر کی؟

(۱)

مکہ المکرّہ

مختلف مراقبہ پر عہد عثمانی میں مکہ شریف کے لیے مندرجہ ذیل حاکم دو الی متعدد رہے ہیں۔

ادل :- خالد بن العاص بن ہشام المزرمی (صحابی)

الانتباہ لہ فاریئن کرام کی خدمت میں محدث عرش کی جاتی ہے کہ آنند کی اجنبیہ عبارات نقل کرنے اور پھر ان کا ترجیح دینے میں طوالت ہوتی ہے اس وجہ سے بعض مقامات میں صرف اُردو میں مطلب ذکر کرنے کے بعد حوالہ تبادیا گیا ہے۔ تسلی فرمابیدن اپنی طرف سے حوالہ کی صحت کی کوشش کی گئی ہے۔ (منہ)

(۱) — تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۶ تخت عمال عثمانی۔

(۲) — تحریر اسامہ الصحابہ، ج ۱، ص ۱۶۲، للنجزی
 دائرة المعارف بلجیع جید آباد کن تخت خالد بن العاص۔

دوم — علی بن عدی بن ربیعہ (صحابی)

(۱) — تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۶ تخت عمال عثمانی۔

(۲) — تحریر اسامہ الصحابہ، س ۳۲۲، ج ۱، للنجزی
 دائرة المعارف جید آباد کن۔

سوم — عبد اللہ بن محمد الحضری

(۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۴۸۳ تخت عمال عثمانی ھٹکہ

(۲) — اکامل ابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵

(۳) — کتاب التهید و البیان فی مقتل الشہید عثمان

ص ۱۵۰، الباب الثامن۔ بلجع بیرودت۔

(۴) — اوصاصیت تاریخ یعقوبی (شیعی)، نے ص ۶۷، تخت

ریام عثمان طبع بیروت لبنان (بلدنی)، میں عبد اللہ

ذکر کا مکہ شریف پر عامل عثمانی درج کیا ہے۔

چہارم — عبد اللہ بن الحارث بن نوفل مسلمی ہاشمی ابو محمد (لقب بیہر)

(۱) — طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۱۵۱ تخت

عبد اللہ ذکر طبع لیدن۔

(۲) تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی، ص ۱۸۱،
جلد ۵ - تحت عبداللہ بن الحارث۔

(۳)

المدینۃ المنورۃ

پنجم — جب حضرت عثمان اپنے دو خلافت میں حج کو تشریف لے جاتے تو زید بن ثابت انصاری (صحابی)، کو مدینۃ طیبہ پر اپنا نائب منتخب فرمایا تھا۔

(۱) تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۶۵۶، جزء اول

تحت تسمیہ عمال عثمانی (طبع بحث اشرف سراق)۔

(۲) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابة الجزری، ج ۲، ص ۲۲۶

تحت زید بن ثابت۔

(۴)

الطاائف

ششم — الطائف پر عہد عثمانی میں القاسم بن ربیعۃ الثقفی والی اور حاکم تھے

(۱) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۸ - تحت عمال عثمانی

(۲) اکامل الابن اشیر الجزری، ج ۳، ص ۹۵ -

تحت اسماء عمال عثمانی۔

(۳) کتاب التہذیب والبيان، ص ۱۵۵ - الباب

الثامن - طبع بیروت لبنان۔

(۴) تاریخ یعقوبی (شیعی)، ج ۲، ص ۲۶۷ - تحت ایام عثمانی

الصناعیین

ہفتم — صناعات کے علماء پر عیلی بن منیہ ایمنی صحابی والی و حاکم تھے رجن کو
یعلی بن امیتہ بھی کہا جاتا ہے۔

(۱) الاستیعاب، ج ۴، ص ۶۲۵، تحت عیلی بن امیتہ ایمنی۔

(۲) الاصابہ، ج ۳، ص ۶۳۰۔ مع الاستیعاب تحت عیلی بن امیتہ۔

(۳) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۸۸ - تحت اسماء عمال عثمانی۔

(۴) اکامل الابن اشیر، ج ۳، ص ۹۵ - تحت اسماء عمالہ۔

(۵) کتاب التہذیب والبيان فی مقتل الشہید عثمان، ص ۱۵۵ - طبع یروت۔

(۶) تاریخ یعقوبی (شیعی)، ج ۲، ص ۶۱ - ذکر ایام عثمانی۔

(۷)

الجند (مین)

ہشتم — عہد عثمانی میں جند کے مقام پر عبداللہ بن ابی ربیعۃ المخزوی صحابی
والی و حاکم تھے۔

(۱) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابة، ج ۳، ص ۱۵۵ -

تحت عبداللہ بن ربیعۃ المخزوی، طبع تہران۔

(۲) الاصابہ، ج ۲، ص ۲۹۷ - تحت عبداللہ بن ربیعۃ

(۳) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۲۸ - تحت اسماء عمال عثمانی۔

(۴) اکامل الابن اشیر، ج ۳، ص ۹۵ - تحت اسماء عمالہ۔

(۵) — کتاب التهید والبیان فی مقتل الشہید
عثمان، الباب الثامن، ص ۱۵۰ طبع بیروت۔

— (۶)

آذربیجان

نہم — آذربیجان کے علاقے پر اشعت بن قیس کندی (صحابی) والی و
حاکم تھے۔

۱) اسد الغابہ فی معزقہ الصحابہ، ج ۱، ص ۹۸
نخت الاشعت۔

۲) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۸۴ نخت اسماء
عمران عثمان۔

۳) — انکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۷ نخت اسماء عمال عثمان

۴) — کتاب التهید والبیان فی مقتل الشہید عثمان،
ص ۱۳۹ باب ثامن۔

پنجم — حافظ ابن کثیر نے البدایہ، ج ۸، ص ۵۶ اسٹھنہ ذکر جریر بن عبد اللہ الجبلی
میں بخواہے کہ قد کان (رجیں) عاملہ عثمان علی همدان۔

یعنی حضرت عثمان کے لیے رائیک درت تک، همدان پر جریر بن عبد اللہ الجبلی
(صحابی) بھی ساکم و ولی تھے؛

— اور مشہور مورخ یعقوبی شیعی نے بھی تاریخ یعقوبی میں همدان پر حضرت عثمان
کی طرف سے جریر نذکر کا حاکم و ولی ہونا درج کیا ہے۔

تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۶۱ نخت ایام عثمان رعما عثمانی

۱) — انکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۹۵ نخت
اسماء عمال عثمان۔

۲) — البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۲۲ نخت
بیعت علی بالخلافۃ۔

۳) — کتاب التهید والبیان فی مقتل الشہید
عثمان، الباب الثامن، ص ۱۳۹ طبع بیروت بنیان۔

— (۸)

ہمدان

یازدهم — ہمدان پر عہد عثمانی میں نیز نامی ایک صاحبہ الی و حاکم تھے

۱) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۹ نخت اسماء عمال عثمان

۲) — انکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۷ نخت اسماء عمال عثمان

۳) — کتاب التهید والبیان فی مقتل الشہید عثمان،
ص ۱۳۹ باب ثامن۔

تنہیہ — حافظ ابن کثیر نے البدایہ، ج ۸، ص ۵۶ اسٹھنہ ذکر جریر بن عبد اللہ الجبلی
میں بخواہے کہ قد کان (رجیں) عاملہ عثمان علی همدان۔

یعنی حضرت عثمان کے لیے رائیک درت تک، همدان پر جریر بن عبد اللہ الجبلی
(صحابی) بھی ساکم و ولی تھے؛

— اور مشہور مورخ یعقوبی شیعی نے بھی تاریخ یعقوبی میں همدان پر حضرت عثمان
کی طرف سے جریر نذکر کا حاکم و ولی ہونا درج کیا ہے۔

تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۶۱ نخت ایام عثمان رعما عثمانی

حلوان

دهم — اور حلوان کے علاقے کے بیہی عتبیہ بن النہاس حاکم تھے۔

۱) — تاریخ لابن جریر طبری، ج ۵، ص ۱۳۹ نخت
اسماء عمال عثمان۔

(۳) — کتاب التہید والبيان، ص ۱۵۰۔ الباب الثامن۔
 (۱۲) —

قرقیسہ

پانزدهم — قرقیسا کے مقام پر (بعض اوقات) جریر بن عبد اللہ (صحابی) حاکم ولی تھے۔

- (۱) — تاریخ ابن جریر طبری، ص ۱۳۸، جلدہ تخت اسلام عمال غماں غماں
 (۲) — تاریخ ابن اثیر (الکامل)، ص ۹۵، ج ۳ تخت اسلام عمال
 (۳) — تاریخ ابن کثیر (البدایہ)، ج ۲، ص ۲۷ تخت اسلام عمال
 سیعہ علی بالخلافۃ۔
 (۴) — کتاب التہید والبيان لحمد بن عبیی بن ابی بکر، ص ۱۳۹۔ باب هشتم۔
 (۱۴) —

ماہ

شانزدہم — مقام ماہ میں مالک بن جیب نامی ایک صاحب حاکم تھے۔
 (۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۹ تخت اسلام عمال غماں غماں
 (۲) — تاریخ الکامل لابن اثیر درج ۳، ص ۹۵۔
 تخت اسلام عمال
 (۳) — کتاب التہید والبيان، ص ۱۳۹۔ الباب الثامن

(۹) —

اصفہان

دوازدهم — اصفہان کے علاقے پر حضرت عثمانؓ کی جانب سے السائب بن القرع ولی تھے۔ (یہ صحابی ہیں)۔

- (۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۹ تخت اسلام عمال عثمان
 (۲) — الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵ تخت اسلام عمال
 (۳) — کتاب التہید والبيان فی مقتل الشہید عثمان
 الباب الثامن، ص ۱۵۔ طبع بیروت

(۱۰) —

جرجان

سیزدهم — جرجان کے مقام پر ذوالجشن انسابی حاکم تھے۔
 (کتاب التہید والبيان فی مقتل الشہید عثمان
 الباب الثامن، ص ۱۵۔ طبع بیروت لبنان)

(۱۱) —

ماسندان

چهاردهم — علاقہ ماسندان پر ایک شخص جدیش نامی ولی تھے۔

- (۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۹ تخت اسلام عمال غماں غماں
 (۲) — الکامل لابن اثیر (الجزری)، ج ۳، ص ۹۵ تخت اسلام عمال

(۱۳)

الرَّسُولُ

- هفدهم — رئیس کے علاقہ پر عہد عثمانی میں سیدین قیس حاکم والی تھے۔
 (۱) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۴۹ تھت اسلام عثمان
 (۲) تاریخ الکامل لابن اثیر ج ۳، ص ۵۹ تھت اسلام
 (۳) کتاب التہذیب والبیان، ص ۲۹۱۔ الباب الثانی

(۱۴)

قوم

- ہشتم — قوم کے مقام پر عثمانی حاکم جبل بن جعیۃ الکنانی تھے۔
 درکتاب التہذیب والبیان، ص ۱۵۰، الباب الثانی طبع بیروت۔

(۱۵)

الموصل

- نوزدهم — اور موصل کے علاقہ کے یہیں سلسلہ والی و حاکم تھے۔
 درکتاب التہذیب والبیان لمحمد بن عیین بن ابی ابکر
 الاندلسی، ص ۲۹۱: باب سیشم)

(۱۶)

الصنعا مد رشام

- بسیم — صنعا کے مقام پر ثما تہ بن عدی (صحابی) حضرت عثمانؓ کی طرف سے

والی و حاکم تھے۔

”... کان رشامۃ، امیر العثمانؓ علی صنعا“

(۱) الاستیعاب، محرر الصابہ، ج ۱، ص ۲۰۵

تحت شمارہ بن عدی

(۲) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابة، ج ۲، ص ۲۸۸ - ۲۹۹

جلد اول تحت شمارہ بن عدی۔ طبع طہران۔

اعراض کشیدگان کی نظر و میں چند مقامات

مشہور مقامات میں سے اب صرف آخری چار مقامات رکوفہ بصرہ۔ شام مصر کے والیوں کا ذکر باقی ہے وہ اب بیان کیا جاتا ہے۔ اور عہدہ کتابت کا بھی ساتھ دکھڑا ہو گا معتبر ضمیم احباب کی طرف سے یہ مقامات خصوصاً جائے اعراض تصور کیے جاتے ہیں۔ ہم نے ان مقامات کی متعلقہ چیزیں پیش کی ہیں ان پر منصفاً نظر غائر فرا کر حضرت عثمانؓ کے طریق کا رکاوہ لیں اور معلوم کریں کہ:

آیا یہ سب کچھ کسی تعصب اور خویش پروری کی بناء پر ہوتا رہا ہے؟ یا مسلمانوں کی بہتری اور واقعی تقاضوں کی بناء پر کیا جاتا رہا ہے؟ چونکہ امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ کی روایت داری اور صداقت اور رامانت پر جھپٹوں ایں اسلام کو یقین اور راعتماد ہے اس وجہ سے ان کی کارکردگی اور پالیسی کو کسی شک و شبہ کی نکاد سے نہیں رکھا جاسکتا۔ اب ان مقامات کی متعلقہ اشیاء کو ملا حضرہ فرمادیں۔

(۱۷)

الکوفہ

ناظرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ خلافت عثمانی کے دو راؤں اور آخری دو ریس

کھڑی کر دی وجیا کہ عراقیوں کی فطرت ہے) اور سعید کے عزل کا تفاضنا کیا تو
حضرت عثمان نے ان کے مطالبہ کے پیشِ نظر سلسلہ یہ مسید کو معزول کر دیا
اور ابو موسیٰ اشعریٰ کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

پھر ابو موسیٰ حضرت عثمانؓ کی شہادت تک والی و حاکم رہے۔

یہضمون مندرجہ ذیل مقامات میں دستیاب ہے ملاحظہ فرماؤں :-

(۱) — تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۳۵۵ تخت سلسلہ۔

(۲) — تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۰ تخت تسلیم عمال عثمانؓ۔

(۳) — الاصابہ لابن حجر، ج ۲، ص ۳۵۲۔ معد الاستیعاب تخت ذکر

ابی موسیٰ (عبداللہ بن قیس)

(۴) — بیانات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۲۔ تخت ذکر سعید بن العاص۔

طبع اول لیدن۔

تنبیہ

شیعہ مؤمنین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ عثمانی خلافت کے آخری ریام میں
کوفہ کے والی و حاکم ابو موسیٰ اشعریٰ منطقہ۔

... . . . وعلی الکوفۃ ابا موسیٰ الاشعربی۔

تاریخ میقوقی شیعی، ج ۲، ص ۹۶، ابجث

عمال عثمانؓ، طبع بیروت لبنان۔

مندرجہ کوائف کی روشنی میں

یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ کوفہ پر عثمانی خلافت کے دوران
عمری حکام کو بی مسلط نہیں رکھا گیا بلکہ اول و آخر سالوں میں غیر امری حضرت

کوفہ پر غیر امری حاکم والی تھے۔ درمیان میں دو عدد عثمانی رشتہ دار (ولید بن عقبہ
اور سعید بن العاص) والی بناتے گئے۔

کوفہ میں عزل و نصب کے متعلق تھوڑی سی وضاحت لکھی جاتی ہے جو حقیقت
واقعہ سمجھنے کے لیے مفید ہوگی۔

فاروقی خلافت کے آخری ریام میں کوفہ پر غیرہ بن شعبہ (صحابی) حاکم
تھے۔ عہد عثمانی میں یہ تقریباً ایک سال تک والی رہے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اسی
معزول کر کے حضرت سعد بن ابی و قاص کو والی بنایا اور ساتھ یہ فرمایا کہ ان کی یہ معزولی
کسی خیانت یا بُرا تی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ واقعی وقتو مصلحت کے تخت کی کمی ہے۔

(تاریخ ابن خلدون جلد ثانی، ص ۹۹۸ - ۹۹۹)

طبع بیروت لبنان۔ تخت مقتل عمر و امرالشوری
وسعیت عثمانؓ

پھر سلسلہ میں سعد بن ابی و قاص کو معزول کیا اور ولید بن عقبہ کو
حاکم بنایا۔

والبدایہ لابن کثیر، ج ۲، ص ۱۵۰ تخت سلسلہ

طبع اول مصری

اس کے بعد سلسلہ میں ولید بن عقبہ کو معزول کر دیا اور سعید بن
ال العاص کو والی و حاکم مقرر کیا۔

(۱) تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۱۳۸ جزء اول تخت سلسلہ

(۲) تہذیب التہذیب، ص ۱۳۳ - ۱۳۴، جلد ۱۱، تخت

ذکر ولید بن عقبہ۔

کچھ مدت کے بعد اہل کوفہ نے سعید بن العاص کے خلاف شورش

حاکم نباستے گے تھے صرف درمیانی مدت میں دو عدد اموی اشخاص کو یکے بعد دیکھئے اور
حاکم بنایا گیا تھا۔

پھر اس مدت میں بھی جب تبدیلی کے لیے حالات متعاقبی ہوتے تو حضرت
عثمانؑ نے والی کی معزوفی فرمادی۔ اس موقع پر کسی قسم کی شدت نہیں پیدا ہونے دی۔
معزوفی کے اس باب جو بھی لوگوں نے کھڑے کر دیئے۔ ان پر حضرت عثمانؑ نے کوئی سختی
نہیں فرماتی۔

ولید بن عقبہ پیران کے خالقین نے شراب نوشی کا افترا بازدھا حضرت عثمانؑ
کے پاس اس بابت کی گواہی دے دی۔ تو حضرت عثمانؑ نے ولید پر سد لگاتی اور اس کو
معزوف کر دیا۔ اس واقعہ کے تفصیلی تواریخ جات ہم انشاع اللہ بخش شانی میں ذکر کر رہے ہیں۔
دہائی اس واقعہ کا پس منتظر ہوتے ہمہ طرقیہ سے معلوم ہو سکتے گا۔

اسی طرح سعید بن العاص کے خلاف شورش پسندوں نے شورش کھڑی کر
دی۔ (سبیا کہ اہل عراق کے طبائع میں عموماً شرد فساد تھا تو حضرت عثمانؑ نے شرکو فرد
کرنے کے لیے سعید کی تبدیلی فرمادی۔)

یہ تمام حالات حضرت سیدنا عثمانؑ کی انصاف پسندی، عدل گستاخی، سلامت
وردی کی گواہی دیتے ہیں اور حتیٰ المقدور عوام کی بہتری اور پبلک کی عایمت کرنے پر
دلالت کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؑ پر عنوان الرازم فائز کرنے والے احباب نے اپنے
معترضانہ ذوق کے مطابق ان تمام چیزوں کو خوبیش پر دری و قبائلی عصیتیت، کے پلرے
میں ڈال دیا ہے اور قبیلہ پر دری کی تاریخ مرتب کرنے کی خاطر زینہ بالیا ہے،
(فیما للعجب)۔

المصرة

غمانی نلافت میں بصرہ کے حاکم پہلے ابو موسیٰ الشعري تھے (بن کا ۱۴)
عبداللہ بن قیس ہے۔ پھرؑ میں قریباً پانچ سال کے بعد روتی تقاضوں کی
بنابری، ان کو معزوف کیا گیا۔ ان کی جگہ عبداللہ بن عامر کو حضرت عثمانؑ نے حاکم اور
والی بنایا۔

..... ولی ابن عامر البصرة سنۃ تسع وعشرين ۲
(۱) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۰۸
تسمیۃ عمال عثمانؑ

..... واستعمله عثمان رضی اللہ عنہ علی البصرة سنۃ
تسع وعشرين بعد ابی موسیٰ - الخ
(۲) اسد الغابہ فی معرفة الصحابة، ج ۱، ص ۱۶۱

تحت ذکر عبداللہ بن عامر بن کریم
اس معزوفی تبدیلی کو مفترضیں حضرات نے خدا جانے کیا کچھ رنگ
دے دیا ہے؟ حالانکہ ان حضرات کے درمیان اس موقع پر کسی کم کی کشیدگی اور
رنجدگی نہیں پیدا ہوئی۔ اس چیز پر مندرجہ ذیل اشیاء بطور شہادت پیش کی جاتی
ہیں ان میں غور فرمادیں۔

حضرت ابو موسیٰ الشعري کو جب معزوف کیا گیا اور عبداللہ بن عامر حاکم
مقرر ہو کہ بصرہ پہنچنے تو اس وقت لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے حضرت ابو موسیٰ الشعري

عبداللہ بن عامر کے حق میں کلام فرمایا وہ قابل شنید ہے اور طعن کرنے والے اجنبی کے لیے لائق عبرت ہے۔

حضرت ابو موسیٰ الشعراً نے فرمایا کہ :

”... قد اتاکم فتنی من قریشِ کریم الاممہات والعمیمات
والحالات یقوم بالمال فیکم هکذا و هکذا... الخ“

(۱) نسب قریش سعید النبیری، ص ۲۸۲-۲۸۳

تحت حالات عامر بن کریز۔

(۲) سیر اعلام النبلاء للذہبی، ص ۱۳، ج ۳

تحشت عبد اللہ بن عامر

(۳) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۳۶ تخت
یعنی قریش میں سے ایسے باعزت جوان آپ کے پاس پہنچ ہیں جن کی مائیں
پھوپھیاں، خالائیں، شریفیں اور سخنی ہیں۔ اور اس طرح اس طرح تم کو مال دیں گے
(یعنی خوب سعادت کریں گے)۔

(۴)

— اور اس موقع پر عبد اللہ بن عامر نے حضرت ابو موسیٰ الشعراً سے ان
کا احترام و اکرام محفوظ رکھتے ہوئے ایسی گفتگو کی جوان کے اخلاص و صفائی معاملات
پر دلائل کرنے کے ساتھ ساتھ باہمی عدم تکرار و عدم مناقشہ کا واضح ثبوت ہے۔
”... فاتاک ابن عامر فقال یا ابن موسیٰ ماحد من بني
اخیک اعرف بفضلک منی انت امیر البلد ان اقمت
والموصول ان رحلت قال جزاک الله یا ابن اخي خيراً شعر
ارتخل الى الكوفة“

طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۲ تخت عبد اللہ

بن عامر بن کریز طبع اول یمن۔

— یعنی عبد اللہ بن عامر نے عرض کیا کہ آئے ابو موسیٰ آپ کے بھتیجوں میں سے
آپ کے فضل و شرف کو مجھ سے زیادہ سمجھانے والا کوئی نہیں۔ اگر آپ بیہاں ربصر
میں قیام فرمادیں تو آپ کی حیثیت امیر شہر کی ہو گی اور اگر بیہاں سے رو درسی جدید
 منتقل ہو جائیں تو بھی آپ کے ساتھ تعلق اور ارتباط فاصلہ ہے۔

حضرت ابو موسیٰ نے (جو ابا)، فرمایا آئے برادرزادے! اللہ تجھے جزاۓ خیر
عطافرماتے، اس کے بعد وہ کو فرق کی طرف منتقل ہو گئے۔

(۳۴)

نیز یہ بات بھی قابل سمعاٹ ہے کہ بصرہ سے یہ ان کی تبدیلی رضا مندی کے ساتھ
ہوتی تھی۔ اس میں کسی جزو اکڑاہ یا ان خشکواری کو دخل نہیں تھا درستہ دوسری بار
ابو موسیٰ اشعری کو فرمیں والی بننا قبول نہ فرماتے۔
ان واقعات نے مسئلہ صفات کو دیا کہ منصب انہاکی تبدیلی آپس میں بازغت
طرقبیہ سے ہوئی تھی کیسی قسم کی باہم کشمکشی اور پریشانی نہیں پیش آئی تھی۔

— گروہ بندی اور عصبتیت کی تاریخ سازی کرنے والے حضرات کو اللہ
ہدایت بخشی ہبھوں نے اصل واقعات کو الٹ پلٹ کر مسئلہ کی تصویر کارج ہی
بدل ڈالا۔ یہ ان بزرگوں کا اپنا فتنی کمال ہے۔ دریہ تحقیقت میں حضرت غمام
کے پیش نظر قبائی عصبتیت بالکل نہ تھی۔

(۳۰)

الشام

عہدِ نبوی امیر معاویہؓ کے متعلق اتنی وضاحت ضروری ہے کہ امیر معاویہؓ کا

کا تسبیب نبوی ہر ذاتوں مسلمات میں سے ہے۔ اس کے علاوہ بنی اندلس سلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عہد میں بعض اوقات امیر معاویہ کو ہبہ دو منصب عطا فرمایا جب وائل بن ججر اسلام لاتے تو بنی کیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک قطعہ اراضی عطا فرانے کا ارادہ کیا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ جا کر وہاں سے ایک محلہ زمین ان کے لیے متعین کر کے ان کو دے دیں۔ اہل علیم کی تسلی کے لیے خواہ کی اصلی عبارت ذکر کی جائی ہے۔ وائل غور کہتے ہیں کہ:

”.....فیعث رَسُولُ اللَّهِ صَلَّمَ، مَعِیْ مَعَاوِيَةَ بْنَ ابِی سَفِیَانَ
قَالَ وَامْرَأَ اَنْ يَعْطِیَنِی اَرْضًا فِی دُفَّعَهَا الْمَّاءِ“

(تاریخ کبیر بن خاری، ص ۵۵-۱۴۱، ج ۳ ترا)

تحت وائل بن ججر،

او رسال الغابہ واصابہ میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔

”.....وَاقْطَعْهُ اَرْضًا فَارْسَلَ مَعَهُ مَعَاوِيَةَ بْنَ ابِی سَفِیَانَ وَقَالَ اَعْطُهَا اِيَّاهَا“

(رسال الغابہ، ج ۵، ص ۸۸، تحت وائل بن ججر،

طبع طہران۔)

(الاصایہ، ج ۳، ص ۹۲-۹۳ معاویہ استیعاب،

ذکر وائل بن ججر،

عبد سدیقی صدیق البر کی خلافت میں بھی امیر معاویہ کو ایک باعزت منصب حضرت صدیق ثانی عنایت فرمایا۔

علاءۃ شام میں امیر معاویہ کے بڑے برادر ریزید بن ابی سفیان فتوحات اسلامی

کے سلسلہ میں گئے ہوتے تھے ان کی معاونت کے طور پر وہاں ایک اداری جماعت بھیجنے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت صدیق اکبر نے شام کی طرف ایک جماعت بروانہ کی اور اس جماعت پر امیر معاویہ کو امیر بنابرخاست فرمایا۔
عبارت انہا میں یہ مضمون ملاحظہ فرماؤں:-

— واجتمع الى ابی بکر اناسؓ فامر علیم معاویة
وامرہ بال LAN بیزید خرج معاویة حق لحت بیزید... الخ
(۱) — تاریخ الطبری، ج ۳، ص ۳۰، تحت سالہ

(۲) — البدایہ لابن کثیر، ج ۳، ص ۱، تحت سالہ

عبد فاروقی احمد فاروقی میں شام کے علاقہ میں ریزید بن ابی سفیان نوت ہو گئے۔
عبد فاروقی احمد فاروقی میں شام کے علاقہ میں ریزید بن ابی سفیان نوت ہو گئے۔

ریزید یا احمد میں طاعون عمواس کا موقعہ ہے۔
تو ان کے قائم مقام امیر معاویہ کو حضرت فاروق اعنان نے اس سلقة کا امیر متعین فرمایا۔

پھر حضرت عثمان نے بھی اپنے ذمہ خلافت میں شام کے علاقہ کا حاکم امیر معاویہ کو بی برق ارکھا۔

ذیل میں مضمون درج ہے تسلی فرمائیں۔

”... ثم جمع عمر الشام كلها معاویة و اقتد عثمان“

(۱) — سیر اعلام النبلاء للنسہبی، ج ۳، ص ۸۸

تحت معاویہ بن ابی سفیان۔

(۲) — الاصابہ لابن ججر، ج ۳، ص ۲۱۲، تحت

معاویہ بن ابی سفیان۔

(۳) — تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۵، تحت تسمیۃ

عمل عثمان۔

(م) — تہذیب الاسماء واللغات للنسوی، ج ۲، ص ۱۰۳۔

تحت معاویہ بن ابی سفیان -

عہد عثمانی مندرجات بالا کے ذریعہ واضح ہوا کہ حضرت عثمان نے امیر معاویہ کو کوئی جدید حاکم نہیں مقرر کیا بلکہ سابق خلفاء کے مقرر شدہ حاکم کو علاحدہ شام کے لیے برقرار رکھا۔

امیر معاویہ اپنی طبعی صلاحیتوں کی بنا پر اپنے فرائض واجبی کو مدد و طریقہ سے سرانجام دیتے تھے۔ حکمرانی کا سلیقہ تھا اور عوام کے مسائل حل کرنے میں کوئی خامی نہیں پھوٹتے تھے اور نہ ہی رعایا کی طرف سے کوئی ناص شکایت پیش آتی تھی۔

ان حالات کے تحت اگر فرید علاقے مفتود ان کی تجویل میں دے دیئے گئے تو اس سے فتنہ و فسادات کھڑے ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس آدمی کی شخصیت کے ساتھ عزادار ہو تو اس کے متعلق قدر قدم پر اغراض قائم کیے جاسکتے ہیں۔

— گردہی تھتب سے الگ ہو کر اگر انصاف سے کام لیا جاتے تو اس مقام میں حضرت امیر معاویہ کا ایک اپنا بیان کافی و شافی ہے۔ وہ بھی ہم ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ ... ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کا اپنا بیان مقصوماً فولانی فادخل فی امرہ ثم استخلف ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فولانی ثم استخلف عمر فولانی ثم استخلف عثمان فولانی فلم أَلِ لاحِدَ مِنْهُمْ وَلَمْ يَرِيْتَ إِلَّا وَهُوَ رَاضٍ عَنِّي ...

تاریخ ابن جریر الطبری، ج ۵، ص ۸۷، تحت
مسئلہ ذکر تسلیم من سیر من اہل الکوفہ الیہا

یعنی امیر معاویہ کو فرمانی کی ایک جماعت کو خطاب کر رہے تھے، فراتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم موصوم تھے انہوں نے مجھے حاکم اور ولی بنایا اور اپنے کام میں داخل کیا پھر اب بکر بنی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، انہوں نے بھی مجھے حاکم بنایا ان کے بعد عمر خلیفہ ہوتے انہوں نے بھی مجھے ولی مقرر کیا حضرت عزرا کے بعد عثمان خلیفہ ہوتے تو انہوں نے بھی مجھے حاکم بنایا پس میں ان میں سے جس کے لیے ولی بنایا اور جس نے بھی مجھے ولی بنایا وہ سب مجھ سے راضی رہے (کسی کو شکایت نہیں ہوتی)۔

خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) — امیر معاویہ کے حق میں جو سنتِ نبی تھی حضرت عثمان نے اس کے موافق عمل درآمد کیا۔

(۲) — اسی طرح صدقیق و فاروقی دور کا جو طریقہ کا رامیر معاویہ کیے آرہا تھا، حضرت عثمان نے اسی کو جاری رکھا۔ کوئی جدید عمل نہیں اختیار کیا۔

(۳) — ان کے عوام کی طرف سے امیر کی تبدیلی کا کوئی تقاضا سامنے نہیں آیا تھا جس کی وجہ سے ان کو بدل جوایا جاتا۔

اندریں حالات سیدنا عثمان کے حق میں امیر معاویہ کو حاکم شام رکھنے پر گردہ تصب اور قبائلی عصیت کا پروپیگنڈا کرنا نہایت نا انصافی ہے اور حقیقت واقعہ کے بالکل خلاف ہے۔

وہ یعنی ۲۷ھ میں عمر بن العاصؓ کو حضرت عثمانؓ نے مصر سے مغزول کیا اور عبداللہ بن سعدؑ کو دایی بنایا تو عبداللہ نے اسی سال افریقیہ کی جنگ کی مہم شروع کی۔ اس جنگ میں عبداللہ بن عمر اور عمر بن ابی عاصؑ کے اٹکے عبداللہ ادراїں زبری وغیرہم اس کے ساتھ شرکیب جنگ ہوتے۔
(۱) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۳۲۔

تحت ۲۷ھ۔

(۲) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۔
تحت تسمیۃ عمّال عثمان۔

(۳) فتوح البلدان بلاذری، ص ۲۳۳۔
عنوان فتح افریقیہ۔

(۴) تاریخ ابن خلدون، ج ۴، ص ۱۰۰۔ جلد ثانی
تحت عنوان ولایۃ عبداللہ بن ابی سرح علی
مصطفوٰ فتح افریقیہ۔ طبع بیروت

دوم — اس کے بعد دوسرا واقعہ (ستھ) کا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔
خلافت عثمانی میں خراسان و طبرستان وغیرہ علاقوں کی فتوحات کے لیے ایک زبردست فوج تیار کی گئی۔ امیر شکر سعید بن العاص اموی تھے جو کے اکابرین امت اور صاحبو کرام اس مہم میں شرکیب ہوئے۔ ان حضرات میں جو عبداللہ بن عمر و بن العاص بھی تھے اور وہ اس کا رخیر میں نجوشی شرکیب ہوئے تھے۔ اہل علم کی تسلی کے لیے طبری کی عبارت بلطفہ درج کی جاتی ہے اور باقی مؤذین کا صرف حوالہ کتاب دے دیا ہے۔

... عن حنش بن مالک قال غزا سعید بن العاص من

— (۲۰) —

مصر

خلافت عثمانی میں حضرت عمر و بن العاص مصر کے حاکم اور ولی تھے۔ وقت تقاضوں کے موافق عثمانی دور کے سالی چہارم میں یعنی ۲۷ھ میں ان کو مغزول کیا گیا۔

ان کی جگہ پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو متعین کیا گیا۔ یہ حضرت عثمانؓ کے ضامی برادر تھے یعنی حضرت عثمانؓ نے عبداللہ کی ماں کا دوڑھ پیا تھا۔

دیالا خظر ہے:- اسد الغاب، ج ۳، ص ۲۴۔ تخت عبداللہ

بن سعد بن ابی سرح

عبداللہ بن سعد مذکور بنی امیہ سے نہیں ہیں بلکہ بنی عامر سے تھے حضرت عثمانؓ کے ناتھے ان کا ضامی برادر ہوتا ہی ان کا جرم تجویز کر دیا گیا ہے۔

منصب کی یتیہ بدلی بھی کسی تعصیب یا قبیلہ پرستی کی بنا پر نہیں کی گئی تھی حضرت عثمانؓ کے سامنے قبلی عصیت وغیرہ کے نظریات بالکل نہ تھے، بلکہ اس موقعہ کی مصالح اور ضرورتوں کے تحت، یہ تباہی کیے جاتے تھے۔

اس چیز پر مسند رجہ ذیل واقعات ہم ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں۔ ان میں غور کرنے سے یہ مسئلہ صاف ہو جاتے گا۔

اول — خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ

— وفيما روى (۲۷ھ) عزل عثمان بن عفان بن عاص

عن مصر و لاها عبد الله بن سعد بن ابى سرح فغزا ابن

ابى سرح افريقية ومعه العادلة عبد الله بن عمر۔ عبد الله

بن عمرو، عبد الله بن الزبير۔ الخ

عصیت کی وجہ سے الگ نہیں کیا گیا تھا بلکہ قبی مصلحت اور ملی ضرورت کے تحت یہ معاملہ پیش آیا تھا۔

اکابر صحابہ کرام کے تعامل سے یہ مسئلہ صاف اور بے غبار ہے۔ اغراض کنندگان کی کوئی علاج نہیں۔ مالک کیم سب مسلمانوں کو تمام صحابہ کرام کے حق میں حین ظنی کی توفیقی عطا فرماتے۔ اور مفترض احباب کو ہدایت نہیں۔

کاتب کا منصب

تاریخ کی کتابوں میں بھاہ ہے کہ حضرت غوثان کے لیے مروان بن الحکم اکتب تھا۔

تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۵۵ تھت عمال عثمانی،
طبع عراق، ۱۹۷۰ء۔

حکومت کے عہدوں میں اس دور کے اعتبار سے کاتب کا صحیح مفہوم "نشی" اور "محترف فرقہ" ہے۔ معتبرین حضرات نے اس چھوٹے سے عہدہ کے مفہوم کو من اتنی تشریفات کا جامہ پہنا کر کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ پوری سلطنت عثمانی کا سیکڑی تجویز فرمائکر تمام ملک کے دروازت پر سلطنت فرمادیا۔ اغراض کنندگان کے باہر کت قلم کا یہ ادنیٰ کشمکش ہے اور ان کے فن خطابت کا یہ کمال ہے ورنہ اس دور میں کہاں نشی و محترف کا مقام اور کہاں تمام ملک پر سلطنت سکرٹری کا منصب؟

۱) اس سلسلہ میں ناظرین کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ مروان بن الحکم عہدی جو چاہے آپ کا حسن کشمکش ساز کرے

الکوفۃ سنتہ ۳۰ھ ہیرید خراسان و معاوہ حدیفۃ بن الیمان و ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و معہ الحسن والحسین و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عمر و بن العاص و عبد اللہ بن الزید و الم
(۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۵۔ ذکر الغزراۃ عن غزوہ سعید بن العاص طبرستان۔
(۲) — اکمال لابن اثیر، ج ۲، ص ۳۵۵۔ ذکر غزوہ طبرستان
(۳) — البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۳۔ تھت سنتہ ۳۳ھ
(۴) — تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۱۸۔ تھت غزوہ طبرستان۔ طبع بیردت۔

اگر عمر بن العاص کی معزولی متعصباً نہ اور قابل اغراض تھی تو اس دور کے اکابر صحابہ کرام کو اولادی بینچتا تھا کہ اس کے خلاف عملاً احتجاج کرتے اگر خلیفہ اسلام اپنی قبیلہ پرستی سے بازنہ آتے تو ان کے اہم کاموں میں شرکیہ کا رہنمایہ دیتے۔ یہاں معاملہ بر عکس ہے کہ خود عمر بن العاص کے صاحبزادے عبد اللہ بن عو بن العاص اسی سال (۳۲۶ھ) میں افریقیہ کی ہم میں باقی اکابرین کے ساتھ شرکیہ چھاد ہوتے۔ اور غنائم سے دوسروں کی طرح حصہ رسیدی حاصل کیا۔ اور دوسرے کسی بزرگ نے بھی یہ اغراض نہیں کھڑا کیا۔

پھر سنتہ ۳۴ھ میں بھی غزوہ طبرستان وغیرہ میں یہی صاحبزادے دیگر بزرگوں کی طرح شرکیہ جنگ ہوتے اور ان مہموں میں پوری طرح حصہ لیا۔ فتح قریہ ہے کہ ان واقعات کے ذریعہ معلوم ہو گیا کہ عبد اللہ بن عمر بن العاص کے والد عمر بن العاص، کو ان کے منصب سے کسی گردہ بندی اور

میں ہمیشہ کاتب (یعنی نوشتی یا محرر) کے عہدہ پر نہیں تھا بلکہ ایک زمانہ تو اس کو البحرين کے علاقہ پر حاکم و ولی بنایا گیا۔

خلیفہ بن خیاط نے اس مسئلہ کو بالفاظ ذیل درج کیا ہے :-
”...وَمَنْ وُلِتْهُ عَلَيْهَا مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمُ“

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص ۱۵۹، جزء اول
تحت تسمیۃ عمال عثمانی)

”یعنی حضرت عثمانؓ کے دور میں جو لوگ بحرين کے علاقہ کے یہے ولی و حاکم بناتے گئے ان میں مروان بن حکم مجھی ہے۔“

(۲) دوسری یہ چیز ہے کہ بعض اوقات مروان نے اسلامی جنگوں میں شرکت کی ہے۔ چنانچہ بلاذری نے غزوہ افریقیہ کے واقعات کے تحت نقل کیا ہے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح نے جنگ افریقیہ کے لیے تیاری کی تو اس کی امداد کے لیے ایک عظیم جماعت مدینہ طیبہ سے حضرت عثمانؓ نے روانہ کی۔ ان لوگوں میں معبد بن العباس بن عبد المطلب ہاشمی - مروان بن الحکم اموری - عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو بن العاص غیرہم بہت سے حضرات تھے۔

”...وَامْدَأَ بِجَلِيلٍ عَظِيمٍ فِيهِ مَعْبُدٌ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ عبد المطلب و مروان بن الحکم بن ابی العاص ... الخ“

فتح البلدان احمد بن حنبلی بلاذری ج ۲ ص ۲۳۳

تحت عنوان فتح افریقیہ (طبع مصری)

— اسی طرح ابن عذاری المرکاشی نے اپنی کتاب ”البيان المغرب“ فی اخبار المغرب“ کی ابتداء میں درج کیا ہے کہ فتح افریقیہ کے لیے جو مسلمانوں کا لشکر گیا

تحاصل میں مروان بن الحکم موجود تھا اور شرکی لشکر تھا۔

”... خرج جیش المسلمين الى فتح افريقیۃ و فی الجیش“

مروان بن الحکم۔

كتاب البيان المغرب في اخبار المغرب ج ۲ تحت

ذکر فتح افریقیہ۔ طبع بیروت

ان تاریخی واقعات کے ذریعہ معلوم ہو گیا کہ مروان بن الحکم، عہدہ عثمانی میں ہمیشہ ”کاتب“ بھی نہیں رہا ہے چہ جانیکہ تمام سلطنت عثمانی پر سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے قابض رہا ہو۔

— اس کے بعد یہ گزارش بھی قابل توجہ ہے کہ

— شخص بھی خلیفۃ المسلمين کا کاتب و مجرّر مقرر ہو وہ سلطنت اسلامی کا سیکرٹری بن جاتا ہے یہ کوئی اصول ریاست میں سے نہیں ہے۔
اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل واقعات سامنے رکھیں اور تدبیر فرمائیں۔

(۱) — مثلاً حضرت سیدنا صدیق اکبرؑ کے عہد میں حضرت عثمانؓ بن عفان ان کے کاتب و نوشتی تھے۔

”... وَكَانَ عَثَمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَاتِبًا لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ الصَّدِيقِ... إِلَّا“

كتاب المحرر لابی حبیف البغدادی، ص ۳۷۷

تحت اسماء اشراف الكتاب (طبع دکن)

(۲) — اور فاروق اعظمؑ کے عہد میں زید بن ثابت انصاریؑ کا کاتب و محرر تھے اور ایک شخص متعقب بھی کاتب تھے۔

”وَ كَاتِبٌ عَمَرٌ زَيْدٌ بْنُ ثَابَتٍ وَ قدْ كَتَبَ لَهُ مَعِيقِبٌ“... الخ

ذماریخ خلیفہ بن خیاط، ص ۱۳۰، الجزر الاول، طبع عراق۔
 تحت تسمیۃ عمال عمر بن الخطاب کتابہ و حاجہ و غازہ، الج
 مطلب یہ ہے کہ ان خلفاء حضرات کے کتابوں اور نسخیوں کو کوئی بھی
 سلطنت کا سیکرٹری نہیں تصور کرتا تو حضرت عثمانؓ کے محرومیت کے متعلق ملک
 بھر کا سیکرٹری بنانے کی کیوں تکلیف فرمائی جا رہی ہے؟

تنبیہ

”الکاتب“ کے منصب کے ضمن میں ابک تاریخی اصطلاح ”کو محلہ رکھنا
 ضروری ہے وہ یہ ہے کہ سماجی کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے ہست بعد عباسی
 خلفاء وغیرہ کے ریام میں خلیفہ کے ہاں ایک منصب ”الکاتب“ کے نام سے
 موسوم کیا جاتا تھا۔ علم دادب میں فاقن اور حالاتِ حاضرہ سے باخبر شخصیت کو
 اس کے لیے منتخب کیا جاتا تھا۔

وہ خلیفہ کے لیے علمی، ادبی، خطابی ضروریات کو پورا کرنا تھا تحریر و تقریب
 کے مقاصدِ حکومت اس کے ذریعہ مکمل کرنی تھی۔ اس منصب کے عہدہ دار کو
 حاکمانہ تصرفات اور اختیاراتِ حکومت سے کچھ تعلق نہ ہوتا تھا۔

لیے مخصوص منصب ”الکاتب“ کا عثمانی ریام خلافت میں سرے سے
 کوئی وجود نہیں تھا۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں جزو ”کاتب“ خلیفہ کے لیے کام
 کرتے تھے ان کی عیشیت ہم نے صدیقی دفار مقنی دور کے کتابوں میں اور پر عرض
 کر دی ہے اس سے زیادہ پچھر نہ تھی۔ یہی عیشیت حضرت عثمانؓ کے سامنے
 مروان کی تھی۔

معقرض احباب نے ”مشکله لفظی“ یعنی ”الکاتب“ کے لفظ کے ذریعہ فریب

دینے کی سعی کی ہے اور عثمانی دور کے نتشی و محترم کے منصب کو تمام ملک کے چیزیں
 سیکرٹری کے نام سے تعیین کر دیا ہے اور عثمانی خلافت کے تمام اختیارات اس
 کے ہاتھ میں دکھلانے کی تجویز کی ہے جو بالتعلیم خلافت واقعہ ہے اور سراسر فریب ہی
 ہے۔

انصاف پسند حضرات سے امید ہے کہ ان معروضات کے بعد منصب اہذا
 کے مشد کو خود حل فرا سکیں گے۔

— مردان بن الحکم کے متعلق بعض اشیاء بحث ثانی میں دیکھنے والے درج
 ہوئی تھوڑے سے انتظار کی تکلیف فرمائیں۔

عزل و منصب کے معاملہ میں امام بخاری کی ایک روایت

اس مشکلہ کی بحث اول کا یہ آخری حصہ ہے۔ امید سے زیادہ طوالت ہو
 گئی ہے تاہم مندرجہ ذیل روایت کا اندر ارج عزل و منصب کی بحث میں مفید
 سمجھ کر کیا جاتا ہے۔

امام بخاریؓ نے ”تاریخ صغیر“ میں باسندر روایت نقل کی ہے:

— حد شاجری حد شنجی جہیم الفردی قال انا شاهد
 الامر کلہ قال عثمانؓ ليقم اهل كل مصركر هو اصحابهم حتى
 اعزله عنهم واستعمل الذي يحبون فقال اهل البصرة
 رضينا بعد الله بن عامر فاقرر وقال اهل الكوفة
 اعزل عنا سعيد بن العاص واستعمل ابا موسى ففعل

وقال اهل الشام قد رضينا بمعاوية فاقرئه وقال اهل مصر اعزل عننا ابن ابى سرح واستعمل علينا عمرو بن العاص ففعل^۲

(تاریخ صغیر امام بخاری، ص ۳۴۳، ہدی طبع اللہ آبادہ)

”یعنی رایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ جن مقامات کے لوگ اپنے حاکم کو ناپسند کرتے ہوں وہ کھڑے ہو جائیں یہیں ران کے تقاضے کی بنابری، ان کے حاکم اور ولی کو معزول کر دوں گا اور جس شخص کو وہ پسند کرتے ہوں اس کو عامل و حاکم بناؤں گا۔ راس اعلان کے بعد“

(۱) — اہل بصرہ نے کہا کہ عبد اللہ بن عامر پر ہم راضی ہیں۔ یہ ہمیں منظور ہے تو ان کے لیے ابن عامر کو برقرار رکھا۔

(۲) — اور کوفہ والوں نے کہا ہمارے ہاں سے سعید بن العاص کو معزول کر دیجیے اور ابو موسیٰ اشتری کو حاکم بنایجیے حضرت عثمانؓ نے اسی طرح کر دیا۔

(۳) — اہل شام نے کہا کہ ہم امیر معاویہ کی حکومت پر راضی ہیں تو حضرت عثمانؓ نے شام کے علاقہ کے لیے انہیں برقرار رکھا۔

(۴) — اہل مصر نے کہا کہ ہمارے ہاں سے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو معزول کر کے عمرو بن العاص کو عامل و ولی بنایجیے حضرت عثمانؓ نے اسی طرح کر دیا۔

— اس روایت کے اعتبار سے سیدنا امیر المؤمنین عثمانؓ کا کردار اس مسئلہ میں نہایت بے داغ تظریت ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کامل دیانتداری کے ساتھ

عوام کے احساسات اور مفادات کو پوری طرح محفوظ رکھا کسی قسم کی جانبداری اور قبیلہ پرستی سامنے نہیں رکھی۔

اس روایت نے بڑے بڑے الجھاو صاف کر دیتے ہیں اور اس نوعیت کی بیشتر داستانیں ختم کر کے رکھ دی ہیں۔

معترضین حضرات اگر تعصیب دُور فرمائے انصاف پسندی اور خدا خونی سے کام لیں تو مسئلہ صاف ہو جکا ہے۔ اس میں کوئی خفا باقی نہیں رہا۔

تنبیہ

امام بخاریؓ میں مندرجہ روایت سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ مردان بن حکم کی بے اعتمادیوں کی داستانیں اور اس کے ملکی تسلط کے قصہ جو سناتے جاتے ہیں وہ بیشتر بے اصل اور لغو ہیں اگر ان میں اصلاحیت ہوتی تو اس دور کے مسلمانوں نے حضرت عثمانؓ کے سامنے جہاں عزل و نصب کے دیگر مسائل پیش کیے تھے وہاں مردان کے الگ کروانے کا مسئلہ بھی ضرور پیش کرتے اور اس کو بطرف کروا دیتے۔ حضرت عثمانؓ کی طرف سے تو اس نوعیت کے مسائل حل کرانے کی پیش کش ہوئی تھی اور ساضرین پھر بھی مردان کے حق میں خاموش رہے پسح ہے کہ ”السکوت فی معرض الحاجة إلی البيان بیان^۳“

راصول البزروی، ص ۱۶۰، باب تقسیم الراوی
طبع نور محمد، کراچی

اختتام بحث اول

اس بحث کے ادل سے کہ آخر تک مناسب عثمانی اور اونکے خواہم کی ایک

بحث ثانی

۶۶

یہاں اس اعتراض کا جواب پیش کرنا مناسب ہے جن میں مفترض دوستوں
نے لکھا ہے کہ:

”فَإِنَّهُ وَلِيُّ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ لَا يَصْلُحُ لِلولَايَةِ حَتَّىٰ
ظَهُرَ مِنْ بَعْضِهِمُ الْفَسُوقُ وَمِنْ بَعْضِهِمُ الْخِيَانَةُ... إِنَّ
مِنْهَاجَ الْكَرَامَةِ فِي مَعْرِفَةِ الْأَمَانَةِ لِابْنِ الْمُطَهَّرِ
الْحَلِيلِ الْأَمَامِيِّ الشَّيْعِيِّ بِحَسْبِهِ، مِطَاعُنُ عَمَّانِ هُنْ“
مطبوعہ در آخر جلد رابع از مینهاج السنہ (طبع لاہور)
”وَلِيُعْنِي عَمَّانُ نَزَّلَ تَفَاصِيلَ أَمْوَالِ كُلِّ الْمُسْلِمِينَ كَمَا نَزَّلَ
بِنَارِيَّا جَرْلُوكَ حُكْمَتَ كَمَّزَ كَمِّ صَلَاحِيتَ“ اور ”لِيَاقَتَ“ نہیں لکھتے
تھے جتنی کہ ان میں سے بعض افراد سے فتن و فجور نظر ہر ہو تو اور بعضوں
سے خیانتیں صادر ہوئیں وغیرہ وغیرہ“

حضرت عثمانؑ کے اقرباء میں سے یہ وہی اشخاص ہیں جن کا بحث
اول میں ذکر ہو چکا ہے یعنی ولید بن عقبہ - سعید بن العاص، عبد اللہ بن عامر
بن کریز - امیر معاویہ بن ابی سفیان - عبد اللہ بن سعد بن ابی سرہ - مروان بن
الحکم -

ان حضرات پر یہ طعن ہے کہ ان لوگوں کو حضرت عثمانؑ نے حکومت کی
ذمہ داریاں پسروں کیں حالانکہ یہ لوگ حکومت کی اپیتیت و صلاحیت نہیں رکھتے

تفصیل دے دی گئی ہے۔ ان میں اموی وغیر اموی کا حساب لگانا اور اقراہ و
غیر اقراہ کا شمار کرنا ناظرین کرام کے لیے بڑی سہولت سے ہو سکتا ہے۔ عہد
عثمانی کی تمام سلطنت پر تدبیر سے نظر ڈال کر تناسب خود لگائیں اور موازنہ قائم
کریں کہ کس قدر بنو امیہ کو مسلط کر دیا گیا اور کتنی تعداد باتی قبائل کے حکام
کی تھی؟

کیا حضرت عثمانؑ نے اپنے دور میں جانب دارانہ سلوک روایتا تھا؟
اور اپنے قبیلہ کے افراد کو تمام سلطنت عثمانی پر قابض بنایا تھا؟
— ہم نے تاریخی موارد قلیل سی سمجھ کر کے بحوالہ کتب آپ حضرات کے
سامنے رکھ دیا ہے نتیجہ پر ہمچنان اب قاریین حضرات کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔
محنتر یہ ہے کہ اتنی غلیظ و وسیع سلطنت میں صرف چار پانچ آدمی رشندار
حاکم بناتے گئے اور ان میں سے بھی بعض حسب ضرورت ادائیت بدلتے رہے۔ کیا
اسی کا نام ہے ”دولت“ حکومت کے تمام اختیارات ایک خاندان کے لیے جمع کردیتے
گئے؟ انصاف فرمائیں۔

— اس کے بعد اب دوسرا بحث شروع ہوگی اس میں ان حضرات کی
لیاقت اور صلاحیت و کردار کا مسئلہ سامنے رکھا جاتے گا۔ اور ان کی یعنی، ملی
خدمات کا ذکر کیا جاتے گا۔ (ران شاء اللہ تعالیٰ)

مماہبِ عوام کے سامنے بڑی کوشش سے نشر فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کے کردار کی بھی پسندیدہ تصویر اُن کے پاس تھی جو انہوں نے دکھلادی ہے۔ اب ہم آئندہ اوراق میں ان مطعونین کی شخصیت کی تصویر کا درس رائخ پیش کرتے ہیں۔ اس طریقے سے نالملکی حضرات کے لیے ایک شخص کے محاسن و مقابح کے دونوں پہلو پیش نظر ہوں گے۔

بالفرض ان میں کچھ خامیاں تھیں تو ساتھ ہی ان کی خوبیں کو بھی لمحظہ نظر رکھنا ہو گا۔ ۴

”عیب وی جملہ بگتی ہنزہ نیز لگو“

(۳)

یہ بات بھی قابلِ محاذ ہے کہ حضرت سیدنا عثمانؓ نے ان لوگوں پر اعتماد کیا اور ذمہ داریاں سپرد فرمائیں اگر مفوضہ امور کے بہاءں نہ ہوتے اور ان میں صلاحیت نہ ہوتی تو حضرت عثمانؓ ان لوگوں کو امانت کے اہم کام تفویض ہی نہ فرماتے۔

اب ان کچھ حضرات کے متعلقات علی الترتیب پیش کیے جاتے ہیں اس پر بحث ثانی تمام ہو گی۔

تھے بلکہ فاست و خائن تھے انہوں نے مسلمانوں کی حکومت کو نقصان پہنچایا۔ ان کی وجہ سے یہ کاشتہل ہوا، اسلام کی برپادی ہوتی اور ان کو مناسب ملنے کی وجہ سے جاہلی تعصیٰ اور قبائلی دھڑکے بندی اس دور میں پھر عود کر آئی اور یہ چیز قتلِ عثمانی پر نتیجہ ہوتی۔

اس مسئلہ کے جواب کے لیے پہلے چند تمهیدات پیش نظر کھیں اس کے بعد مذکور جہہ بالا افراد میں سے ہر ایک کی پوزیشن الگ الگ ملاحظہ فرماؤں۔ اس طریقے سے معلوم ہو سکے گا کیسے کسی قسم کے لوگ تھے؟ ان کا کردار کیا تھا؟ ان کے سبب سے تلت اسلامیہ کو فائدہ ہوا یا نہ ہوا؟ اسلام کی انہوں نے کتنی خدمات سر انجام دیں۔ اور یہ لوگ اسلامی سلطنت کے حق میں اہل نبات ہوتے یا نا اہل؟ کیا ان لوگوں کی وجہ سے کوئی قبائلی عصیت لوٹ آئی تھی؟ یا صرف پروپیگنڈا ہے؟

تمہیدات

(۱)

معصیت اور خطاء سے مخصوص ہونا انبیاء علیہم السلام کی صفت ہے۔ مندرجہ حضرات خطاء سے مبترا نہ تھے۔ نہ فرشتوں کی طرح گناہوں سے محفوظ تھے۔ انسان تھے اور انسان سے خطاء سرزد ہونا کچھ بعید نہیں۔

(۲)

اگر ارض پیدا کرنے والے احباب نے ان لوگوں کے نواقص

(یعنی عبد مناف) میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المتصفی کے ساتھ نسب میں شرکیہ ہیں اور چھٹا دادا مشترک ہے۔ اور ولید کی کنیت ابو وہب ہے۔

اور ماں کی جانب سے تعلق اس طرح ہے کہ ولید کی ماں کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ ہے۔ اور اروی حضرت عثمانؓ کی بھی ماں ہے۔ اس وجہ سے ولید اور حضرت عثمانؓ باہم ماں جاتے برادر ہیں۔

پھر اروی بنت کریز کی ماں (یعنی ولید و عثمانؓ دونوں کی ماں) البیضاء ام حکیم ہے جو عبدالمطلب بن ہاشم کی لڑکی ہے۔
— اور البیضاء ام حکیم نبی کریم علیہ السلام کے والد شریعت حضرت عبد اللہ کی توأم ہے (یعنی ایک بطن سے پیدا شدہ ہیں)، لہذا عقبہ کی اولاد (ولید وغیرہ) حضرت عثمانؓ کے لیے ماں جاتے برادر ہیں۔

— تشریح لہذا کے ذریعے ولید اور حضرت عثمانؓ کا نسبی تعلق معلوم ہو گیا۔ اور ساتھ نبی کریم علی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے ساتھ جو ولید کی قرابت نسبی و خاندانی ہے وہ بھی واضح ہو گئی (یعنی ولید کی ماں بنی ہاشم حضرات کی بنت البنت رنواسی) ہے (۲)۔ ولید کی ماں کے نامہاں بنی ہاشم ہیں (۳) اور ولید بن عقبہ حضرت علیؓ کی پچھوپھی زادہ ہیں کے لڑکے ہیں۔

— اور ولید فتح مکہ کے موقعہ پر ایمان لاستے تھے۔ (مشہور روایت یہی ہے) اور حضور علیہ الصلوٰۃ کے صحابہ کرام میں سے ہیں۔

..... الولید بن عقبہ بن ابی معیط من مسلمة الفتح

(۱) — تحریر اسناد الصحابة، ج ۲، ص ۱۳۹۔ الحافظ النہجی

طبع اول، دکن۔

ولید بن عقبہؓ کے متعلقات

نسب اور اسلام | پدری سلسلہ نسب اس طرح ہے:

— ولید بن عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیمہ بن عبد شمس ...
لکشمی ابو وہب

طبقات، ابن سعد، ج ۶، ص ۵۴۔

تحت ولید بن عقبہ

— اور ما دری نسب یہ ہے :

«امہ اروی بنت کریز بن ربیعہ وہو اخو عثمان
بن عفان لامہ . . . »

طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۱۵۔

تحت ولید بن عقبہ

— رامہ بنی عقبہ هؤلاء اروی بنت کریز بن ربیعہ
... و امہا البیضاء ام حکیم بنت عبدالمطلب توأمہ
ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اخوه رامہ
عثمان بن عفان»

(نسب قریش المصبب الزبری، ہن ۱۷)

تحت، اولاد عقبہ بن ابی معیط

مطلوب یہ ہے کہ ولید بن عقبہ اپنے آباؤ ابداد کی طرف سے پچھلی پشت

وَاسْلَحُ الْوَلِيدَ وَأَخْوَهُ عَمَارَةً يَوْمَ الْفَتحِ . . .

(۱) — الاٰصاٰبَهُ، ج ۳، هـ ۶۰۱، جلد ثالث محرر

الاستيعاب تحت الوليد بن عقبة.

یعنی ولید اور ان کا برا در عمارہ دونوں فتح کمرے کے روز ایمان لائے تھے۔

طبعی لیاقت | ولید فتح کمرے کے موقع پر ایمان لائے۔ اپنی ذاتی لیاقت کی بناء

پر ولید بن عقبہ اور عمر بن العاص دونوں کو عامل متعین فرمایا۔ اور ان دونوں کو خصت کرنے کے لیے حضرت صدیق خود مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ دونوں حضرات کو خدا خونی کی وصیتیں فرمائیں اور روانہ کیا۔ اور سخن مرد تھے۔ اپنے دوسرے شاعر بھی تھے۔

یہ چیزیں عبارت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) وَكَانَ الْوَلِيدُ مِنْ رِجَالِ قَرِيشٍ وَشُعَرَاءِ أَمْمٍ
کان له سخاء... الخ

(۲) وَكَانَ الْوَلِيدُ شَجَاعًا شَاعِرًا جَنَادًا... الخ

(۳) — اسْلَمَ يَوْمَ الْفَتحِ . . . وَكَانَ مِنْ رِجَالِ قَرِيشٍ
ظَرَفًا وَحَلْمًا وَشَجَاعَةً وَأَدْبًا وَكَانَ شَاعِرًا
شَرِيفًا... الخ

(۱) نسب قریش المصعب النميري، هـ ۱۳۸

تحت اولاد عقبة بن أبي معبيط۔

(۲) الاٰصاٰبَهُ، ج ۳، هـ ۶۰۱، معه استيعاب

تحت الوليد بن عقبة۔

(۳) تہذیب التہذیب، هـ ۱۳۲، ج ۱۳۳، ت

تحت الوليد بن عقبة۔

حاکم و عامل بنا یا جانا

علماء رجال و تراجم نے تکھا ہے کہ فتح کمرے کے بعد بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنی مصطلق کے صدقفات کی وصولی پر عامل و حاکم مقرر فرمایا۔

(۱) — پھر صدیق اکبر نے اپنے دور خلافت میں قبیلہ بنی قضاۓ کے صدقفات پر ولید بن عقبہ اور عمر بن العاص دونوں کو عامل متعین فرمایا۔ اور ان دونوں کو خصت کرنے کے لیے حضرت صدیق خود مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ دونوں حضرات کو خدا خونی کی وصیتیں فرمائیں اور روانہ کیا۔

(۲) — اور فاروقی دور میں حضرت فاروق اعظم نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنی تغلب کے صدقفات پر عامل و حاکم کی حیثیت سے تعینات فرمایا۔

(۳) — اور حضرت عثمان بن عربی کے ولید بن عقبہ کو عامل و حاکم مقرر کیا چیسا کہ پہلے گزر چکا ہے و لیعنی بحث اول میں گزر چکا ہے۔

مقاماتِ زیل کی طرف رجوع کریں۔ یہاں یہ مسئلہ درج ہے۔

(۱) الْوَلِيدُ بْنُ عَقْبَةَ بْنِ ابْي مُعْبِطٍ عَلَى بَنِي مَصْطَلِقِ الْخَلْقِ
اَسْلَمَ يَوْمَ الْفَتحِ بَعْثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي مَصْطَلِقِ

(۱) — کتاب المجر، هـ ۱۴۶، تخت اولاد نبوی۔

(۲) — تہذیب التہذیب، ج ۱۱، هـ ۱۳۲، ت

(۳) كتب ابو بکر الى عمر و بن العاص والى ولید
بن عقبة و كان على النصف من صدقات قضاۓ وقد
كان ابو بکر شیعهما مبعثهما على الصدقۃ واوصی کل

وَاحِدٌ مِنْهَا بِوصِيَّةٍ أَتَقَدَّمُ لِلَّهِ فِي السَّرِّ وَالْعَلَانِيَّةِ ۝

(تاریخ للطبری، ج ۴، ص ۲۹ تخت سلطنت)

(۳) وَلَوْلَا كَمْ عَرَفَ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي تَغْلِبِ دَوْلَةِ

عُثْمَانَ عَلَى الْكُوفَةِ ثُمَّ عَزَلَهُ وَفِي تَسْعَةِ وَعِشْرِينَ

عَذْلُ عُثْمَانَ عَنِ الْكُوفَةِ الْوَلِيدِ بْنِ عَقْبَةَ ... إِنَّ

(تہذیب التہذیب، ص ۱۳۴۲، ج ۱، ۱۴۳۴)

تخت الولید بن عقبة)

(۱)

کارکردگی و کازنامے

اس سلسلہ میں چند چیزوں ذکر کی جاتی ہیں : ولید بن عقبہ میں کام کی الہمیت تھی اور انتظام کی صلاحیت بھی۔ اس نے

پر خلفاءٰ راشدین کی طرف سے ملت کے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ کی جانب سے قبیلہ نبی تغلب پر عامل رہے اور عرب الجزیرہ کے علاقہ پر حاکم و والی مقیم تھے۔

جب ان کو کوفہ پر حضرت عثمانؑ نے والی بنایا تو عرب الجزیرہ سے کوفہ کی طرف پہنچے تھے۔ عہد عثمانی کے دوسرے سال میں کوفہ پر ان کا یقینہ ہوا تھا۔

اپنے عمدہ کردار کی وجہ سے لوگوں میں اپنیدہ تھے اور رعیت کا ساتھ رفت و نرمی کا برتاؤ رکھتے تھے۔

قریباً پانچ سال تک کوفہ پر حاکم رہے۔ اس مدت میں ان کی حوالہ عوام کو روکنے کے لیے کوئی دربان نہیں تھا۔ یعنی مستغیث کو اپنی معروضات آذربیجان اور آرمینیا کے علاقہ پر کوفہ سے ایک شکر مرتب کر کے پیش کر دی کی۔ یہ دونوں علاقوں قبل ازیں مفتوح ہونے کے بعد نقض عہد کر کے بنادیت پیش کرنے کی ہر وقت اجازت تھی)

اہل علم کی تسلی کے لیے حوالہ کی عبارت درج ذیل ہے طبری میں ہے کہ

”.... وَكَانَ (الْوَلِيدُ بْنُ عَقْبَةَ) عَلَى عَرَبِ الْجَزِيرَةِ عَامَلًا لِعُبَرِّينَ الْخَطَابَ فَقَدِمَ الْوَلِيدُ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنْ اِمَارَةِ عُثْمَانَ فَقَدِمَ الْكُوفَةَ وَكَانَ اَحَبُّ النَّاسِ فِي النَّاسِ وَارْفَقَمْ بِهِمْ فَكَانَ بِذَالِكَ خَمْسَ سَنِينَ وَلَيْسَ عَلَى دَارِهِ بَابٌ“

اور ابن کثیر کی عبارت میں یہ مضمون اس طرح ہے۔

”.... وَاسْتَعْمَلَ الْوَلِيدُ بْنُ عَقْبَةَ وَكَانَ عَامَلًا لِعَرَبِ الْجَزِيرَةِ فَلَمَّا قَدِمَ مَهَا اَقْبَلَ عَلَيْهِ اَهْلَهَا فَاقَمَ بِهَا خَمْسَ سَنِينَ وَلَيْسَ عَلَى دَارِهِ بَابٌ وَكَانَ فِيهِ رَفْقٌ بِرَعْيَتِهِ“

(۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۸، سلطنت، تخت

ذکر سبب عزل عثمان عن الکوفہ سعداً و

استعمالہ علیہا الولید

(۲) — البداية لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۰ تخت

سلطنت۔ طبع اول مصری

(۳)

جنگی کازناموں کے سلسلہ میں مورخین نے لکھا ہے کہ ولید بن عقبہ نے

پر عوام کو روکنے کے لیے کوئی دربان نہیں تھا۔ یعنی مستغیث کو اپنی معروضات آذربیجان اور آرمینیا کے علاقہ پر کوفہ سے ایک شکر مرتب کر کے پیش کر دی۔ یہ دونوں علاقوں قبل ازیں مفتوح ہونے کے بعد نقض عہد کر کے بنادیت

کرچکے تھے۔ ولید اس جدیش کے ذریعہ ان پر حملہ آور ہوتے۔ دوبارہ فتح کیا گئی
حاصل کیے۔ مخالفین کو قیدی بنایا گیا۔ بے شمار اموال مسلمانوں کے ہاتھ لے گئے
۔۔۔ آذربیجان و آرمینیہ کے لوگوں کو جب اپنی ہلاکت کا یقین ہو
گیا تو انہوں نے صلح اختیار کی دیجیا کہ حضرت حذیفہ بن یمان کے ساتھ صلح کی تھی
یعنی آٹھ لاکھ درہم سالانہ مسلمانوں کو ادا کریں گے۔ امیر ولید بن عقبہ نے ان
یہ بطور سالانہ بجزیرہ کے وصول کیا اور غنائم حاصل کر کے کوفہ کی طرف بسالت
والپس ہوتے۔

عبارت ذیل میں یہ مضمون مذکور ہے:-

— ان الولید بن عقبة سار بجيش الكوفة نحو آذربیجان
و آرمینية حين نقضوا العهد فوطى بلادهم واغار
باراضى تلك الناحية فغنم وسبى و اخذ اموالاً
جزيلة فلما ايقنوا بالهلاكة صالحهم اهلها على ما كانوا
صالحو عليه حذيفة بن یمان شان مائة الف درهم
في كل سنة فقبض منهم جزية سنة ثم رجع سالماً
غائماً إلى الكوفة۔ الخ

والبداية لابن كثير، ص ۱۵۰۔ ۱۳۹، ج ۷، بخت

ستھ، تذکرہ خلافت امیر المؤمنین علیہ

بن عفان، طبع اول مصر)

(۳۴)

جب اہل روم نے مسلمانوں کے ساتھ شدید مقابلہ کیا۔ اہل شام کو خون

لاخی ہوا تو انہوں نے خلیفہ وقت سیدنا حضرت عثمانؓ سے جنگی امداد طلب کی۔
حضرت عثمانؓ نے امدادی لشکر روانہ کرنے کے لیے امیر کوفہ ولید بن عقبہ کو فرمان جاری
کیا کہ جب میرا یہ حکم پہنچے تو اپنے بھائیوں راہل شام، کے لیے آٹھ بھار کے لگ بھگ
امدادی لشکر تیار کیجیے۔ اور ایک شریف بہادر امامتی آدمی کی ماتحتی میں روانہ کریں۔
فرمان اہذا پہنچنے پر ولید بن عقبہ نے اہل اسلام کو اطلاع کرائی۔ اہل شام کی معاونت
کے لیے بڑی مستعدی کے ساتھ لوگوں کو آمادہ کیا۔ جہاد پر آمارگی کی خاطر لیکھر دیتے۔
جب بہت بڑی فوج تیار ہو گئی تو سلمان بن ریبیعہ کو ان پر امیر سبا کر شام کی طرف
لشکر روانہ کیا۔

مسلمانوں کے لشکر بلاد روم میں جا کر مجمع ہوتے تو اہل اسلام کو فتوحات
ہوتیں۔ غنائم حاصل کیے اور بے شمار قلعوں کو اسلام کے زیر نگیں کیا۔
البداية میں یہ مضمون ہے کہ:

..... جاست الروم حتى خاف اهل الشام و بعثوا
إلى عثمان يسمدونه فكتب إلى ولید بن عقبة ان اذا
جاءك كتابي هذا فابعث رجلاً اصيّناً كريباً شجاعاً في
شانیة آلاف ... إلى اخوان لكم بالشام فقام الولید
بن عقبة في الناس خطيباً حين وصل إليه كتاب عثمان
فأخبرهم بما أمرنا به امير المؤمنين وندب
الناس وحثّهم على الجهاد و معاناته معاوية و اهل
الشام و امر سلمان بن ربيعة على الناس الذين يخرجون
إلى الشام ... فلما جتمع الجيش شتو الغارات على
بلاد الروم فغموا وسلموا شيئاً كثيراً و فتحوا حصنوا

كثيرونَ وَ لِلَّهِ الْحَمْدُ -

(البداية لابن كثير، ج ۲، ص ۱۵۰، تذكرة
خلافت أمير المؤمنين حضرت عثمان (رض))

وليد بن عقبة کے متعلق بعض اشکالات

اور ان کا حل

سابقاً چند چیزیں ولید کے مقام کے متعلق ذکر کی گئی ہیں۔ اب ان کے متعلق مقتضیں کے بعض اغراضات اور ان کے جوابات پیش خدمت یکے جلتے ہیں۔

— (۱) —

ایک یہ اغراض کیا جاتا ہے کہ قبیلہ بنی مصطلق کی طرف سے بنی اقدوسی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو صدقات کی دصولی کے لیے روانہ فرمایا جب ولید قبیلہ بہادر کے قریب پسخت تو بعض لوگ ان کی آمد پر بطور پیش قدمی باہر کئے۔ ولید انہیں دیکھ کر واپس ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگر رپورٹ دے دی کہ وہ مرتد ہو گئے ہیں، میرے قتل کے درپرے تھے اور انہوں نے صدقات دینے سے انکار کر دیا ہے۔

حضور علیہ السلام یہ بات معلوم کر کے ناصح ہوتے۔ ان پر فوج کشی کا ارادہ کیا۔ اس وقت ولید کے حق میں یہ آیت نازل ہوتی ہے:-
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أَمْتُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاقْسُطْ بِمَا كُنْتُمْ فَعَيْنَى إِنْ

تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَانَةٍ فَتُقْبِحُوا أَعْلَى مَا فَعَلْتُمْ نَدِمِينَ

(پارہ ۲۴۔ سورہ جبرات)

ترجمہ:- آے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی گھنگا رخبر لاتے تو تحقیق کرو کہ میں جانے پر کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو اپنے کے پر لگو پچھتا نے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ولید نے جھوٹ بولنا تھا۔ اس وجہ سے ان کو قرآن کریم نے فاسق کہا ہے۔ ولید کی رپورٹ دینے پر مسلمانوں میں ایک بڑا حادثہ پیش آئے والا تھا انفاقاً بچاؤ ہو گیا۔

حل اشکال

اس آیت کے تحت کئی قسم کی روایات مفسرنے لکھ دی ہیں۔ ان میں بیشتر تو مجاہد و قتارہ، ابن ابی لیلی وغیرہم پر موقوف روایات ہیں، مرفوع نہیں اور یہ لوگ اس دور کے آدمی نہیں بلکہ بعد کے زمانہ کے ہیں۔

اور جو چند ایک رام سلمہ، ابن عباس وغیرہما، کی مرفوع روایات ملتی ہیں۔ ان کے اسانید بھی کوئی بخاری مسلم کے اسانید کی طرح غیر محرر اور پختہ نہیں، بلکہ ان پر قدر و تنقید کے موقع موجود ہیں۔

ولید کے متعلق داقعہ کو اگر درست تسلیم کر دیا جائے تو بھی بہاں چند امور قابلِ وضاحت ہیں۔

را) — جاہلیت کے دور میں ولید بن عقبہ اور قبیلہ بنی مصطلق کے درمیان سابقہ عداوت تھی۔

.... وَ كَانَ بَيْتَهُ وَ بَيْنَهُمْ عِدَّا وَّتَهْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ... الخ

- (۱) — مدارج السالکین لابن القیم، ج ۱، ص ۳۶۰.
 (۲) — تفسیر خازن معہ بغوری، ج ۶، ص ۲۲۲۔ تختۃ الآیہ

۳) ولید کو شیطان کی دھوکہ دہی

ولید کی آمد کی قبیلہ مذکور کو اطلاع ہوتی پیش قدمی کے طور پر بعض لوگ رہا آئتے تو ایک شیطان نے ولید کو بتلایا کہ یہ تو اپس کے قتل کے ارادہ پر آ رہے ہیں تو ولید خوف کھا کر واپس علی پڑے اور اگر یہ با جرا بیان کیا کہ بنی المصطلق صدقات سے انکاری ہو گتے ہیں اور میرے قتل کے درپے ہوتے ... الخ

..... فخداثہ الشیطان انھم بیسیدون قتلہ فھا بهم
 فرجح من الطریق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فقال ان بنی المصطلق منعوا صدقانهم فارادوا اقتلی... الخ

مدارج السالکین لابن القیم الجزویہ، ج ۱، ص ۳۶۰.
 طبع مصر، سن طباعت ۱۳۷۵ھ
 ۱۹۵۶ء

تنبیہ

..... فخداثہ الشیطان کے الغاظ کو مندرجہ ذیل علماء نے اس واقعہ میں ذکر کیا ہے :-

- (۱) تفسیر ابن جریر للطبری، ص ۸، پارہ ۲۶۔ تختۃ الآیہ
 (۲) تفسیر ابن کثیر، ج ۳، ص ۲۰۹، تختۃ الآیہ
 (۳) تفسیر بغوری معہ خازن، ج ۶، ص ۲۲۴۔ تختۃ الآیہ
 (۴) تفسیر خازن معہ بغوری، ج ۶، ص ۲۲۲۔ تختۃ الآیہ

اس فقط کا مطلب یہ ہے کہ ولید کو شیطان نے بتلایا کہ یہ لوگ تمہارے قتل کے درپے ہیں اور صدقات دینے سے منکر ہو گئے ہیں۔

شیطان کی فریب کاریاں اور مکاریاں خدا کے نیک بندوں کے ساتھ ہمیشہ سے جاری ہیں۔ اس موقعہ پر بھی شیطان نے فریب دہی سے کام لیا۔ یہ تفصیل نہیں مل سکی کہ انسانی شکل میں تنشکل ہو کر یہ دھوکہ دیا، یا آوازیکر یہ شر پیدا کر دیا، یا اس نے کوئی اور صورت اختیار کی۔
 ہر کیف یہ شیطانی فریب کاری تھی جس کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا۔

— ولید کو ناپسند جانتے والے احباب ولید پر برس ٹپے اور ان کو خوب بنام کیا را نہ امراً مانوی، حالانکہ مفسرین نے ”خداثہ الشیطان“ کا لفظ تقل کر کے ولید بن عقبہ کے دامن کو بچا دیا تھا۔ اور حقیقت واقعہ بیان کر دی تھی۔

۴) ولید پر فاسق کا اطلاق صحیک نہیں ہے

واقعہ ابتداء دراس آیت کے پیش نظر علماء نے جو تحقیق درج کی ہے اس کو بھی لمحوظ کھیں۔ وہ قابل توجہ ہے :-

(۱) علامہ فخر الدین الرازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں آیت اہذا کے تحت لکھا ہے :-
 ”ہم سمجھتے ہیں کہ آیت اہدا ران جادکم فاسق بنیاً کا نزول عمومی طور پر کسی شخص کے بیان کے ثابت اور فاسق کے قول پر عدم اغفار کی خاطر ہوا ہے۔ اور جس شخص نے یہ قول تقل کیا ہے کہ صرف واقعہ ولید کے لیے اس آیت کا نزول ہے۔ یہ ضعیف ہے اور اس کے ضعف پر یہ چیز دال ہے کہ:-

”اللَّهُ تَعَالَى نَعْلَمُ بِهِ مِنْهُنَّ فَرِيَادُكُلَّ أَدَمٍ كَمَا يَعْلَمُ بِهِ مَنْ نَعْلَمُ“
آیت نازل کی ۴

اور بنی کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی منتقل نہیں کہ آیت کا ورد
صرف ولید کے بیان کے لیے ہے اور اس۔

غایت مافی الباب یہ ہے کہ یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی تھی
اور نزول آیت کی تاریخ کے طور پر یہ واقعہ ہے۔

— اس کی ہم تصییق کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کی
تائید ہوتی ہے کہ ولید پر لفظ فاسق“ کا اطلاق ایک بعید چیز ہے اس
وجہ سے کہ دشیطانی دھوکہ کی بنای پر ولید نے وہم اور گمان کیا تھا۔ اس میں
وہ چوک گئے اور چوک جانے والے کو فاسق نہیں کہا جاتا۔“
اہل علم کی تسلی کے لیے یعنی عبارت درج ذیل ہے:
”... بل نقول هونزل عاماً لبيان تثبت و ترکع
الاعتماد على قول الفاسق و يدل على صنعت قول من يقول
انها نزلت لکذا ان الله تعالى لحریقل انى انزلتها لکذا
والنبي صلی اللہ علیہ وسلم لحریقل عنہ انه بین
ان الآية و ردت لبيان ذلك فحسب - غایة مافی
الباب انها نزلت في ذلك الوقت وهو مثل التاریخ
لنزول الآیة و مخفی نصدق ذلك و میتاکد ما ذکرنا
ان اطلاق لفظ ”الفاسق“ علی العلید شیعی بعيد لانه
توہم وطن فاختطاً و المخطئ لا یستی فاسقاً... الخ
تفسیر کبیر للرازی ص ۵۸۹، ج ۷ تحقیق آیت (المشتبه الاولی)

(۱) — تفسیر خازن میں بھی اسی کے موافق مسئلہ ہذا لکھا ہے۔ فرماتے ہی کہ
”قیل هو عام نزلت لبيان التثبت و ترك الاعتماد
على قول الفاسق وهو اولى من حكم الآية على رجل
بعينيه لان الفسق خروج عن الحق ولا یُنْظَنُ باللیل
ذلك إلا آثمة ظن و توہم فاختطاً“

(تفسیر خازن معہ بغیری، ج ۶، ص ۲۲۶)
تحت الآیہ طبع ثانی مصری)

(۲) — تفسیر صادی علی الجلالین، ص ۱۰۹۔ ۱۱۰ (تحت الآیہ) میں بھی
بھی مشہد درج ہے۔ اہل علم کے لیے اطلاق کر دی گئی ہے۔
مندرجہ بالا امور کی روشنی میں یہ چیز واضح ہو گئی کہ:-
• اس قسم کے مواقف میں یہ قاعدہ ملحوظ رکھا جانا ہے کہ
”العبرة لعموم اللفاظ لا لخصوص الموارد“
یعنی الفاظ کے عموم کا اعتبار کیا جانا ہے۔ خصوصی واقعہ
کا لحاظ نہیں ہوتا۔

• جاہلیت کے دور کی سابقہ عداوت کی وجہ سے ولید بن عقبہ
کو اگر شیطان نے دھوکہ میں ڈال دیا اور وہ اس معاملہ میں چوک گئے
تو ان حالات میں ان کو فاسق کے ”لقب“ سے یاد کرنے رہنا کسی طرح
درست نہیں۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ خطاء اجتہادی مُسقط عدالت نہیں ہوا
کرتی۔ لہذا ان کی عدالت ثابت ہے اور ان پر ”فاسق“ کا لقب تجویز کرنا
مناسب نہیں۔

— اس اشکال اور اس کے حل کے آخر میں اتنی چیز مذکور کی جاتی ہے

کہ دُورِ نبوّت میں، اور دُورِ صدیقی و دُورِ فاروقی میں ولید بن عقبہ کو "فاسق" کے نام سے نہیں یاد کیا گیا۔ اور نہ ہی ان کو یہ طعنہ دیا جاتا تھا۔ بلکہ حضرت صدیق اور حضرت فاروق نے اپنی اپنی خلافتوں کے دوران ولید پر پورا اعتماد کیا۔ نظامِ خلافت میں شریک کا رکیا۔ عہدے و منصب اپنی عطا کیے۔ بالفرض اگر ولید بن عقبہ فاسق اور قابلِ نہاد شخص تھے تو شیعینؒ نے ان کے ساتھ یہ قابلِ عزت اور لائق احترام سلوک کیوں روک رکھا؟ کیا ولید کے متعلقہ واقعات اور آیات ان حضرات سے مخفی ہو گئی تھیں؟ یہ چیز غور کرنے کے قابل ہے۔ تھسب سے الگ ہو کر تدبیر فرمائیے۔

(۲)

عثمانی دُور پر معرض احباب اس موقع پر دوسرا یہ چیز بھی ذکر کیا کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو وصایا میں فرمایا کہ آں ابی معیط رجو ولید بن عقبہ کے دادا ہیں) کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط نہ کر دینا۔ حضرت عثمانؓ نے صیت کی پرواہ نہ کی اور آں ابی معیط کو لوگوں پر مسلط کر دالا۔

حضرت عمرؓ نے جس خطہ کو محسوس کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا، وغیرہ۔ اس چیز کو صاف کرنے کے لیے آئندہ سطور ملاحظہ فرمائیں۔

رفع اشتباه

جن روایات سے یہ اعراض متنبیط کیا گیا ہے وہ کوئی بخاری کی طرح صحیح اسناد نہیں۔ ان کے روایات میں کئی طرح سے مجروح لوگ موجود ہیں۔

علی اسیل التشریل اگر روایت بالا کو صحیک فرض کر لیا جائے تو

اس روایت میں جہاں مذکورہ وصیت حضرت عثمانؓ کے لیے درج ہے اسی دستی میں حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو بھی وصیت فرمائی ہے اور قسم دے کر فرمایا کہ
”آے علیؓ! اگر تم لوگوں کے امور کے متولی بنو تو لوگوں کی
گردنوں پر بنو ہاشم کو سوار نہ کر دینا۔

پوری عبارت ملاحظہ فرمادیں۔ طبری اور طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:-

وَإِنْشَدَكَ اللَّهُ يَا عَلِيُّ! أَنْ وَلِيتَ مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ
شَيْئًا أَنْ تَحْمِلَ بَنِي هَاشِمَ عَلَى رِقَابِ النَّاسِ إِنْشَدَكَ اللَّهُ يَا عَمَّانَ!
أَنْ وَلِيتَ مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ شَيْئًا أَنْ تَحْمِلَ بَنِي أَبِي مُعِيطٍ
عَلَى رِقَابِ النَّاسِ - الخ

(۱) — ز تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۔ تحقیق سنۃ ۲۳۷ھ

عنوان ذکر ان بغیر عن مقتله (عمر)، طبع مصری قریم طبع

(۲) — طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۴۳۹، تحقیق سنۃ ۲۳۹ھ

تذکرہ عمرؓ، طبع ولیدن۔

(مطلوب عبارت یہ ہے) — حضرت عمرؓ نے وصیت کے طور پر علیؓ بن ابی طالب کو فرمایا۔

”آے علیؓ! اگر آپ لوگوں کے امور کے والی و متولی بنلتے جائیں تو لوگوں کی گردنوں پر بنو ہاشم کو سوار نہ کر دینا۔ پھر حضرت عثمانؓ کو خطاب کر کے فرمایا کہ:-

”آے عثمانؓ! اگر آپ لوگوں کے امور کے والی و متولی بنلتے جائیں تو ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط نہ کر دینا۔“

روایت اہد کی بنی پر مفترض حضرات کو اگر اغراض کرنا ہمی مقصود ہے تو اغراض دونوں بزرگوں پر مساوی طور پر قائم ہو سکتا ہے لیکن کہ حضرت علیؓ نے بھی حضرت عمرؓ کی وصیت قبول نہ کی اور اپنے رشته داروں (یعنی بنوہاشم) کو اپنے دورِ خلافت میں "اہم عہدے" اور "کلیدی مناصب" عطا فرمادیئے جس کی تفصیل عنقریب بحث ثالث میں انشا اللہ آرہی ہے۔

— ہمارا موقف توبیہ ہے کہ دونوں بزرگوں پر اس مسئلہ میں نقد تنقید کرنا مناسب نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے اپنے حالات کے اعتبار درست صورت اختیار کی تھی لیکن مفترض دونوں نے روایت بالا کے ذریعہ اپنی مکالم حداقت کی وجہ سے حضرت عثمانؓ پر نقد کر ڈالا اور حضرت علیؓ کو ترک کر دیا۔

یہ تواریخی مثال ہرمنی جیسے مقولہ مشہور ہے کہ
"نزدہ بر عضو ضعیف می ریند"

ان کے خیال میں حضرت عثمان بن عفانؓ کمزور تھے۔ ان پر واکر کر لیا حضرت علیؓ بھی طالب مصبوط تھے ان کو زچا دیا۔ (تعصب کے یہ نمونے ہیں۔ قدم قدم پر ناظرین ملاحظہ فرماتے رہیں) ۲

— عوام ناظرین کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ حضرت عثمانؓ نے آل ابی معیط میں سے صرف ایک فرد واحد ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو چند سال کے لیے کوفہ کا والی بنایا تھا (جیسا کہ بحث اول میں مفصل ذکر کیا گیا) غالباً دوسرے کسی کو حاکم نایا ہی نہیں۔ باقی چند اقرباء کو جو عہدے دیتے تھے وہ حضرات آل ابی معیط میں سے نہیں ہیں۔ اس اغراض کی حقیقت یہی کچھ ہے جو پیش کردی ہے۔ مفترض حضرات کو اللہ تعالیٰ ہدایت لصیب فرماتے۔ حضور علیہ السلام کے تمام صاحبہ کرام قابل احترام اور لائق غفیرت

ہیں۔ ان میں تفریق پیدا کر کے بنوا میتھ کے صاحبہ کو مطعون کرنا اور بنوہاشم صاحبہ کو بربی قرار دینا یہ نہایت ناروا اقسام ہے۔ جو دین کے تقاضوں اور اسلام کے مقتضیات کے بالکل بخلاف ہے اور فرمان خداوندی ران اقتیموا الدین ولا تقدر قوافیہ، یعنی دین کو قائم کرو اور اس میں تفرق و تفرقی (پیدا کرو) کے بالکل برعکس ہے۔

الاستنباط

(اہل علم کے لیے)

— مفترض حضرات نے سیدنا حضرت عثمانؓ کے کردار کو داغدار کرنے کے لیے اس مقام میں "کتاب الاستیاع" سے مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے۔ اس میں حضرت عمرؓ نے اپنے امکانی جانشینوں کے متعلق کلام کیا وہاں نہ کو رہے کہ:-

"ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت عمرؓ کے ساتھ چل رہا تھا حضرت عمرؓ نے زور سے ٹھنڈا سانس لیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ پسلی ٹوٹی ہے۔ عرض کیا کہ کوئی عظیم معاملہ پیش آیا ہے؟ فرمایا کہ ہاں اُمت کے بارے میں اپنے قائم مقام کے متعلق کیا صورت اختیار کرو؟ یہ چیز سامنے ہے۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ معتقد شخصیت کو آپ متعین کر دیں تو کہ سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ علی المرضیؓ لوگوں میں زیادہ ترقی رکھتے ہیں۔ میں نے کہا، ہاں۔ وہ سابق الاسلام عالم اور قرابت دار میں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ شیک ہے لیکن وہ:-

را، کثیر الدعا بہیں ران میں سخرہ پن زیادہ ہے)۔ پھر میں نے کہا کہ عثمان بن عفان
مناسب ہیں تو فرمایا کہ

(۲) — ان کو اگر میں جانشین تجویز کر دوں تو وہ (بنوا میہر سے) بولے میعیط
کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں گے۔ وہ خدا کی نافرمانی کریں گے ... پھر لوگ
عثمانؑ کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے اور ان کو قتل کر دیں گے۔

پھر میں نے طلحہ بن عبد اللہ کا نام پیش کیا تو فرمایا کہ
(۳) — ان میں طرائی اوپنکر ہے، ایسا والی ٹھیک نہیں۔
پھر میں نے کہا کہ زبیر بن عوام کو بنادیں تو فرمایا کہ

(۴) — یہ لوگوں کو صاع اور مُد کے معاملہ میں بھی مارنے لگیں گے (یعنی
سخت گیر ہیں) ایسا نہیں چاہیے۔

پھر میں نے کہا کہ سعد بن ابی وفا ص کو مقرر کر دیں تو فرمایا کہ

(۵) — یہ صرف جنگی صلاحیت رکھتے ہیں (جنگی سوار ہیں)

پھر میں نے عبدالرحمن بن عوف کا نام ذکر کیا تو فرمایا کہ

(۶) — وہ آدمی اچھے ہیں لیکن اس مسئلہ میں ضعیف اور کمزور ہیں۔
قوی آدمی چاہیے۔

الاستیعاب لابن عبد البر ذکرہ علی بن ابی طالب
جلد تانی، ص ۷۴م۔ طبع سیدر آباد دکن)

روایت ہذا کے ذریعہ حضرت عثمانؑ کے کردار کو مطعون کرنا
اور ان کی پالیسی کو غلط ثابت کرنا مقصود ہے۔ اس ضمن میں ولید بن عقبہ رجوا
بنی ابی معیط سے ہیں، وہ بھی ملزم ہو سکیں گے۔

قارئینِ کرام کی تفہیم کی خاطر مندرجہ بالا روایت کے متعلق ہم

چند تشریفات پیش کرتے ہیں۔ وہ ایک دفعہ توجہ سے ملا جائے فرمائیں۔ انشاء اللہ
 تعالیٰ وہ مخالفہ دُور ہو جاتے گا جو حضرت عثمانؑ کی کاکر دگی اور پالیسی کے متعلق
لوگ دنیا چاہتے ہیں۔

مندرجہ بالا روایت کے متعلق دو طرح کا کلام کیا جاتے گا۔ روایۃ درایۃ
پہلے اس کی سند کے اعتبار سے مختصر سی بحث کی جاتی ہے۔ اس کے بعد باعتبار
”درایۃ“ کے کلام کیا جاتے گا۔

اول

ایک بات تو یہ ہے کہ مندرجہ بالا روایت (جا ابن عباسؓ سے منتقل
ہے) الاستیعاب کے مصری نسخہ (جس کے ساتھ ”الاصابۃ“ لابن حجر مطبوعہ ہے)
میں مفقوداً بخوبی ہے۔ اس نسخہ کے متعدد مقامات کو (خصوصاً ذکرہ علی بن ابی طالب)
تو دیکھا گیا لیکن یہ روایت مجھے نہیں دستیاب ہو سکی۔ پھر الاستیعاب کے
نسخہ مطبوعہ حیدر آباد دکن کی طرف رجوع کیا تو نہ کہ حضرت علیؑ میں ملی ہے اور
اپنے طویل اسناد کے ساتھ درج ہے۔

گویا یہ روایت الاستیعاب کے بعض نسخوں میں مفقود ہے اور بعض میں
پائی جاتی ہے۔ یہاں سے شبہ پیدا ہو گا کہ ہو سکتا ہے کہ مصنف کتاب نے
نظر ثانی کے وقت اس روایت کو اصل کتاب سے خارج کر دیا ہو۔ پھر بعض
ہائقین کی طرف سے دوسرے نسخے میں اس کو داخل رکھا گیا ہو۔ بہر کہ میں اختلاف
نسخ کے ذریعہ اس کا معاملہ مشتبہ اور محتمل سا ہو گیا۔ تسلی بخش نہ رہا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت کا سلسلہ اسناد بڑا طویل
ہے۔ اس کے تمام روایہ پر بحث کرنے کی فرصت ہی نہیں اور حاجت بھی نہیں
صرف ان میں سے ایک راوی محمد بن اسحاقؓ کی پوزیشن معلوم کر لینی کافی ہے۔

اس کی وجہ سے روایت کا غیر معتبر اور غیر معتمد ہونا خوب واضح ہو جاتے گا۔

محمد بن اسحق پر کلام

ابن اسحق کے حق میں علماء رجال نے توثیق و تضیییف مرح و جرح دونوں چیزیں مفصل نقل کی ہیں۔ اس مقام میں مندرجہ ذیل اشیاء کا محااظہ کرنا ضروری ہے تاکہ کسی نتیجہ پر پہنچنے میں آسانی ہو سکے۔

ابن اسحاق کی تدليس | ابن اسحاق کی تدليس کو بالفاظ ذیل درج کیا گئے

” محمد بن اسحق بن یسار المطبلی المدنی صاحب المغازی صداق مشهور بالتدليس عن الضعفاء والجهولین و عن شریّ منهم وصفه بذالک احمد والدارقطنی وغيرهما۔ کتاب المتنیں، ص ۱۹ تخت المتنیۃ الاعقة طبع مصری۔ قديم طباعت ”

یعنی ابن اسحاق صدق ہے۔ تاہم ضعیف اور مجہول لوگوں سے تدليس کرنے میں مشہور ہے اور جوان لوگوں میں شرہیں ان سے بھی تدليس کرتا ہے یعنی جن لوگوں سے روایت کرتا ہے ان کا نام نہیں ذکر کرتا بلکہ نام حذف کر دیتا ہے۔

ایک قادر اسے مدرس | اس مقام میں علماء نے ضابطہ نقل کیا ہے کہ کرے تو وہ چیز قابلِ حجت نہیں رہتی۔ چنانچہ نصب الرایہ کے حواشی میں امام نووی سے یہ مسئلہ منقطع ہے۔

قال النووی فی شرح المذب، ج ۵، ص ۱۳۳...۱۰۰

” اسناد ضعیف فیہ محمد بن اسحاق صاحب المغازی و هو محدث و اذا قال المحدث ” عن ” لا یحتج به انتہی کلام ”۔

رواشی نصب الرایہ ص ۲۵، ج ۲۔ تخت
باب المغازہ، طبع مجلس العلمی ڈا بھیل (ہند)

یہاں الاستیعاب کی مذکورہ روایت میں راوی محمد بن اسحاق ہے اور صیغہ ” عن ” سے اپنے شیخ زہری سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابن اسحاق نے حسب عادت تدليس کرتے ہوئے خدا جانے کیسے راوی کو حذف کر کے روایت چلا دی۔

ابن اسحاق کا تفرد اور شذوذ | (۱) حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب جلد تاسع میں لکھا ہے کہ ایک شخص ایوب بن اسحاق بن سامری نے امام احمد سے محمد بن اسحاق کی اس حدیث کے متعلق سوال کیا جس میں وہ منفرد ہوں تو امام احمد نے جواب میں فرمایا کہ نہیں قبول کی جائے گی۔

” ... قال ایوب بن اسحاق بن سامری سأله احمد فقلت له يا ابا عبد الله اذا الفرقان ابن اسحاق بحدیث تقبله قال لا ”

(تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۳۴۳، تخت

محمد بن اسحاق مذکور۔ طبع جید رآباد کن)

(۲) علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ابن اسحاق پر بڑی بحث کی

ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ . . . ما انفرد ابہ فینیہ نکارۃ . . . یعنی اس کی انفرادی روایات منکر ہوتی ہیں (معروف روایات کے خلاف لاتا ہے)۔

(زمیزان الاعتدال للذہبی، ص ۲۳ جلد ۳)۔

تحت محمد بن اسحاق۔ طبع مسری قدیم)

(۳) — اسی طرح علامہ بدر الدین العینی[ؒ] نے شرح بخاری میں امام ہبیقی[ؒ] سے نقل کیا ہے کہ جن روایات میں ابن اسحاق متفرد ہوں ان کے قبول کرنے سے علماء اجتناب کرتے ہیں۔ (یعنی درخواستنا نہیں سمجھتے)۔

”.... فقال النبي ﷺ لحافظيتو: قون ما ينفرد به ابن اسحاق...“

(عمة القارئ شرح البخاري للعيني، ج ۴، ص ۸۱)

باب الجمحة في القرى والمدن

(۴) — ابن اسحاق کی متفردانہ، شاذ روایات کتابوں میں درج ہیں مثلاً ”عشر ضعافات“ کی روایت حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ:-

”ولقد كان في صحيفة تحت سويدي فلما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم وتشاغلنا بمماته دخل داجن فاكلاما“

(سنن ابن ماجہ، ص ۱۳۱، باب ضماع الکبر

طبع نظامی دہلی)

یہ روایت قرآن کی سالمیت اور حفاظت کے منانی ہے۔ راوی محمد بن اسحاق ہے۔

(۶) اکنہ امام کے اثبات و جائز کے لیے تائی لوگ مندرجہ ذیل روایت میش کرتے ہیں۔ اس میں مذکور ہے، حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ”.... ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض و ہو فی جمیع ثم وضعت رأسہ علی وسادۃ و قمت التدم مع النساء واضرب وجھی“۔

ذماریخ ابن حبیر للطبری، ج ۳، ص ۱۹۷، سلسلہ

ذکر الاحادیث، الٹی کانت فیها

یہ روایت بھی ابن اسحاق کی مرہون منت ہے اور شاذ ہے۔ امام کی تائید کنندہ ہے۔

(۷) اسی طرح زیر بحث روایت جو الاستیعاب سے مفترض احباب نے نقل کی ہے۔ یہ محمد بن اسحاق کی شاذہ روایات اور متفردانہ روایات میں سے ہے اور اس کے متفردات کا حکم معتقد و علماء سے گذشتہ سطور میں ہم نقل کر چکے ہیں وہ قابل قبول نہیں اور غیر معتبر ہیں۔ لہذا یہ روایت غیر مقبول اور توک ہے۔

دوم ۱

پہلی بحث روایت کے اعتبار سے مختصر سی کی گئی۔ اب ثانی بحث درایت کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔

(۱) — شیعہ اور شیعی دو نوی فرقی کی کتابیں اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؑ نے مرض الوفات میں مذکور رچہ اشخاص (رسیدنا علی المرضی، رسیدنا عثمانؑ، رسیدنا طلحہؑ، رسیدنا زبیر بن العوام، رسیدنا شعبہ بن ابی ذفراں، رسیدنا عبد الرحمن بن عوفؑ) پر اعتماد کر کے مسئلہ خلافت ان کے سپرد کر اسحاق ہے۔

دیاتخا

- (۱) — سخاری شریف، ج ۱، ص ۵۲۳، جلد اول، باب
مناقب، عثمان بن عفان، فضائل البعثة والاتفاق على
عثمان۔ طبع فرمحمدی دہلی
- (۲) — الامال للشيخ ابو جعفر الطوسي الشیعی، س، ۱۴۹-۱۶۰، ج ۲-۳.
 مجلس يوم الجمعة، ۲۴ محرم، کتبہ مطبوع عن بحث اشرف عزان۔
 ناظرین کرام غور فرمادیں۔ الاستیعاب والی مذکورہ روایت نے یہ تبلیغ کی حضرت
 عمرؓ نے ان ہرچھے اشخاص رجوا مکانی جانشین حضرت عمرؓ کے ہو سکتے تھے کی "فطی
 خامیاں اور نفیسیاتی کمزوریاں" ایک ایک کر کے بیان کر دیں اور ان میں سے کسی کو
 خلافت کا اہل نہ قرار دیا۔ اور مرض الموت کے واقعہ نے (جو سخاری شریف و
 دیگر حدیث و تاریخ کی کتابوں میں متفق علیہ طور پر درج ہے) واضح کیا کہ حضرت عمرؓ
 نے انہی چچھے حضرات مذکور پر اعتماد کرنے ہوتے خلافت اسلامی کا تمام بوجہدان پر
 رکھا۔ دوسرے لفظوں میں امت اسلامیہ کی تمام باغ دُوران کے ہاتھ میں
 دے دی تاکہ ان میں سے جس کو خلیفہ منتخب کر لیں۔ وہ تمام اہل اسلام کے بیچے
 حاکم والی منصور ہو گا۔
- (۳) — ادھرناقابل اعتمادی کے اوصاف بیان کرنا، ادھر اہمی حضرات
 پیر انتہائی اعتماد کرنا یہ چیز فاروقی بصیرت کے خلاف اور فاروقی تدبیر کے بالکل
 برعکس ہے۔
- (۴) — نیز لطف کی بات یہ ہے کہ جس ذات (یعنی عثمانؓ) کے متعلق
 دمکورہ روایت کی بنابر، اس قدر خطرات کا اظہار طبع پیش گئی و پیش مبنی
 کے ہو جچا تھا۔ مجزہ مجلس شوریٰ نے اسی کوہی خلیفہ منتخب کیا اور عثمانؓ کے حق میں

"مجوزہ خدشات" ان لوگوں کو معلوم ہی نہ ہو سکے یا پھر (معاذ اللہ) یہ لوگ خطا
 کر سکتے را (اللہ وانا الیہ راجعون)۔

خلاصہ یہ ہے کہ الاستیعاب کی مذکورہ روایت تسلیم کر لیتے سے کٹی خرابیاں
 پیش آتی ہیں۔ مثلاً:

(۱) — حضرت فاروقؓ کے کلام اور ان کے عملی کا زامہ میں بالکل تضاد اور
 تناقض پایا جاتا ہے یعنی بس شخصیت (حضرت عثمانؓ) کے متعلق اس قدر
 خدشات کا اظہار فرمایا۔ پھر اسی کو انتخاب میں زیر تجویز رکھ دیا۔ صحیح فکر
 اس طریقہ کو درست نہیں تسلیم کر سکتی۔

(۲) — مذکورہ چھ آدمیوں کی مجلس نے (جو اسلام کے سب سے سر برآور دہ
 اشخاص پر مشتمل تھی) جو انتخابی کا زامہ انجام دیا وہ غلط تھا، صحیح نہیں تھا۔

(۳) — تیسرا خرابی یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی (بعدہ دیگر حضرات کے) پورشن
 خراب کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت علیؓ کے وقار کو داغدار کر دیا یعنی ان
 کے حق میں کثیر الدعا یہ (رہبت مسخرہ ہونا) تجویز کر دیا جو ایک خفت آیزرا
 بات ہے۔ ان کے شایان شان نہیں۔

— بہر کیفیت اس قسم کی خرابیوں کی بجائے یہ فیصلہ سہل ہے کہ یوں
 کہا جاتے کہ روایت اندزا سے پیدا کردہ خدشات و خطرات سب مفروضے
 تھے۔ ان میں کوئی صداقت نہیں۔

— یہ روایت بے سرو پا ویے اصل ہے جس پڑھن کی تباہ قائم
 کی گئی ہے۔

— دوسرے لفظوں میں بناء الفاسد علی الفاسد ہے جس کو مفترض اجابت
 نے عثمانی دور کی قباحت و فضیحت کو نشر کرنے کے لیے عوام میں پھیلایا، اور

ثوابِ دارین حاصل کیا۔

(منہ)

اس موقع پر تیرا طعن تجویز کیا جاتا ہے کہ ولید بن عقبہ شراب خور نکھے اُن پر گواہوں نے شراب خوری کی شہادت دی۔ یہ الزام ثابت ہو گیا۔ لہذا حضرت عثمان نے ولید پر حد لگوانی اور ان کو معزول کر دیا جیسا کہ قبل ازیں کتاب حادیہ من حapse سوم عثمانی کے باب چہارم میں گز رچکا ہے)۔

دفع الزام

آنی بات درست ہے کہ ولید کے خلاف شراب خوری کی لوگوں نے شہادت دی۔ اس کے بعد ان پر حد لگائی گئی۔

روایات میں بھی یہی کچھ مذکور ہے اور اس واقعہ کے پیش افتکار متعلق محدثین عموماً خاموش ہیں۔

محدثین حضرات نے اس واقعہ کے پیش افتکار متعلق کچھ کلام نہیں کیا۔ واقعہ کی صحت و تفہم کی طرف توجہ ہی مبذول نہیں کی۔ صرف شراب نوشی پر شہادت پر جانے سے حد لگوانے کا واقعہ نقل کر دیا ہے۔

— شہادت فراہم کرنے والے کیسے لوگ نہیں؟ کون افراد تھے؟
شہادت اُندر اسی سازش کا تیجہ تھی؟ یا بناوٹ تھی؟

اس چیز کی بابت سابق محدثین عموماً خاموش نظر آتے ہیں۔

ابتدئے بعض قریم مورخین مثلًا طبری وغیرہ نے یہ کہید کی ہے اور پھر متاخر محدثین نے بھی اس معاملہ پر ناقداً نکاہ کی ہے، جیسا کہ آئندہ سطور میں ہم اس پر

حوالجات پیش کر رہے ہیں۔

— یہاں سے عیاں ہوتا ہے اہل سازش کی طرف سے ولید کے خلاف بناوٹ تھی۔ ولید کو مطعون کر کے ان کے منصب سے الگ کروانا مطلع نظر تھا اور یہ!

— یہ چیز کہ ولید نے شراب خوری کی ہو، یہ بات درست نہیں اس واقعہ کا پس منظر مورخین نے لکھا ہے اور اصل واقعہ سے پردہ اٹھا ریا ہے۔ اس کو معلوم کرنے کے بعد مسئلہ اُنہاں اضافہ ہو سکے گا اور الزام دُور ہو جائے گا۔
— تاریخ ابن جریر طبری میں مذکور ہے:-

... . . اجتماع نفر من اهل الکوفة فعملوا في عزل الوليد

فاستداب ابو زینب بن عوف (الازدي) وابومورع بن فلان الاسدي للشهادة عليه فغضّوا الوليد وآکبوا عليه فینا هرم معه يوماً في البيت . . . فقام الوليد و تفرق القوم عنه و ثبت ابو زینب وابومورع فتنا ول احمد مما خاتمه ثم خرجا . . . وقد ادار اداء اهمية فطلبها فلم يقدر عليه نادى كان و جسم ما الى المدينة فقدم على عثمان ومعهم من افراد من يعرف عثمان من قد عزل الوليد عن الاعمال فقالوا والله من يشهد له؟ فقالوا ابو زینب وابومورع . . . فقال كيف رأيتما؟ قالا لكان من غاشيته فدخل على عثمان عليه وهو يقي الخمر فقال ما يقي الخمر الا شربها فبعث اليه فلما دخل على عثمان . . . فخلف له الوليد و اخبره خبره . فقال نقيم الحدود و يبيو شاهد

الزور بالدار فاصير يا اخي ... "الم

ر تاریخ طبری، ص ۶۱، ۶۲، ۶۳، جلد ۵ تخت شہر
"بعنی اہل کوفہ کی ایک جماعت بجمع ہوئی۔ ولید کے مغزول کرنے
کے لیے عملی پروگرام بنایا۔ ایک شخص ابو زینب بن عوف ازدی قبلہ
سے۔ دوسرا ابو مورع بن فلاں اسدی قبیلہ سے ان دونوں نے
ولید کے خلاف گواہی دینے کا کام اپنے ذمہ لیا۔

ایک روز ولید بن عقبہ کے پاس گئے مجلس میں قریب تر ہو کر تشریک
ہوتے اتفاق سے ولید سو گئے اور دوسرا لوگ، اللہ کر
چکے گئے۔ ابو زینب اور ابو مورع بیٹھے رہے رسم و رعایت پا کر، ان میں
سے ایک نے ولید کی انگوٹھی دھہروالی، پکڑ لی اور دہان سنتکل کھٹے
ہوتے ایک سنگین معاملہ ان کے ارادہ میں تھا
رولید بیدار ہوتے (انہوں نے ان دونوں کو طلب کرایا۔ یہ دونوں
نے ملے۔ دونوں نے (کونھست مل کر) مدینہ شریعت کا رخ کیا جستر
عثمانؑ کی خدمت میں پہنچے۔ ابو زینب و ابو مورع کے ساتھ دیگر لوگ
بھی تھے رجن کو ولید نے اپنے مناسب سے الگ کر
دیا تھا، ان سب نے مل کر ولید کی شکایت پیش کی جس حضرت عثمانؑ
نے فرمایا کہ تم میں سے کون اس داقصہ کی گواہی دیتا ہے؟ تو انہوں
نے کہا کہ ابو زینب اور ابو مورع گواہی دیتے ہیں ... حضرت
عثمانؑ نے ان سے دریافت فرمایا کہ ولید کو تم نے کس حالت میں کیا
تو انہوں نے جواب دیا کہ تم ولید کے پاس آنے جانے والے لوگ
ہیں۔ ہم ولید کے پاس گئے تو وہ شراب کی قیمت کرنے لگے جس حضرت عثمانؑ

نے فرمایا کہ شراب کی قیمت وہی لکڑا ہے جس نے شراب پی ہے۔
پھر حضرت عثمانؑ نے ولید کی طرف آدمی ارسال کر کے اسے مدینہ
منورہ میں طلب کیا۔ جب ولید حضرت عثمانؑ کے پاس آتے
تو ولید نے اس کام (بعنی شراب خوری نہ کرنے) کا حلفت اٹھایا،
اور اپنا معاملہ بیان کیا۔

— (شہادت کی بنابری) حضرت عثمانؑ نے فرمایا کہ ہم حد قائم
کرتے ہیں (بعنی شراب خوری کی سزا دیتے ہیں) گواہ اگر جھوٹ
ہیں تو وہ دوزخ کی الگ کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ آئے برادر،
صبر کیجیے۔ (پھر حد لگوائی، وغیرہ)

(تاریخ طبری، ص ۶۱، ۶۲، ج ۵)

— طبری کی اس روایت کے ذریعہ واضح ہو گیا کہ:

— کوفہ کے شریطیع لوگوں نے ایک مستقل سیکیم نیا سکیم تھی تاکہ ولید کو مغزول
کر لیا جائے۔

— اس منصوبہ کے تحت انہوں نے جعلی شہادت میں جس پر حد لگوائی گئی۔ درحقیقت
ولید نے شراب خوری نہیں کی تھی۔

— بظاہر شہادت انہا قانون شرعی کے اعتبار سے مکمل تھی۔ اس لیے حضرت عثمانؑ
نے اس کو رد نہ کیا۔ بلکہ اس پر عملدرآمد کیا۔

— اور فرنیہ موجود ہے کہ حضرت عثمانؑ اس واقعہ کو جعلی خیال کرتے تھے، اس
وجہ سے کہ فرمایا "جھوٹے لوگ دوزخ کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

یہ تمام کوفہ کے فسادی و عنادی طبع لوگوں کی داشستان ہے جس میں انہوں
نے ایک اچھے باکردار شریعت انسان کو ملوث کر دیا۔

ویک علماء کے اقوال اب ہم ذیل میں چند ویگر علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں جنہیں اس واقعہ کو بعض کو فیوں کی طرف سے ایک متعصباً نہ کاروانی ذکر کی ہے اور شہادت کو ناخن گواہی قرار دیا ہے۔
 ۱۱) — ”الاصابۃ“ میں منقول ہے کہ دیقال ان بعض اہل الکوفۃ تھصیب اعلیٰ فشہد و اعلیٰ بغیر الحق“

(الاسابیہ ج ۳، ص ۹۷ تخت الویید بن عقبہ)

(۲) — قیل فی الولید بخصوصه ان بعض اہل الکوفۃ تھصیب اعلیٰ فشہد و اعلیٰ بغیر الحق“

فتح المغیث للخواوی شرح الفیتیۃ الحدیث ج ۴، ۶۸

تحت معرفۃ الصحابة - طبع مدینہ طبیبہ

یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی اور شمس الدین الخواوی فرمانتے ہیں کہ بعض کو فی لوگوں نے ولید کے ساتھ تھسب کیا اور ناخن شہادت ان کے خلاف دے دی۔

— اب رفیروں کی طرح واضح ہو گیا کہ ولید کے نلاف یہ سب کچھ سازش تھی جس کی بناء پر کو فیوں نے معزول کرائی تھی۔

— مفترض حضرات ان قصہ ہاتے پارہیزہ کو دوبارہ تازہ کر کے ولید کے خلاف نفرت پھیلانے کی سعی فرمائے ہیں۔ حالانکہ کتاب علماء نے ولید کی ان چیزوں کے سلسلے میں لکھا ہے کہ ”الصواب اسکوت“ کی سعی اور درست یہ ہے کہ خاموشی انتیاب کی بات تھے۔

ذہنیب التہذیب لابن حجر عسقلانی، ج ۱، ۱۰۳
طبع اول۔ دکن تخت نذکرہ ولید

اللہ تعالیٰ ان مفترضین کوہدایت بخشے اور فرمانِ الہی رَوَّلَأَجْعَلَ فِي قُلُوبِنَا غَلَّا

اللَّذِينَ آمَنُوا) پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرماتے۔

سعید بن العاص کے متعلقات

سعید بن العاص بنی امیہ میں سے ہیں۔ یہ ولید بن عقبہ کے بعد کو فریض حضرت عثمانؓ کی طرف سے والی بنائے گئے تھے۔ مخالفین ان پر یہ اغراض کرتے ہیں کہ ”... فظہر منه ما ادی الى ان اخرجہ اهل الکوفۃ منها“ (سعید بن العاص سے ایسی چیزیں صادر ہوئیں جن کی وجہ سے اہل کوفہ نے ان کو فریض سے نکال دیا)۔

(منہاج الکرامۃ لابن مطہر المحلی الشیعی، عص ۶۶۔

تحت مطاعن عثمانی طبع لاہور، مع منہاج الشیعہ)
 اس کے بعد سعید بن العاص کا اجمانی تذکرہ ہم فاریین کرام کے ساتھ پیش کرتے ہیں جس کے پیش نظر سعید مذکور کی شخصیت و کردار، اخلاق و نیادات اور اسلامی خدمات واضح ہو سکیں گی۔ اور وارد کردہ اغراضات کے ساتھ ان کا موازنہ کیا جاسکے گا۔

نام و نسب اور صحابی ہونا — علم کرام نے لکھا ہے کہ سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ القرشی الاموی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہے۔ اور بعض نے یہ فرمایا ہے کہ انتقالِ نبوی کے وقت سعید کی عمر نو سال کی تھی (یعنی صغار صحابہ میں ان کا شمار نہ مقال ابن ابی حاتم عن ابیہ له صحبتہ (قلت) کان له یم

مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسع سنین۔

(۱) — (الاصابہ، ج ۲، ص ۵۵) تحت سعید بن العاص۔

(۲) — تہذیب التہذیب، ص ۳۹، ج ۳ — تحت
تذکرہ سعید بن کور۔

علمی قابلیت زبان عرب کے بہت بڑے بلیغ اور فصیح المسان تھے بنی
کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لب و لہجہ میں مشاہدہ تما
رکھتے تھے۔

... ان عربیۃ القرآن اقیمت علی سان سعید بن العاص
لاتھے کان اشیبہم رمہجۃ پرسوں اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم۔

(۱) — (الاصابہ، ج ۴، ص ۵۵) تحت سعید بن العاص

(۲) — تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۳۹ — تحت سعید

(۳) — الاستیعاب، ص ۹، ج ۷، الاصابہ، تحت
سعید بن العاص۔

کرمیانہ اخلاق سعید بن العاص کے سیرت نگار علمائے لکھا ہے کہ سعید
بڑے حیم البلیغ اور باوقار تھے۔ قوم کے بانخالوگوں میں شمار
ہوتے تھے۔ نہایت عمدہ سیرت رکھنے والے تھے اور بھلائی میں بہت ہی مشہور
تھے۔

”روی عن صالح بن کیسان قال كان سعید بن العاص حليماً
وقوراً۔“

(۱) الاصابہ، ص ۶۴، ج ۲ — تحت سعید۔

”دکان من سادات المسلمين والاجداد المشهورين
... وقد كان حسن السیرۃ، جید السیرۃ ... وكان
كريماً جواداً ممدوداً۔“

(۱) — البدایہ لابن کثیر، جلد ۸، ص ۸۷، تذکرہ سعید۔

(۲) — البدایہ لابن کثیر، ص ۸۳، جلد ۸، نخت
الله، طبع اول۔

کارنامے میں سعید بن العاص کے علاقہ پر حضرت عثمان کے عالمین
میں سے تھے۔

اور حضرت عثمان کے دور خلافت میں کوفہ کے حاکم بناتے گئے تو انہوں
نے طبرستان اور جرجان کے علاقے کو فتح کیا۔ ان کے لئے میں حضرت عذیفہ جیسے
کباصحابہ شامل تھے۔

آذربایجان کے لوگوں نے نقض عہد کیا تو سعید نے ان پر طیحی کر دی
اور دوبارہ فتح کر لیا۔

”وكان سعید هذَا مِنْ عَمَالِ عُمَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى
السُّوادِ“

البدایہ، ص ۸۳، ج ۸ — تحت تذکرہ سعید (۸ شهر)

”وَوَلَى الْكُوفَةَ وَغَزَاءَ طَبْرِسَانَ وَفَتَحَاهُ وَغَزَا جَرْجَانَ
وَكَانَ فِي عَسْكَرٍ حَذِيفَةَ وَغَيْرَهُ مِنْ كَبَارِ الصَّحَابَةِ“

الاصابہ، ص ۳۵، ج ۲، تحت سعید

”وَنَقْضَ الْعَدَاءِ هُلْ آذْرِيَا يَجْعَلْ فَغْزا هُمْ فَفَتَحُوا“

(البداية، ص ۸۴، جلد ۸ - تحت شهادة)

سعید اور آل ابی طالب کا تعلق

(۱) سابقًا اس چیز کا ذکر موجود تھا ہے کہ ہمہ عثمانی میں جب سعید بن العاص مدینہ پہنچے تو اکابر مہاجرین اور النصاری کی طرف کتی قسم کے عطیات اور پوشاکیں روانہ کیں۔ اس کے ضمن میں حضرت علیؑ کی طرف ہدایا و عطا یا ارسال کیے اور آپ نے ان چیزوں کو قبول فرمایا۔

..... وقدم سعید بن العاص المدینۃ وافدًا علی عثمانؑ فبعث الی وجہہ المهاجرین والانصار بصلات و کسیٰ وبعث الی علی ابن ابی طالب ایضاً فقبل ما بعث الیہ۔

طبقات بن سعد، ج ۵، ص ۲۱ - تحت

(سعید بن العاص، طبع لیدن)

(۲) سعید بن العاصؓ نے اتم کلثوم بنت علی المرضی سے خطبہ منگنی کیا اور ان کی طرف ایک لاکھ درہم ارسال کیے۔ اس معاملے میں حضرت امام حسنؑ اور حضرت اُم کلثومؓ رضامند تھے لیکن حضرت امام حسینؑ کی راستے اس کے خلاف تھی مقررہ وقت پر دونوں فریق مجلس میں حاضر ہوئے تو سعید بن العاصؓ نے کہا کہ ابو عبد اللہ کہاں ہیں؟ حضرت حسنؑ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میں کافی ہوں تو سعید کہنے لگے کیا حضرت امام حسینؑ اس کو ناپسند کرتے ہیں تو حضرت امام حسنؑ نے جواب دیا۔ ہاں سعید بولے "میں ایسے معلمے میں داخل نہیں ہوتا جس کو حضرت امام حسینؑ ناپسند کرتے ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت سعید مجلس سے واپس چلے گئے اور جو مال دینی ایک لاکھ درہم، دیا تھا اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لیا۔

..... خطب سعید بن العاص ام کلثوم بنت علی بعد عمرو بعث لها بما ثناه الصنف فدخل عليها اخوها الحسين وقال لا تزوجيه فقال الحسن أنا أزوجه واتعدوا لذاك فحضرها فقال سعید وابن ابو عبد الله ؟ فقال الحسن ساكت فيك قال فعلل ابا عبد الله كره هذا قال نعم قال لا ادخل في شيء يكرهه ورجع ولحي اخذ من المال شيئاً۔

(رسیر انلام النبلاء للذہبی، ص ۲۹۵ - ج ۳)

تحت سعید المذکور

..... ان سعید اخطب ام کلثوم بنت علیؓ من فاطمة التي كانت تحت عمر بن الخطاب فاجابت الى ذلك .. انتا كره ذاك الحسين واجب الحسن

(البداية، ص ۸۶، ج ۸ - تحت ذکر سعید شہادت)

ان ہر دو حالات سے مندرجہ ذیل چیزیں ثابت ہوتی ہیں :-

(۱) حضرت امام حسینؑ اگرچہ اس نکاح کے خلاف تھے تاہم سیدنا حضرت حسنؑ اور سعیدہ ام کلثوم بنت علیؓ اس خطبہ پر راضی تھے اور نکاح کر دینے کے لیے آمادہ تھے۔ لیکن بعض وجوہ کی بنا پر یہ رشتہ نہ ہو سکا۔

(۲) حضرت سعید بن العاص کا ایک لاکھ درہم دینا اور بھروسہ اپس نہ دینا ان کے جود و کرم کی واضح علامت ہے۔

(۳) حضرت امام حسنؑ اور حضرت ام کلثوم کا ایک لاکھ درہم قبول کرنا حضرت سعید بن العاص کے ساتھ بہترین رفاقت کا بتیں ثبوت ہے۔

عبداللہ بن عامر کے متعلقات

ان کے متعلق منہاج الکرامہ لابن مطہر الحلبی الشیعی نے لکھا ہے کہ:
”وَلِيٌّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ الْعَرَقِ فَقْعُلُ مِنَ الْمَنَاكِرِ
مَافْعُلٌ“^(۱)

منہاج الکرامہ، ص ۲۷، تحقیق مطاعن عثمانی
”یعنی حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن عامر کو رجو آپ کے مامون اور
بھائی تھے۔ عراق (بصرہ) کا ولی بنا یا، ان سے وہاں بُرے کام صادر
ہوتے“

اس کے بعد عبداللہ بن عامر کا مختصر سائز کہ ہم پیش کرتے ہیں جن میں
سے ان کی شخصیت، اخلاق و کردار اور ان کی زندگی کے نمایاں کا زندگی آشکارا۔
ہو سکیں گے اور مفترضین کے اعتراضات کی حقیقت سامنے آجائے گی۔

نام و نسب ان کا اسم گرامی عبداللہ بن عامر بن کریز ہے۔ اور مال کا نام بھی
بنت اسمہ بن صلت ہے۔

عبداللہ بن عامر حضرت عثمانؓ کے ماموں (عامر)، کے بیٹے ہیں حضرت
عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن عامر کی چچوچی راروئی بنت کریمؓ کے بیٹے ہیں عامر
ادر راوی بھائی ہیں۔ ان کی والدہ اتم حکیم بنت عبدالمطلب بن ہاشم
ہاشمی خاندان سے ہیں۔

(۱) — نسب قریش، ص ۲۷۱ تحقیق اولاد عامر بن کریز۔

آخری گذارش

مندرجات بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سعید بن العاص بڑے سخنی ہمت
اور صاحب اخلاق آدمی تھے، اسلامی فتوحات میں ان کے عظیم کارنامے
ہیں۔ بنی ہاشم کے ساتھ ان کے روابط بہت عمدہ تھے۔

ان اوصاف کی حامل شخصیت کے متعلق مخالفین نے جوازات عائد
کیے ہیں وہ سراسر بے اصل اور بے سرو پا ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے وقتی تقاضوں کے پیش نظر جوان کی معزولی فرمائی تھی
اس کے اسباب دوسرے تھے۔ انہوں نے کوئی شریروں کے پر و پیکنڈہ کر
فرد کرنے کے لیے ایسا کر دیا تھا۔

(۲) طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۱۷۳ تخت عبد اللہ بن کریز.

(۳) اسد الغابہ، جلد ۳، ص ۱۹۱ تخت ذکر عبد اللہ بن عاصم.

ایام طفولتی و حصول برکات

صغر سنی میں عبد اللہ بن عاصم کو شاہزادہ عمرۃ القضا کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کے دہن میں ڈالا اور انہوں نے لعاب مبارک کو حجوس لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر عبد اللہ بن عاصم کے بارے میں ارشاد فرمایا "یہ ہمارا بیٹا ہے اور ہمارے ساتھ زیادہ مشابہ ہے اور یہ مستقی (سیراب شدہ) ہے" اس بنا پر بہاں سے وہ زین کر دیتے وہاں سے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا تھا۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان دیا تھا۔

"أُتْقِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَغِيرٌ فَقَالَ هَذَا

يُشَبِّهُنَا وَجِعْلَنِي تَقْلِيلٍ عَلَيْهِ وَيَعْوِذُ كَمْ وَجِعْلَنِي عَلَيْهِ يَبْتَلِعُ
رَيْقَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ الْمُسْتَقِي فَكَانَ لَا
يَعْلَجُ أَرْضًا إِلَّا ظَهَرَ لَهُ السَّمَاءُ . . . فَكَانَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(۱) الاستیعاب، ص ۱۴۳، جلد ۲، بعد اصحابہ، تخت

عبد اللہ بن عاصم

(۲) اسد الغابہ، ص ۱۹۱، جلد ۳، تخت عبد اللہ بن ذکر

(۳) الاستیعاب، ص ۱۶۰، جلد ۳، تخت عبد اللہ بن ذکر

"وَفِي رَوْاْيَتِهِ الطَّبَقَاتِ . . . قَالَ هَذَا ابْنُنَا وَهُوَ شَيْءُكُمْ
بَنَا وَهُوَ مُسْتَقِي فَلَمْ يَزِلْ عَبْدُ اللَّهِ شَرِيفًا" . . . الخ

(۱) طبقات ابن سعد، ص ۳۳، ج ۵، تخت ذکر عبد اللہ بن عاصم کی ریز طبع اول پیدا -

شخاوت، شجاعت، شفقت
عبد اللہ بن عاصم نبیت سخنی مردا و بہادر تھے۔ اپنی قوم کے ساتھ صلح رحمی کرنے والے تھے۔ اور قرابت داروں میں محبوب و شفیق تھے۔

وَكَانَ ابْنُ عَاصِمٍ جَلَّ سَخِينًا شَجَاعًا وَصَعِيلًا لِقَوْمِهِ وَلِقَرَابَتِهِ
مُحْبِبًا فِيهِمْ رَحِيمًا۔

(۲) طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۲۔ تخت

عبد اللہ بن عاصم۔

(۳) الاستیعاب، جلد ۲، ص ۳۵۲۔
تخت عبد اللہ بن ذکر۔

(۴) کتاب نسب قریش، ص ۱۳۹۔

جنگی کارنامے
جب عبد اللہ بن عاصم کو حضرت عثمانؓ کی طرف سے بصرہ پر حاکم بنا یا گیا تھا تو ان کی عمر اس وقت قریباً پچس سال تھی۔ آپ نے حضرت عثمانؓ سے غزوات اور بہادر کے لیے اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر آپ نے سال ۴۳ھ میں خراسان اور فارس کے اطراف فتح کیے جتنا کریان، زابلستان وغیرہ علاقہ جات ان کی مساعی سے مفتور ہوئے اور اسلام کا جنہند اسلام بند ہوا۔

وَلَاهَ بِلَادِ فَارِسٍ وَكَانَ عُمْرُهُ خَمْسُ عَشَرَيْنَ (۴۳)

سنۃ فافتہ خراسان کلہا و اطراfat فارس و سیستان و کرمان و زابلستان . . . الخ

- (۱) — اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۹۱ تخت عبد اللہ بن عامر
 (۲) — طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۳ تخت ابن عامر
 هو (فتح خراسان وقتل کسری فی ولایته) ۔
 (۳) — الاستیعاب، ج ۲، ص ۳۵۲ معاصر الاصابہ
 تخت عبد اللہ بن عامر۔

کتاب البلدان للیعقوبی الشیعی کے بیان کے مطابق عبد اللہ بن عامر بن کریز کی نگرانی میں مندرجہ ذیل علاقوں بھی مفتوح ہوتے مثلاً :
 قوسٹ، نسأ، ابیر شهر، جام، طوٹ، اسپرائین، سرسن، مرود، بکشج،
 زردخ، مرورد، وغیرہ

وکتاب البلدان لابن الحمد بن واضح المیعقوبی الشیعی، ص ۷۴-۷۵
 مطبعة الحیدریہ الخفی (عراق) الطبعة الثالثة، سن طباعت
 ۱۳۶۶ھ (۱۹۵۷)

او خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ جلد اول میں عبد اللہ بن عامر کی نگرانی میں
 مفتوح ہونے والے مزید علاقوں بھی ذکر کیے ہیں مثلاً
 الکاریاں - الفیشجان - ردار بحر - ٹلاق - ناشت - باش روڑ - ہراۃ تیق
 تھارستان، الجزر جان - الفاریاپ - الطاقان - شیخ خوازم - باذ غیں
 اصبهان - حلوان -

- (۱) — تاریخ خلیفہ بن خیاط، بجز اول، ص ۱۳۱-۱۳۲ -
 تخت سن ثالثین - طبع اول عراق -
 (۲) — تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۸ -
 تخت القضاۃ عثمانی -

امور رفاه عامہ عبد اللہ بن عامر نے مسلمانوں کی نفع رسانی کے لیے کئی مقالات
 میں حوض بنوائے، باغات لگوائے، نہریں کھدا دیئں اور
 ان کے علاوہ متعدد رفاه عامر کے کام سر انجام دیتے۔ خصوصاً مقام عفات میں
 پانی کے حضروں کا انتظام کرایا۔

(۱) — وهو اول من اتخذ الحیاض بعرفة واجرى اليها العین و
 سقى الناس الماء فذاك جاد الى اليوم۔

- ۱- طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۳ تخت عبد اللہ بن عامر
 ۲- اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۹۱ تخت عبد اللہ بن عامر بن کریز۔
 ۳- البدایہ لابن کثیر، جلدہ ۸، ص ۲۸ تخت تذکرہ عبد اللہ بن عامر۔

(۲) — وهو الذي عمل الاستفایه بعرفته وله النباج
 (موقع) الذي يقال له نباج ابن عامر وله الجفة وله بستان
 ابن عامر بخلة على ليلة من مكة وله آثار في الأرض كثيرة۔

وکتاب نسب قریش،الجزء الخامس، ص ۳۴ (طبع مصری)

ابل مدینہ کے لیے خدمات | دفعہ حضرت عثمانؑ کے پاس بہت سا
 مال کے کمر مدینہ پہنچنے تو حضرت عثمانؑ نے انہیں فرمایا "اپنی قوم اور قرابت داروں کے
 ساتھ صدر رحمی کیجیے اور ان کے ہاں اموال پہنچائیے" پس ابن عامر نے قرش اور
 الصارمیں بہت سے اموال اور پوشاکیں تقسیم کیں اور کثیر چیزیں ابل مدینہ کو
 پہنچائیں تو ابل مدینہ نے تعریف کرتے ہوتے ان کا شکریہ ادا کیا۔

وقد معلى عثمان بالمدینۃ فقال له عثمان صل قرابتك
 وقومك ففرق في قریش والأنصار شيئاً عظيماً من الأموال

والكسوات فاشنوا عليه.

(۱) — اسد الغاب، جلد ۳، ص ۱۹۱۔ تخت عبد اللہ بن عامر
 (۲) — الاصابه، ج ۳، ص ۹۱۔ تخت عبد اللہ بن عامر
ابن عامر ابن تمییہ کی نظر وہ میں | میں عبد اللہ بن عامر کی خوبیاں اور
 ان کا لوگوں کے ہاں مقبول عام ہونا بیان کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

«ان لہ من الحسنات والمحبۃ فی قلوب الناس مالا بینک»

(منہاج السنۃ، ص ۱۸۹ - ۱۹۰ - ج ۳)

”یعنی ابن عامر کے لیے بے شمار خوبیاں ہیں۔ اور عوام کے قلوب میں
 ان کی خوب محبت تھی جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔“

مندرجات بالا کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عبد اللہ بن عامر
 ایک غظیم شخصیت اور باکر دار انسان تھے جنہوں نے اسلام اور اہل اسلام کی
 بے شمار خدمات سر انجام دیں۔ ان اوصاف کے پیش نظر مخالفین کے تمام اغراضات
 بے جا اور بے محل نظر آتے ہیں۔ یہ اغراضات محض گروہی تعصبات کی بنا پر وارد
 کر دیتے گئے ہیں تاکہ ان کے خلق میں لوگوں کے قلوب میں تنفس اور بخش قائم رہے اس
 ”نیک مقصد“ کے بغیر اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

جزاهم اللہ تعالیٰ علی حسب مرامہم۔

سیدنا امیر معاویہؓ کے متعلقات

حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ متعرض دوستوں کو خصوصی عداوت ہے۔ ان
 کے دو برخلاف اور دو خلافت کو نہایت مکر و تعبیرات کے ساتھ ذکر کیا کرتے
 ہیں۔ مخالفین کے نزدیک یہ ایک سیاہ دوڑ ہے جس میں اسلام کے ایک ایک
 دستور کا خاتمه کر دیا گیا۔ آئین اسلامی کو ختم کر کے جبر و استبداد کے طریقے رائج کر دیئے
 گئے۔ دینی طرز و طریق کے بجائے آمرانہ دستور کو فروغ دیا گیا۔

ابن المطہر الحنفی الشیعی نے اپنی تصنیف ”منہاج الکرام فی اثبات الامامة“
 میں امیر معاویہؓ کے حق میں مخصر سا جملہ لکھا ہے جس میں ان کے متعلقہ سب مطاعن
 کو سمو دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ :

”وَدُولِي معاوِيَة الشَّام فَاحْدَثَ مِنَ الْفَتْنَ مَا أَحَدَثَ“

”یعنی امیر معاویہ شام کے ولی بناتے گئے، پس انہوں نے بے شمار
 فتنے پیدا کر دیے۔“

منہاج الکرام فی اثبات الامامة، ص ۴۔ تخت مطاعن عثمانی

طبع لاہور در آخر منہاج السنۃ لابن تمییہؓ

— قبل ایں بحث اول (تحت عنوان الشام)، میں حضرت امیر معاویہؓ
 و فیض اللہ تعالیٰ علیہ کی دینی خدمات عہد نبوت میں، عہد صدیقی میں، دو رفارونی
 میں مختصرًا درج کی گئی تھیں۔ اب ہم فاریئین کرام کی خدمت میں امیر معاویہؓ کے
 متعلق روایات اور اسلامی تاریخ سے ان کی قابلیت اور صلاحیت دینی و

تلی کارنامے پیش کریں گے جن کی وجہ سے وارد کردہ اغراضات کا جواب ہو گا اور اس دور کے متعلقہ شکوک و شبہات کا خالق ہو گا۔

اس کی صورت یہ ہو گی کہ پہلے امیر معاویہ کے مقام اور کردار کو پیش کیا ہے۔ اس کے بعد خاندان بنی ہاشم کے ساتھ ان کے حسن روالبطاو حسن سلوک کے واقعات کو درج کیا ہے تمام بحث کے آخر میں سب و شتم وغیرہ کے اغراض کو زائل کیا گیا ہے اور ان ادجات کو عہد عثمانی کے ساتھ مخصوص نہ تصور کریں یہ چیزیں ان کی شخصیت کے اعتبار سے ذکر کی جاتی ہیں۔

نام و سب و قبول اسلام | ہے۔ معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

ذکر نسب قریش، ص ۱۲۵ تخت و لدابی سفیان راصخ اور مادری سلسلہ نسب یہ ہے: ان کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ ہے ہند بنت عتبہ بن ربیع بن عبد شمس بن عبد مناف۔

۱۲۔ نسب قریش، ص ۱۲۵ تخت و لدابی سفیان راصخ
۱۳۔ الاصابہ، ص ۳۰۹، ج ۴ تخت ہند بن عتبہ۔
نسب اہداسے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ او حضور علیہ السلام کا پانچواں دادا ایک ہے جن کا نام عبد مناف ہے۔

آپ کی عمر کا قریباً اٹھارواں سال تھا کہ عمرۃ القشادہ کے موقع پر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور اسلام قبول کیا۔ آپ نے اپنے اسلام کو فتح کرنے کا اپنے والدین سے چھپا تر رکھا۔ اور ان کے والدین رعنی ابوسفیان والد اور ہند بنت عتبہ والدہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔

— و كان معاوية يقول الله أسلم عام القبيه و الله ألمي
رسول الله صلی الله عليه وسلم مسلماً و كتماً سلام من

ابيه و امه ... الخ

(۱) — اسد الغابہ جلد رابع، ص ۸۵ تخت تذکرہ معاویہ۔

(۲) — البدایہ لابن کثیر، جلد ۸، ص ۱۱ تخت معاویہ

(۳) — تاریخ بغداد جلد اول، ص ۲۰ تخت تذکرہ معاویہ

بن ابی سفیان۔

بن ابی سفیان۔</

بن حرب بن امية کانت عندہ قریۃ الصغری بنت امية
بن مغیرۃ اخت ام سلمة لابیہ المرندلة -

رکتاب الخبر، ص ۱۰۲۔ طبع جید راہباد کن،

سوم حضرت امیر معاویہ کی بہن ہند بنت ابی سفیان بن حرب حضرت علیؑ کے
چپا زاد بھائیوں کی اولاد میں سے حارث بن نوبل بن حارث بن عبد الملک
بن ہاشم کے نکاح میں تھی اور اس سے اولاد بھی ہوتی۔ ایک بیٹی کا نام محمد تھا۔

”ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امية الامیۃ اخت
معاویۃ کانت زوج الحارث بن نوبل بن الحارث بن عبد الملک
بن ہاشم فولدت لہ ابنه محمدًا -

(۱) — الاصابہ، ص ۵۸، ۵۹۔ ج ۳۔ تخت عبد اللہ بن

حارث بن نوبل - الخ

(۲) — الاصابہ، ص ۹، ۱۰، ج ۳۔ تخت ہند بنت ابی
سفیان بن حرب -

(۳) — تہذیب التہذیب، ص ۱۸۱، ج ۵۔ تخت عبد اللہ
بن الحارث -

(۴) — طبقات ابن سعد، ص ۱۵، ج ۵۔ تخت عبد اللہ المذکور
طبع لیدن -

چہارم حضرت سیدنا سعینؓ کے لڑکے علیؓ (شہید کربلا) کی ماں لیلی بنت ابی مرودہ
بی مسعود ثقیقی ہیں اور لیلی کی ماں میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب ہے جو
امیر معاویہ کی بہن ہیں۔ دوسرے نظلوں میں حضرت حسینؓ کی ساس (خوشدا من)
میمونہ بنت ابی سفیان ہیں اور میمونہ علیؓ اکبر کی نانی ہیں۔ امیر معاویہ علیؓ اکبر کی ماں

خاندان امیر معاویہ اور بنو ہاشم کے نبی روایت

ایک خاندان کا دوسرے خاندان کے ساتھ دامنی تعلق فائز کرنے کے لیے
نبی تعلقات ایک بنیادی جیثیت رکھتے ہیں۔ ان تعلقات کی بناء پر ایک قبیلہ
دوسرے کے قریب تر ہو جاتا ہے، دونوں قبیلوں کے درمیان گہرے اور
دامنی روایط مضبوط ہو جاتے ہیں اور ان کے درمیان شفاقت و محبت، ہمدردی و
خبرخواہی جیسے جذبات پاتے جاتے ہیں۔

اب ہم ناظرین کرام کی خدمت میں حضرت امیر معاویہ کے خاندان اور قبیلہ بنی
ہاشم کی چند ایک رشتہ داریاں ذکر کرتے ہیں تاکہ ان دونوں قبائل کا ایک دوسرے
کے قریب ہونا لوگوں پر واضح ہو سکے۔

رشته اول حضرت امیر معاویہ کی بہن ام جبیہ بنت ابی سفیان نبی اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں اس لیے انہیں شام المیتین
ہونے کا اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
براہ راستی ہونے کا شرف حاصل ہے اور امام جبیہ کا نام رملہ ہے۔

(۱) — نسب قریش، ص ۱۲۳۔ تخت عبدی سفیان بن حرب -

(۲) — طبقات بن سعد، ص ۶۹۔ ج ۸۔ تخت ام جبیہ

(رملہ بنت ابی سفیان)، طبع لیدن یورپ -

دوم حضرت امیر معاویہ بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہیں۔ (یعنی جس کو
سانڈو کہتے ہیں)۔ اتم المؤمنین ام سلمہ کی بہن قریۃ الصغری امیر معاویہ
کے نکاح میں تھیں اور ان سے کوئی اولاد نہیں ہوتی۔

... و سالفه من قبل ام سلمة معاویۃ بن ابی سفیان

کے سے ماموں ہیں اور سیدنا حضرت حسینؑ کے گھر امیر معاویہ کی سکنی بھائی (یعنی خواہر زادی) ہے۔

”ولد الحسین بن علی بن ابی طالب علیاً اکبر قتل بالطف مع ابیه و امّه لیلی بنت ابی مرۃ بن عروہ بن مسعود الشققی ... و امّها میمونۃ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیة۔

(۱) کتاب نسب قریش، ص ۵۵ تخت ولد حسین بن علی بن ابی طالب۔

(۲) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۲۵۵ تخت اللہ مقتل حسین واصحابہ۔

او شیعہ علماء نے رشتہ بنداؤ مندرجہ ذیل مقامات میں تحریر کیا۔
۱- مقابل الطالبین لابی الفرج الاصبهانی الشیعی، ص ۳۴۵، ج ۱ طبع بیروت
باب ذکر خراحسین بن علی و مقتله ومن قتل معہ۔
۲- منتهی الاماں للشیخ عباس قمی الشیعی، ص ۳۶۳- ج اتنڈکہ از واج حسین
بن علی۔

حضرت علیؑ کے چچا عباس بن عبدالمطلب کی پوتی بابہ بنت عبد اللہ بن پنجم عباس حضرت امیر معاویہ کے بھتیجے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے نکاح میں تھیں۔

”وتزوجت لبایۃ بنت عبد اللہ بن عباس بن عبدالمطلب العباس بن علی بن ابی طالب ثم خلف عیہما الولید بن عتبہ بن ابی سفیان۔

- (۱) کتاب المحدث، ص ۳۷۱، لابی جعفر البنداری
- (۲) کتاب نسب قریش لمصعب الزیری، ص ۱۳۶ تخت ولد عتبہ بن ابی سفیان۔
- (۳) حواشی عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب لابن عنابة (شیعی) مطبوعہ ببغضت، عراق تخت اولاد جعفر بن ابی طالب - ص ۳۶۳۔

ششم حضرت جعفر طیار کی پوتی رملہ بنت محمد نے پہلے سلیمان بن ہشام بن عبد الملک اسے نکاح کیا اور اس کے بعد حضرت امیر معاویہ کے بھتیجے کے ڈڑکے ابو القاسم کے ساتھ نکاح کیا۔

”وتزوجت رملة بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب سلیمان بن ہشام بن عبد الملک ثم ابا القاسم بن ولید بن عتبہ بن ابی سفیان۔

در کتاب المحدث، ص ۳۷۹)

مندرجہ چند رشتہ داریاں ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ:
(۱) خاندان امیر معاویہ اور بنی ہاشم باہم قریب تر ہیں۔ اس یہے انہیں کسی صورت میں بھی بُرا بھلا کہنا روا نہیں۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک خاندان کو بُرا بھلا کہا گیا تو وہ گویا دوسرے خاندان کو بُرا بھلا کہنے کے متtradف ہو گا۔ اور ایک رشتہ دار کو بُرا کہنے سے دوسرا قریبی ضرور متاثر ہو گا۔

(۲) دوسری یہ چیز عیاں ہو رہی ہے کہ ان خاندانوں کے درمیان قبائلی عصیت اور قبائلی تعصیت بالکل نہیں تھا۔ اسلام کے بعد عصیتیں اور رہڑے بندیاں ختم ہو گئی تھیں حضرت عثمانؓ کے دور میں پھر سے قبائلی تعصیت کے عو'd

کر آنے کا نظریہ بالکل واقعات کے بخلاف ہے اور خاص اختراقی اور جعلی ہے جس کو طبی کوشش سے تصنیف فرمایا گیا ہے۔ اس قسم کے باہم بی روابط و دیگر تعلقات اس مسئلہ کے یعنی مستقل شواہد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان لائل کو پس پشت ڈال کر پھر بھی خاندانی تقصبات کا پرچار کرتے رہنا عدل و انصاف کو ختم کر دینے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے اکابرین کے ساتھ ہُن عقیدت نصیب فرماتے جو آخرت میں کام آتے گی اور ان کے ساتھ صد عزادار نفرت سے محفوظ فرماتے جو قیامت میں نقضان دہ ثابت ہوگی۔

سیدنا امیر معاویہ کے حق میں زبانِ نبوت سے دعائیں

حضرت امیر معاویہؓ نے جو دین اسلام کی خدمات انجام دی میں اور احیاتے دین کے لیے جو مسامعی فرمائی ہیں، تلقائے ملت کی خاطر جو کارنا میں پیش کیے ہیں یہ ان دعاوں کے اثرات ہیں جو ان کے حق میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے وقتاً فوقاً صادر ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے زبانِ نبوت کے وہ فرمودات منظور فرماتے جو ان کے لیے جاری ہوتے تھے۔ ان کی برکات کی وجہ سے امیر معاویہؓ کو دینی خدمات کی توفیق نصیب ہوئی۔

ان دعائیہ کلمات میں سے چند ایک دعا میں ذکر کی جاتی ہیں جو اکابر علماء نے باسند ذکر کی ہیں یا باسند علماء کا حوالہ دے دیا ہے۔

(۱) ہادی اور مہدی ہونے کی دعا عبد الرحمن بن عمیرۃ المزني کہتے ہیں
اللہ علیہ وسلم سے سنا ہبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ بن ابی سفیان کے حق میں اثر ادا فرم رہے تھے کہ اے اللہ! معاویہؓ کو ہادی بنا اور ہدایت یافتہ بنا۔ یا اللہ!

ان کو ہدایت رے اور ان کے ذریعہ دوسروں کو ہدایت دے۔

..... عبد الرحمن بن عميرۃ المزني يقول سمعت

النبي صلی اللہ علیہ وسلم يقول في معاویة بن ابی سفیان

اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًّا مَهْدِيًّا وَاهْدِهِ وَاهْدِ بَهْ

(۱) — التاریخ الکبیر لامام البخاری، ج ۳، ص ۳۲۲، القسم

الاول، ج ۴، تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان طبع جید آباد کن۔

(۲) — التاریخ الکبیر للبخاری، ج ۳، ص ۲۴۰، القسم الاول،

باب عبد الرحمن۔

(۳) — طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۳۶، اقسام ثانی، تحت

عبد الرحمن بن عمیرۃ المزني۔

(۴) — جامع الترمذی، کتاب المناقب، ص ۲۴۵۔ باب

مناقب معاویہ بن ابی سفیان طبع قدیم اصحاب المطابع

(۵) — تاریخ بغداد للخطیب، جلد اول، ص ۲۰۸۔ ترجمہ ترجمہ

معاویہ بن ابی سفیان۔

(۶) — اسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۸۶۔ تحت معاویہ بن ابی سفیان

طبع تہران

(۷) — البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۱۲۱۔ بحوار الطبرانی واللامام احمد

وغيرها تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان۔

(۸) — الفتح الربانی ترتیب مسن الداہم احمد بن حنبل الشیبانی، ج ۲

ص ۳۵۶، باب ما جاری معاویہ بن ابی سفیان۔

(۹) — امام بخاریؓ نے اپنی تاریخ کبیر تذکرہ حضرت معاویہؓ میں ایک اور روایت

(۲) — مجمع الزوائد لنور الدین [بیشتر]، ج ۹، ص ۳۵۶ -
تذکرہ باب ماجاء فی معاویۃ بن ابی سفیان [غیر].

(۲) — نیز عرباض بن ساریۃ (صحابی) فرماتے ہیں کہ میں نے سردار دو جہاں حلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، حضرت معاویۃؓ کے حق میں آپ فرماتے تھے کہ آئے اللہ! کتاب اور حساب کا علم انہیں غنایت فرم اور عذاب سے محفوظ فرم۔“
..... يقول رعیاض بن ساریۃ) سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول اللہم علیّ معاویۃ الحساب و قیمة العذاب۔“

(۱) الاستیعاب (معدال الصابر)، ج ۳، ص ۳۸۰ تحت

معاویۃ بن ابی سفیان [غیر].

(۲) موارد انعام لنور الدین [بیشتر]، ص ۵۴۶۔ باب فی معاویۃ بن ابی سفیان [غیر].

(۳) البدایہ، ج ۸، ص ۱۲۰، بحوار الحمد و ابن جریر تحت ترجمہ معاویۃ بن ابی سفیان [غیر].

(۴) الشیخ الربانی، ج ۲۲، ص ۳۵۶۔ باب ماجاء فی معاویۃ بن ابی سفیان [غیر].

(۵) ان کے علم اور حکم کے لیے دعا امام بخاری نے اپنی تاریخ کیمیہ علیہ راجع میں درج کیا ہے کہ ایک دفعہ امیر

معاویۃ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نسواری پرسوار ہو کر تشریف نے جا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ آپ کے جسم کا کون سا حصہ میرے قریب تر ہے تو حضرت معاویۃؓ نے عرض کیا کہ میرا کم

باسند ذکر کی ہے۔ عمر بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت معاویۃؓ کا ذکرہ خیر فخوبی کے بغیر مت کیا کرو۔ یہی نے بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنایا ہے۔ اپ ان کے حق میں فرماتے تھے کہ آئے اللہ! انہیں ہدایت عطا فرم۔“
فائڈہ: جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے عمر بن سعد صاحبی رسولؓ کو حصر ک حکومت سے ہٹا کر حضرت امیر معاویۃؓ کو وہاں منتین کیا تو اس وقت لوگ کہنے لگے کہ عمرؓ کو ہٹا کر امیر معاویۃؓ کو والی بنا دیا۔ حضرت عمرؓ نے اس موقع پر امیر معاویۃؓ کے حق میں یہ روایت ذکر کی:

.... عن ابی ادریس الحخلانی عن عمر بن سعد قال لا
تذکروا معاویۃ الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم يقول اللہم اهدیه“

(التاریخ البکری للخوارزی، ج ۳، ص ۳۲۸، القسم الاول تحت

”ذکرہ معاویۃ بن ابی سفیان طبع حیدر آباد دکن)

(۳) علم کتاب و حساب کے حصول عبد الرحمن بن عمرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؓ نے امیر معاویۃؓ کے حق میں دعا فرمائی۔“ آئے اللہ! انہیں حساب کا علم عطا فرم اور عذاب اور عذاب سے خناکت کی دعا سے بچائے۔“

.... عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم اعلم معاویۃ
الحساب و قیمة العذاب۔“

(۱) — التاریخ البکری، ج ۳، ص ۳۲۷۔ القسم الاول تحت

معاویۃ بن ابی سفیان [غیر].

آپ کے نزدیک ہے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا "آے اللہ! اسے علم و حلم درباری سے پُر فرمائے۔"

"... صدقة بن خالد حدثني وحشى بن حرب بن وحشى عن أبيه عن جده قال كان معاوياً روى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا معاويا ما يليلنى منك قال بطنى قال اللهم أملأه علمًا و حلمًا"

(التأريخ البخاري، ج ۲، ف ۲، ص ۱۸۰)

باب وحشى (وحشى الجبى) مولى جبير بن مطعم

فائدہ کا

سیدنا امیر معاویہ کے حق میں یہ دعائیں ایسی ہی مُوثر ہوتیں جیسا کہ سیدنا علی المرضی کے حق میں دعائے نبوی مفید ہوتی اور نظرت کی طرف سے منظور و مقبول ہوتی۔ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو اس مشکلے میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ ہم لوگوں کو اپنے نبی مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صفات کو اپنے ساتھی صحیح عقیدت مندی نصیب فرمائے جس میں قبائلی تھجب نہ ہوا اور افراط و تفرط سے پاک ہو۔

البدایہ، ج ۵، ص ۱۰، بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علی بن الی طالب و خالد بن ولید ای ایمن قبل حجۃ الوراء

بحوالہ امام احمد

الله تعالیٰ نے امیر معاویہ کو بیتیک طریقہ علم و فہم عطا فرمایا اور ساتھ ہی حوصلہ اور برداہی نصیب فرمائی۔ بے شمار مخلوق کی ہدایت کا ان کو زیر یعنی بنا یا۔

کتنی مددگار ان کی کوششوں سے فتح ہو کر حلقوں گوشِ اسلام ہوتے۔ اسلام کا کلمہ بلند ہموا اور ہمیشہ کے لیے دین کے قیام کی صورتیں پیدا ہو گئیں اور دینی نظام کو ان ملکوں میں قائم فرمایا۔ یہ سب کچھ دعائے نبوی و صحبتؐ نبڑی کے اثرات تھے۔

حضرت امیر معاویہ کے دور کو اگر دینی نظام ختم کر دینے اور اسلامی آئین بربار کر دینے کا ذریعہ تصور کر لیا جائے تو پھر نبوت کی ان دعائیں کا کیا اثر ہو؟ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رشد و ہدایت کی دعائیں، علم و حلم کی دعائیں معاذ اللہ سب یہ اثر و بے تاثیر ثابت ہونگی (انما اللہ و انا ایہ راجعون)۔ حضرت علیؓ کے حق میں دعائیں تو مفید، مؤثر اور تجویز ہیز ثابت ہوں اور وہی دعائیں اگر امیر معاویہ کے حق میں مقدس زبان سے صادر ہوں تو کوئی ثمرہ مرتب نہ ہو سکے، یہ مشکل ہے۔ مسلمانوں کو اس مشکلے میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ ہم لوگوں کو اپنے نبی مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صفات کو اپنے ساتھی صحیح عقیدت مندی نصیب فرمائے جس میں قبائلی تھجب نہ ہوا اور افراط و تفرط سے پاک ہو۔

لیاقت علمی اور قابلیت

اس عنوان کے تحت چند ایک چیزیں ذکر کی جاتی ہیں۔ اس سے حضرت امیر معاویہ کی علمی لیاقت اور ان کی صلاحیت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے۔

(۱)

کاتب نبوی ہونا

سیدنا امیر معاویہ کے متعلق یہ چیز مسلمات میں سے ہے کہ سید الکوینین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ان کو کاتب ہونے کی سعادت نصیب تھی۔ اور یہ کاتبان نبوی میں شمار ہوتے تھے۔ یہ ان کی صلاحیت اور صداقت و اعماد کی تین دلیل ہے۔

سیرت طیبہ میں جہاں کاتبان نبوی کا ذکر کروائی گا اس کا درج ہے۔

(۱)

الاستیعاب، ج ۳، ص ۵، بعد الصابر، تحت

معافیہ بن ابی سفیان۔

(۲) زاد المعاد ابن القیم، ج ۱، ص ۳۰، فصل فی کتاب
صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) الاستیعاب للابن حجر، ج ۳، ص ۳۱۲، تحت معاویہ
بن ابی سفیان۔

- (۴) مجمع الزوادی للبغشی، ج ۹، ص ۲۵، باب معاویہ
- (۵) جامع السیرۃ لابن حزم، ص ۲۷، تحت عنوان کتابہ
صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۶)

ابن عباسؓ کا اسمی کا امیر معاویہ پر علمی اعتماد اور صلاحیت کا اقرار

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ سے متعدد احادیث نبوی نقل کی ہیں اور کئی مسائل شرعی میں ان پر اعتماد کیا ہے۔ اور ان کو دینی مسائل میں نقیۃ کا مقام دیا ہے۔ اسی سلسلہ کی چند چیزیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:-

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ درج حضرت علی المتفقی کے چھاڑا برادر ہیں، کی خدمت میں مشلہ و ترکی بحث ہوئی تو اس میں حضرت امیر معاویہ کا بھی ذکر ہوا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "ہمارے دور میں امیر معاویہ سب سے زیادہ عالم ہیں"

"فقال ابن عباس... ليس أحد من أعلم من معاویة"
راسنن الجرجی للبغشی، ج ۳، ص ۲۶، باب المؤثر
طبع حیدر آباد (کن)

(۲) نیز بخاری شریعت میں آیا ہے کہ بحثِ ذریں جب گفتگو ہوئی تو عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ان کی بات کو ہمنے بیسی وہ صحابی رسول اللہ میں اپنے نے

درست عمل کیا ہے اس لیے کہ وہ دینی مسائل میں فقیہ ہیں۔

”... . فقال دعه فاتحة قد صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أصاب الله فقيه“

(۱) بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۳۰ - باب ذکر معاویہ

(طبع نور محمدی دہلی)

(۲) انصابہ مع الاستیغاب، ج ۳، ص ۱۳۰ - تخت تذکرہ

معاویہ بن ابی سفیان۔

(۳) اسد الغابہ، ج ۲، ص ۴۸۶ - تخت تذکرہ معاویہ بن

ابی سفیان۔

(۴) ایک بار ابن عباسؓ نے اپنے دو شہرو شاگردوں (مجاہد و عطاء) کو امیر معاویہ سے نقل کر کے یہ روایت بیان کی کہ امیر معاویہ نے مجھے خبر دی ہے کہ سید الکریمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مفترض کے ساتھ اپنے موئے مبارک تراشے تو ہم نے ابن عباسؓ سے عرض کیا کہ امیر معاویہ کے مساواکی صاحب سے ہم کو یہ بات نہیں پہنچی تو جواب میں عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ بھی کیم صلی اللہ علیہ وسلم پر امیر معاویہ نہ تھت تکانے والے نہیں ہیں داں کی یہ اطلاع صحیح ہے۔

”... . عن مجاهد و عطاء عن ابن عباس ان معاویۃ اخوبہ آتہ رأی رسول الله صلى الله عليه وسلم قصر من شعوه

بمشقص نقلنا لا بن عباس ما بلغنا هذالا عن معاویۃ فقال ما كان معاویۃ على رسول الله صلى الله عليه وسلم

”رمضان احمد، ج ۳، ص ۹۵ - تخت مسندات معاویہ بن ابی سفیان“

(۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت امیر معاویہ کی انتظامی صلاحیت وقت بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ میں نے حکومی کے لائق ان سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

”... . عن ابن عباس قال مارأیت احداً أخلق للملك من معاویۃ“

(۱) — التاریخ البخیر لابن الصفاری، ج ۳، ص ۳۶۷ - تخت ذکر معاویہ بن ابی سفیان۔

(۲) — تاریخ طبری، ج ۴، ص ۸۸۱ - تخت سننہ آخر تذکرہ معاویہ

(۳) — البداية، ج ۸، ص ۱۳۵ - تخت امیر معاویہ، بحوالہ محدث عبد الرزاق۔

(۴) — الاصابة، ج ۳، ص ۱۳۰ - تخت ذکر معاویہ بن ابی سفیان۔

(۵) — عبداللہ بن عباسؓ حضرت امیر معاویہ کی خدمت میں شام تشریفیے لے جاتے والوں ان کے ہاں قیام فرماتے نہایت ان کے ساتھ مقام مقصودہ میں مل کر داکرتے تھے۔ مقصودہ صفت اول میں خلفاء کے پیے مخصوص و محفوظ مقام بنا ہوا ہوتا تھا۔

نیز ابن عباسؓ کو امیر معاویہ کی جانب سے عطیات و وظائف بھی دیتے جاتے تھے جن کا ذکر عطیات و وظائف کے عنوان کے تحت غقریب آہما ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

”... . ان کو بیباً مولیٰ ابن عباسؓ اخبرہ ائمۃ رأی ابن

عباس یصلی فی المقصورة مع معاویۃ۔

المصنف لعبد الرزاق، ج ۲، ص ۳۱۳، باب اصلة

فی المقصورة مطبوع مجلس علی، کراچی۔ (ڈاہسیل)

— (۳) —

محمد بن حنفیہ ہاشمی کا امیر معاویہ سے حدیث نبوی اور مستلمہ شرعی نقل کرنا

حضرت علی المتفقی کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ نے امیر معاویہ سے حدیث شریف نقل کی ہے کہ امیر معاویہ نے فرمایا کہ میں نے بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے عمری جن لوگوں کے لیے کہ دیا جائے وہ ان کے لیے درست ہے۔ (یعنی ایک شخص نے دوسرے کو عمر بھر کے لیے کوئی پیزیرے دی تو اس کے لیے ہمیشہ کے لیے ہو گئی)۔

..... عن محمد بن علی الحنفیة عن معاویۃ بن ابی سفیان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقعد العمری جائزة لاهلها۔

(منند امام احمد، ج ۳، ہص ۹۷) تخت حدیث
معاویۃ بن ابی سفیان، (طبع اول مصری)

— (۴) —

امیر معاویہ اصحاب فتویٰ سے تھے

ابن القیم نے اپنی تصنیف اعلام المتعین کے ابتدائی فصل میں ذکر کیا ہے کہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو صاحب فتویٰ حضرات تھے جن کی طرف لوگ شرعی فتویٰ حاصل کرنے میں رجوع کرتے تھے) ان کے تین طبقات و درجات فاتح کیے جاتے ہیں۔

۱- ایک جماعت کثیر الفتوى تھی۔ وہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عاصیہ وغیرہم حضرات ہیں۔

۲- ان کے بعد دوسرا طبقہ المتسلطون تھے۔ وہ صدیق اکابر، ام سلہ، عثمان ذوالنوریہن وغیرہم ہیں۔ ان منتوسطین کے زمرہ میں متعدد صحابہ (مثلًا حضرت طلحہ زبیر، عبد الرحمن بن عوف، عمران بن الحصین) کو ذکر کیا ہے۔ ان میں امیر معاویہ بھی شامل ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:

”..... ولیضاف الیم طحة والزبید وعبدالرحمن بن عوف و معاویۃ بن ابی سفیان ۔۔۔“

۳- اس کے بعد قلیل الفتوى حضرات مذکور ہیں۔ مثلًا ابو درداء، ابو سلمہ، سعید بن زید وغیرہم۔

(۱) — اعلام المتعین لابن القیم، ج ۱، ص ۵ (ابتدائی فصل)
طبع اشرف المطابع۔ دہلی۔

(۲) تدریب الاولی شرح تقریب النزاوی، ص ۳۴۸، تحت
بحث واکثر ہم فتیا ابن عباس۔

(۳) — جواہر السیرۃ لابن حزم، ص ۳۲۔ رسالتہ الثالثة
اصحاب الفتیا من الصحابة

مطلوب یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ اپنی علمی یا ثابتت کے اعتبار سے جس طرح فقہتے امت میں شمار کیے جاتے تھے اسی طرح صحابہ کرام کے دور میں

اہل قیادتی میں ان کا مستقل مقام تھا اور ان کا اہل تدبیر و سیاست ہونا تو تاریخی مسلمات میں سے ہے۔

(۵)

حضرت امیر معاویہ کی دینی و ثناقت اور علمی ثقاہت کے لیے یہ چیز بڑی اہم ہے کہ آپ بہت سے اکابر صحابہ کرام کے مروی عنہ میں یعنی صحابہ نے آپ سے احادیث نبوی نقل کی ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے اور امام نبوي نے لکھا ہے کہ ایک سوت زیست احادیث نبوی امیر معاویہ کے ذریعہ منقول ہیں جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

۱۔ عبد اللہ بن العباس (رضی اشی) ۴۔ جریر بن عبد اللہ الجحدار

۳۔ معاویہ بن خدیج ۷۔ سائب بن زید

۵۔ عبد اللہ بن الزبیر ۶۔ نعمن بن بشیر

۸۔ ابو درداء ۷۔ ابو سعید الخدري

۹۔ عبد اللہ بن عمر - وغیرہم

(۱) الاصحاب، ج ۳، ص ۳۱۲ تخت معاویہ بن ابوسفیان

(۲) اسد الغاب، ج ۳، ص ۸۳ تخت معاویہ بن ابوسفیان

(۳) تہذیب الاصناف واللغات للنبوی، ج ۲، ص ۱۰۲ تخت معاویہ بن ابوسفیان

(۴) تخت معاویہ بن ابوسفیان -

(۵) جامع السیرۃ لابن حزم، ص ۲۰۷ تخت الرسالۃ الثانية راصحہ الماء وشی

ملی خدمات اور اسلامی فتوحات

قبل ایں بحث اول عنوان راثنام کے تحت حضرت امیر معاویہ کی چند خدمتیں متعلق عہد نبوی و عہد صدیقی محضرا درج ہو چکی ہیں، ان کو بھی ملحوظ رکھتے ہوئے چند مزید غزادات و فتوحات یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

— جنگی غزادات کے سلسلہ میں امیر معاویہ کی خدمات بعیلہ بہت کثیر ہیں۔ پہلے خلافتے راشدین کے دور میں، پھران کے اپنے دور خلافت میں بے شمار فتوحات ہیں جو امیر معاویہ کے ذریعہ حاصل ہوئیں۔ ان کی تفصیلات کے لیے تو ایک مستقل تصنیف درکار ہے۔ مگر اس وقت الجمالی طور پر ہم ان میں سے بعض واقعات کو نقل کرتے ہیں تاکہ یہ عنوان خالی نہ رہ جائے۔

(۱) — فتح اوردن کے متعلق علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ فوج کے سپہ سالار ابو عبیدہ بن جراح تھے اور ان کے ماتحت امیر معاویہ کے بڑے بھائی یزید بن ابی سفیان جرنیل تھے۔ حضرت ابو عبیدہ کے حکم کے مطابق سواحل اوردن کی طرف فوج کشی کی گئی تو اس لشکر کے امیر یزید بن ابی سفیان تھے اور اس لشکر کے مقدمہ پر ان کے بھائی معاویہ بن ابی سفیان متعین تھے۔ بڑی کوشش اور مساعی کے بعد سواحل اوردن یزید، عمر و بن العاص اور حضرت معاویہ کے ہاتھوں فتح ہوتے تو ابو عبیدہ نے اس فتح کی اطلاع مرکز میں حضرت عمرؓ کو ارسال کی۔

اس موقع پر حضرت امیر معاویہ کے کارنامے اور کارکردگی ایک نیا ہدایت کرتی ہے۔

”... و كان لمعاوية في ذلك بلاعْ حسنٌ و اشْ

جمیلٌ“

تھیں اس کا نام غزوہ قبرص ہے اس غزوہ میں اتم حرام فوت ہوئیں اور ان کا مزار ویں علاقہ قبرص میں ہے (جس کو سائپرس کہا جاتا ہے)۔

”.... وَنَيْمَارٌ۝۲۸۰هـ) غَزَّا مَعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سَفِيَانَ فِي الْبَحْرِ... وَمَعَهُ عِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَمَعَهُ امْرَأَتُه امْ حَرَام بْنَتُ مُحَاجَنَ الْأَنْصَارِيَّةِ فَلَقِيَ قَبْرَصَ فَتَوَفَّيْتَ امْ حَرَام فَقِيرَهَا هَنَاكَ“

(۱) — تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۳۵ تخت ۲۸۰ھ

(۲) — نسب ترشی، ص ۱۲۳ تخت اولادی سفیان بن حرب۔

(۳) — البدایہ جلد ہشتم، ص ۲۲۹ تخت ترجمہ یزید بن معاویہ۔

(۴) — فتوح البلدان بلاذری، ص ۱۶۰ تخت امر قبرص۔

حضور بنی کیرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے جس شکر کے متعلق جنت کی یہ بشارت ارشاد فرمائی تھی اس شکر کے امیر حضرت امیر معاویہ تھے۔ لہذا وہ بھی اس عظیم بشارت کے مستحق ہوتے اور زبانِ نبوت کے ذریعہ بالیقین اہل جنت میں سے ہھرے۔

وَلِكُرَّا كَابِرَ كَاشَالِ ہُونَا [بہاں فرید سیراٹ قابل ذکر ہے کہ امیر معاویہ، حضرت فاروق اعظم نے بحری جنگوں کے متعلق پیش قدیمی کرنے کے لیے اجازت طلب کرتے رہے تھیں وقتی مصالح کی بنیار اجازت نہ ملی۔

جب حضرت عثمان کا دور آیا تو انہوں نے خاص شروط کے تحت قومی منافع کے پیش نظر بحری جنگی اقدامات کی اجازت دے دی۔ اور یہ قبرص کی طرف افدا پہلا بحری غزوہ ہے۔

اس میں حضرت امیر معاویہ کی ماتحتی میں ٹرے ٹرے اکابر صحابہ غزوہ لہذا

میں شرکیں ہوتے تھے مثلاً ابوالیوب الانصاریؓ۔ ابوالدرداء۔ ابوذر غفاریؓ۔ عبادۃ بن الصامت، فضالۃ بن عبدی الانصاریؓ، عمر بن سعد بن عبدی الانصاریؓ۔ والملہ بن الاسقع الحنفی عبد اللہ بن بشر الماننی۔ شداد بن اوس بن ثابت وہو ابن اخي حسان بن ثابت والمقداد۔ وکعب الجبڑ و جبیر بن نفیر الحضری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امیر معاویہ غزوہ لہذا میں امیر شکر کی جیشیت سے خود شامل تھے اور آپ کی الہیہ ساتھ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فتح عظیم عطا فرمائی مسلمانوں کو بہت عمدہ غنائم حاصل ہوتے۔

مسلمانوں کی افواج نے اس علاقے میں جہاد جاری رکھا تھی کہ اہل قبرص صلح کے لیے آمادہ ہوتے اور امیر معاویہ کے دور میں انہوں نے امیر معاویہ سے چند شرائط کے ساتھ داعی مصالحت کر لی... الخ

فتح البلدان للبلاذری، ص ۱۶۰-۱۶۱ تخت امر قبرص)

(۵) — حضرت سیدنا عثمان بن عفان کی شہادت کے بعد کچھ عرصتہ کے غرداً کا سلسلہ رک گیا تھا تھی کہ جب صلح و مصالحت کا سال آیا جب سیدنا عثمان کی حضرت امیر معاویہ سے راستہ میں صلح ہوئی تو امیر معاویہ نے ملکِ روم کی طرف سو لے عدد غزوات یکے بعد دیگرے جاری رکھے جب ایک شکر گرمیوں میں بھیجا جاتا تو وہ دیہی سردیوں میں قیام کر کے واپس لوٹتا اور اس کی جگہ دوسرے کو روائے کیا جاتا۔

”لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ فَلَمَّا يَكُنَّ لِلنَّاسِ غَازِيَّةً تَغْزَوْا حَتَّى كَانَ عَامَةُ الْجَمَاعَةِ فَاغْزَى مَعَاوِيَةُ أَرْضَ الرُّومِ سِتَّ عَشَرَةً غَزْوَةً تَذَهَّبَ سُرِيَّةً فِي الصَّيْفِ وَيَشْتَرِي أَرْضَ الرُّومِ“

شُرْتَقْلُ وَتَعْقِبُهَا أُخْرَىٰ

(والبداية، ص ۱۳۳، جلد ۸ تحت تذكرة معاویہ)
پھر اس کے بعد بے شمار نزدیکی پیش آئے۔ بری او بحری فتوحات ہوتیں اور ان کے ہاتھوں اقصادے عالم تک اسلام کا پرجم لہرا�ا اور ان کی مساعی سے دینِ اسلام کے غلبہ کے سامن پیدا ہو گئے۔ اسی چیز کو علامہ ذہبیؒ نے کتاب دول اللہ میں بیان کیا ہے۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

۶— حضرت امیر معاویہؓ میں فطری طور پر اسٹرامی صلاحیتیں اس قدر تھیں کہ ان کے زیرِ انتظام ایک وسیع و عرض اسلامی سلطنت قائم تھی اس سلطنت کی حدود بخارا سے لے کر مغرب میں قیروان نک، اقصادے میں سے قسطنطینیہ تک پھیلی ہوتی تھیں اور ان کے علاوہ حجاز، مین، شام، مصر، مغرب، عراق، الجزیرہ، آرمینیہ، فارس، خراسان، جibal، اور ماوراء النہر، یہ تمام ممالک اور علاقے ان کے حکم کے ماخت تھے۔ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں

”... صار ملک الدنیا ماخت حکمه من حدود بخارا
الى القیدان من المغرب ومن اقصى اليمن الى حدود
قسطنطینیہ واقليم الحجاز والیمن والشام ومصر
ومغارب والعراق والجزیرۃ وآرمینیہ والروم و
فارس والخراسان والجibal وما وراء النہر“

رکتاب دول اللہ للذہبیؒ، جزء اول، ص ۲۸
تحت سنتہ سیّین۔ طبع دائرۃ المعارف (کن)

حدود حرم کی تعیین | آثار اور نشانات مبنی نگے تھے۔ مروان بن الحکم

مدینہ پر امیر معاویہؓ کی جانب سے والی تھے۔ انہوں نے شام میں امیر معاویہؓ کو مکھا کہ حرم شریعت کے بعض آثار مت گئے ہیں اور کرز بن علقمہ عمر صحابی زندہ موجود ہیں ان کے ذریعے آثار کی تجدید و تجدید ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق حکم صادر فرمایا جاتے۔ تو امیر معاویہؓ نے جواب ارسال کیا کہ کرز کی معلومات کی روشنی میں مبنی ولے آثار و نشانات کو جلد از جلد صحیح کر کے متعین کیا جاتے۔ اور اس پر مدد کرد کیا گیا۔

”اسلم کو زیوم فتحہ مکہ و کان قد عتم رعمراً طویلًا
کان بعض اعلام الحرم قد عی علی الناس فکتب مروان بن
الحکم الی معاویۃ بذاالک فکتب الیه ان کان کرز بن
علقمة حیا فمیر فلیوق فکم علیہ فعل فهموا الذی وضع
معالم الحرم فی زمان معاویۃ و هو علی ذالک الی المساءة۔

۱) — تاریخ طبری الجزو الثالث عشر بجز ۱۳، ص ۳۵-۳۶
ذکر من مات او قتل سنه ۷۰

۲) — الاصادہ بعد الاستیعاب، ص ۵، ۲۰ تحت

ذکر کرز بن علقمہ بن ہلال۔

۳) — طبقات لا بن سعد، ج ۵، ص ۳۸ تحت

کرز بن علقمہ بن ہلال طبع لیدن۔

عوام کی خیر خواہی: حضرت امیر معاویہؓ کا
کریمانہ اخلاقی اور عمدہ کردار
اخلاق و کردار بہت بلند تھا اور ان کا
خدانخوی اور خوف آخرت
انی رعایکے ساتھ خن سلوک قابل قدر
تھا۔ عوام کی حاجت روائی کیلئے حضور علیہ السلام کے فرمان کے پیش نظر انہوں نے

آدمی مقرر کر کھا تھا جو لوگوں کی حاجات اور ضروریات ان کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ چنانچہ عمر بن مرہ نے جب امیر معاویہ کو اس مضمون کی حدیث سنائی تو انہوں نے اس پر فوراً عمل درآمد کر دیا۔

(۱) — من عرب بن مرہ انہ قال لمعاوية سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیل من ولاه اللہ شیئاً من امر المسلمين فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم وفقرهم احتجب اللہ دون حاجته وخلته وفقره فجعل معاویة رجلًا على حاجج الناس رواه ابو داؤد والترمذی۔

مشکوہ شریعت، ص ۳۲۳۔ الفصل الثاني۔ باب اعلی الولاة من التیسر، یہ داؤد شریعت صفحہ ۵۷ جلد ثانی کتاب الفوج

(۲) فلم ادخل ابو مريم (الازدي الصناعي) عليه رمعاوية بن ابي سفيان ^{رض} قال (معاوية) ههنا ههنا يا ابا مريم فقال ابو مريم اني لجاجتك طالب حاجة ولكنني سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیل من اغلق بابه دون ذوى الفقر والحاجة (غلق اللہ عن فقره) و حاجته باب السماء قال فاكتب معاویة يیکی ثم قال رد حديثك يا ابا مريم فرد ^{له} فقال معاویة ادعوا لى سعداً و كان حاجبه فدعى فقال يا ابا مريم حدثه انت كما سمعت فحدثه ابو مريم فقال معاویة لسعد (التمحر) اخلع هذا من عنقك واجعله في عنقك من جاري تاذن له يقضى اللہ لعلی سانی ما قضی۔

كتاب الکنی للدد ولابی جلد اول، ص ۲۵ تحدث ابی مریم الازدی)

حاصل یہ ہے کہ ایک صحابی ابو میرم امیر معاویہ کے پاس پہنچے۔ امیر نے فرمایا یہاں تشریف رکھیے۔ ابو میرم فرمانے لگے کہ میں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا لیکن فرمان بھروسی پہنچا ہوں جسنو علیہ السلام سے میں نے سنا کہ فرماتے تھے جس شخص نے حاجت مند کے سامنے اپنا دروازہ بند کر دیا، اس کی ضرورت نہ سنی، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کا دروازہ آسمان سے بند کر دیں گے۔ یہ میں کہا میر معاویہ اوندھے گر کر رونے لگے پھر اپنے درب ان سعد نامی کو بلایا اور ابو میرم کو فرمایا کہ اب پھر فرمان بہت سنایتے۔ انہوں نے وہی حدیث سنائی، اس کے بعد حضرت معاویہ سنایتے۔ اب اپنے درب ان سعد کو فرمایا، میں نے اپنے گلے سے بات کو نکال کر ترے گلے میں ڈال دیا اور حکم دیا کہ جو حاجتمند آتے اسے میرے ہاں پہنچنے کی اجازت دے دینا۔ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ میری زبان پر جو فصیلہ چاہیں گے کہیں گے۔

(۳) — من درجہ بالاد اقطاعات کی طرح حضرت امیر معاویہ کی خداخونی اور ذکر آخرت کا واقعہ ترمذی شریف جلد دوم، ص ۱۱۸، طبع مجتبیانی دہلی، ابواب الرحمہ، تحت باب ما جاء فی الریاض و السمتین میں شفیعی اصحابی سے منقول ہے۔

(۴) — اسی طرح حضرت امیر معاویہ کی تواضع و انحساری اور اتباع سنت کی اہمیت کا واقعہ عبد اللہ بن الزبیر و ابن صفوان کے ساتھ پیش آیا ترمذی شریف جلد دوم، ص ۱۰۰۔ طبع مجتبیانی دہلی، ابواب الاداب، باب ما جاء فی کراہیۃ قیام الرجل للرجل میں مذکور ہے۔

(۵) — نیز حضرت معاویہ کا فرمان بھروسی میں کوتا ہی اور تبدیلی پر پیشان ہزا اور اہل مدینہ کو متنبہ کرنا ترمذی شریف جلد دوم، ص ۱۰۲، طبع دہلی۔ ابواب الاداب

باب ماجاء فی لر امیر ایضاً القصہ میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ از راهِ اختصار امیر معاویہ کے واقعات کی طرف اشارے کر دیتے ہیں۔
ابل علم او ر صاحب تحقیق حضرات رجوع فرمائکر سئی کر سکتے ہیں۔ یہ حدیث کی روایات
ہیں۔ تاریخی طب و یابس نہیں۔

امیر معاویہ کی سیرت اور کردار پر

علامہ ابن تیمیہ کی رائے

علامہ ابن تیمیہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کا تعلق اپنی رعیت کے ساتھ
بہترین تھا جس کی وجہ سے رعیت آپ کو بہت پسند کرتی تھی۔ آپ کا شمار بہترین
حکام میں ہوتا تھا۔

صحیعین کی روایت ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بہترین
بلکہ وہ ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو تو وہ تم کو پسند کرتے ہوں۔ تم ان کے حق میں دعا
لرتے ہو تو وہ تمہارے حق میں دعا کرتے ہوں۔

”وَكَانَتْ سِيرَةُ مَعَاوِيَهِ مَعْرِفَةٌ مِّنْ خَيَارِ سَيِّدِ الْوَلَادَةِ
وَكَانَتْ رِعْيَتُهُ يُحِبُّونَهُ وَقَدْ ثَبَّتَ فِي الصَّحِيفَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ خَيَارُ الْمُتَكَبِّرِ الَّذِينَ تَحْتَنُمْ
وَيُحِبُّونَكُمْ وَتَصْلُّونَ عَلَيْهِمْ وَيُصْلِّونَ عَلَيْكُمْ... إِنَّ

”منہاج السنۃ، ج ۳، ص ۱۸۹۔ تخت

جو اباد مطاع عن عثمانی

دُوام کی خبرگری کے لیے ایک شعبہ منہاج السنۃ میں ابن تیمیہ نے بغیر کی

سند کے ساتھ ابو قیس سے ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے اپنے دورِ خلافت
میں ہر قبیلہ کے لیے ایک ایک آدمی مقرر کیا ہوا تھا جو مخالف میں جا کر معلوم کرتا
کر کیا اس قبیلہ میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے یا نہیں؟ کیا اس رات میں کوئی نیاد فتح
پیش آیا ہے یا نہیں؟ یا کوئی ہمان قبیلہ میں فروکش ہوا ہے؟ وہ مذکورہ معلومات
لے کر ذفتر میں پہنچا اور ان کے نام جو ہٹر میں درج کرتا تاکہ ان کی ضروریات کا حکومت کی
طرف سے انتظام کیا جائے۔

قال البغوي حدثنا سعيد بن سعيد حدثنا همام بن اسحاق
عن أبي قيس قال كان معاویۃ قد جعل في كل قبیل رجالاً و كان
رجل متن ایکٹی ابایحی یصبح کل یوم فیدر على المجالس هل ولد
فیکم اللیلة ولد؟ هل حدث اللیلة حادث؟ هل نزل
الیوم بكم نازل؟ قال فیقولون نعم - نزل رجل من اهل الین
بعیالہ یسمونه و عیالہ فاذا فرغ من القبیل کله اتف
الدیوان فاوّع اسماء همرف الدیوان -
را) — منہاج السنۃ لابن تیمیہ، ج ۳، ص ۱۸۵۔

(۴) — البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۱۳۳۔ تخت نذکرہ معاویۃ
مطلوب یہ ہے کہ رعایا کے احوال کی خبرگری اور ہر قبیلہ کی ضروریات دریافت
کرنے کے لیے ایک مستقل ذفتر تھا۔ اس طریقے سے عوام کی ضروریات کا ہر ممکن
طریقے سے اہتمام کیا جاتا تھا۔

— ذکر رہ حوالہ جات کے ذریعہ سیڈنا معاویہ کی طرزِ زندگی اور سن
معاشرت واضح ہے۔ اکابرین امت کی ان تصریحات کے باوجود امیر معاویۃ
کے حق میں یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ ان کی عادات قیصر و کسری کی عادات و اطوار کے

موافق تھیں اور ان کی عملی زندگی اسی انداز میں بسر ہوتی تھی۔ سراسر نا انصافی ہے اور واقعات کے برعکس ہے۔ ان کے متعلق لوگوں میں تنقیر پھیلانے کے لیے یہ پروپیگنڈا ہے اور ناقابل انتباہ تاریخی مواد پر اعتماد کر کے یہ تصور پیش کیا جاتا ہے۔

عدل و انصاف پر حضرت سعدؓ کی شہادت

(۱) سیدنا امیر معاویہ
بڑے عادل اور منصف مزاج تھے وہ عوام کے حقوق کو احسن طریقہ سے ادا کرنے والے تھے۔ آپ کے حق میں سعد بن ابی قفاص فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کے بعد امیر معاویہ سے زیادہ خی کو پورا کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

— قال الليث بن سعد حدثنا بكير عن سعيد
ان سعد بن ابى قفاص قال ما رأيت أحداً بعد عثمان أقضى
بحق من صاحب هذا (اباب يعني) معاویة۔

(۲) — تاریخ الاسلام للذہبی جزء ثانی، ص ۳۲۱ تحت
ذکر معاویۃ۔

(۲) — البلايري ابن کثیر ص ۱۳۳، ج ۸ تحت ذکر
معاویۃ۔ طبع اول مصری۔

حضرت سعد بن ابی قفاص ان کبار صحابة میں سے ہیں جنہوں نے جنگِ جمل و صفين سے عزلت و علیحدگی اختیار کر لی تھی اور طرفین میں سے کسی ایک فرقی کی حمایت نہیں کی تھی۔ ان مناقشات میں آپ غیر جاندار ہے تھے
دول الاسلام، ج ۱، ص ۵۶۔ للذہبی۔

تحت خلافۃ علی بن ابی طالب)

انہوں نے حضرت معاویۃؓ کے منصفانہ کو دار کو اس طرح بیان کیا ہے کہ سیدنا عثمانؓ کے بعد انصاف کرنے اور حق ادا کرنے میں امیر معاویۃؓ کا بڑا مقام ہے۔
یہ شہادت بہت وضیٰ ہے۔ اس کے مقابلہ میں حضرت معاویۃؓ کے کوئی تفصیل پیدا کرنے والی روایات کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

الاعمش کی شہادت اسی طرح آنے والے حوالہ مندرجہ میں الاعمش رجو ثقہ تابعی ہے۔ اس میں عمر بن عبد العزیز مشہور منصف خلیفہ کے ساتھ تقابل پیش کر کے الاعمش فرماتے ہیں یہ علم و کرم میں نہیں بلکہ عدل و انصاف کے معاملہ میں حضرت امیر معاویۃؓ عمر بن عبد العزیز سے بڑھ کر تھے۔ اہل علم و فہم حضرات پر واضح ہے کہ اعمش وغیرہ حضرات کا زمانہ امیر معاویۃؓ کے دور کے قریب تھے۔ ان قریب زمانہ والے لوگوں کی شہادت بعد والی تاریخی روایات سے ہر کیفیت مقدم ہو گئی اور زیادہ معتبر ہو گئی۔ امیر معاویۃؓ کو ظالم و جائز وغیرہ ثابت کرنے والے تاریخی مواد کو مؤخر کیا جاتے گا اور ناقابل اعتماد منصور ہو گا۔

ایک دفعہ اعمش رسیمان بن مهران، کی مجلس میں حضرت عمر بن عبد العزیز اور ان کے عدل و انصاف کا ذکر ہے تو اعمشؓ نے فرمایا کہ امیر معاویۃؓ عمر بن عبد العزیز سے علم میں نہیں بلکہ خدا کی قسم عدل و انصاف میں فائٹ تھے۔

..... حدثنا محمد بن جواس حدثنا ابو هریثة المكتب

قال گنا عنده الاعمش فذكره واعمر بن عبد العزیز وعدله
 فقال الاعمش فكيف لوادها كتم معاویة قالوا في حلمه؟

قال لا والله بل في عدله۔

(۱) مہاج السنہ لابن تیمیہ، ج ۳، ص ۱۸۵۔

(۲) بـ المتن للذہبی، ج ۸ ص ۳۸ طبع مصر

امیر معاویہ کے حق میں ناصحانہ کلام اور ان کی خدمت میں حق گوتی کا مستلم

سیدنا حضرت امیر معاویہ کو بعض حضرات نصیحت فرماتے اور ان کے حق میں خیر خواہانہ کلام کرتے تو حضرت معاویہ کو یہ چیز پسند ہوتی تھی اور اسے بخوبی قبول کرتے تھے۔

(۱) ایک دفعہ ابو امامہ الباهی (صحابی)، امیر معاویہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے امیر المؤمنین آپ ہمارے چشمیں کے لیے اصل ہیں آپ صفات رہیں کے تو چشمیں کامیلا ہونا ہمیں ضرر نہ دیگا۔ اگر آپ میں تکددار در میلاد پن ہوگا تو ہمارا صفات رہنا ہمیں نفع نہ دے گا اور یقین جانیے کہ ستونوں کے بغیر خیریہ کھڑا رہیں رہ سکتا۔

..... اخبری العتبی قال دخل ابو امامۃ الباہلی علی
معاویۃ فقال يا امیر المؤمنین! انت رأس عیوننا فان
صفوت لم يضرنا كدر العيون وان كدرت لم ينفعنا صفونا
داعم انة لا يقم فساطط الابعد

رکناب المحتسب، ج ۹ ص ۳۹ تخت کلام معاویہ مطبوعہ
دائرۃ المعارف دکن۔ لامام اللغۃ والادب ابی بکر
محمد بن الحسن بن درید الازدي البصری۔ المتنی بغداد
سنتة رکعت (۱۳۷۰ھ)

(۱) اور امیر معاویہ کی خدمت میں "حق بات" لوگ روپر و کہتے تھے۔ امیر معاویہ اسے خندہ پیشانی سے ساعت فرماتے۔ ان کے دور میں حق گوتی مسلوب نہ تھی۔ ابن درید کی کتاب انہا سے ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمادیں۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ کو ایک آدمی کہتا کہ اے معادیہ!
اللہ کی قسم خود بخود ٹھیک رہیے ورنہ ہم آپ کو درست کر دیں گے تو امیر معاویہ فرماتے کہ کس کے ساتھ ٹھیک کرو گے تو وہ شخص کہتا کہ لاٹھی کے ساتھ یہیں کہ امیر فرماتے تو پھر ہم درست ہو جائیں گے"

— اخبرنا محمد قال اخبرنا معاذ عن دماذ قال اخبرني
ابو عبیدة قال ان كان الرجل ليقول لمعاوية و اللہ
لستقيمهن ياما وعیۃ او لنقو منك فیقول بما ذا؟ فیقول
بالخشیب فیقول اذَا نستقيم

(۱) کتاب المحتسب لابن درید المذکور، ج ۳ ص ۱۴۷ طبع

جید را بادر کن تخت کلام معاویۃ

(۲) سیر اعلام النبلاء للذہبی، ج ۳ ص ۱۰۲

تحت ترجمہ معاویہ

(۳) تاریخ الاسلام للذہبی، ج ۳ ص ۳۲۶

تحت معاویہ

جس طرح حضرت امیر عرب کے دور کا ایک واقعہ مشہور ہے، کسی نے ان کو کہا تھا اگر آپ درست نہ ہونگے تو ہم آپ کو تلوار کے ساتھ ٹھیک کر دیں گے۔ اسی طرح سیدنا امیر معاویہ کی خدمت میں لوگ حق بات کہتے تھے اور

راست گوئی کا حق ادا کرتے تھے حضرت امیر شری نے ان پر کوئی رکاوٹ نہیں
ڈال سکھی تھی ۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ :
اس دور کے معرض بزرگوں نے ”لوگوں کی زبانوں پر قل طھا کے جلد“
کا جو کہیں تیار فرمایا ہے وہ صحیح نہیں۔ اس کا روایاتی موارد بالکل ردی ہے
اور لائق اعتبار نہیں۔ تاریخ میں ہر اچھے آدمی کے متعلق اس قسم کا ردی
مواد فراہم کر لینا کچھ مشکل نہیں۔ خداوند کریم ”خذ ما صفا و درع ماکدر“ پر
عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتے۔

اسلامی خزانہ امیر معاویہؓ کے دور میں !

سیدنا امیر معاویہؓ کی خلافت کے دوران بیت المال کے منتقل کیا
نظریات تھے اور اس کے اموال کے مصارف کس طرح جاری ہوتے تھے ؟ ایر
معاویہؓ کے نزدیک بیت المال کی حیثیت کیا تھی ؟ یہ مسئلہ بہت کچھ تفصیل طلب
ہے لیکن اختصار کے پیش نظر ہے، چنانچہ ایک حوالہ جات اس کے لیے تحریر
کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)

ایک دفعہ جمعہ کے روز امیر معاویہؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ بیت المال
کا مال ہمارا ہے اور مال فی بھی ہمارا ہے جس شخص سے چاہیں ہم روک
سکتے ہیں۔ اس بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ دوسرے جمعہ میں اسی طرح
کلام فرمایا۔ پھر بھی کسی نے جواب نہ کہا۔ پھر تیسرا جمعہ میں جب امیر
معاویہؓ نے وہی بات فرماتی جو پہلے جمعہ میں ذکر کی تھی۔

فقام الیه رجل فقال کلا !

انما المآل مالنا و الفی فینا من حال بیننا و بینہ حاکمانہ
الی اللہ تعالیٰ باسیا ناقصی فی خطبته ثم لیما فصل
منزلہ ارسل للرجل فقالوا هلک ثم دخلوا فوجدو
جالسًا معده علی سریرہ فقال لهم ان هذا احیانی احیاء
اللہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول
سیکون من بعدی امراء يقولون فلا يرد عليهم مرتقاهم
فی النار وانی تكلمت اول جمیع فلم يرد علی
احد فخشیت ان اکن من هم ثم فی الجمعة الثانية فلم
يرد علی احد فقلت انى من هم ثم تكلمت فی الجمعة
الثالثة فقام هذا الرجل فرد علی فی احیانی احیاء اللہ
تعالیٰ -

— یعنی ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ اس نے (جمع کے سامنے) کہا کہ
اس طرح بات نہیں ہے بلکہ بیت المال کا مال ہمارا ہے اور فی
کامال بھی ہم سب مسلمانوں کا ہے جو شخص اس مسئلے میں حاصل ہوئے
گے کا اس کا فیصلہ ہم تواروں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ہاں پہنچائیں گے۔

— اس کے بعد امیر معاویہؓ خطبہ تمام کر کے جب اپنے مقام پر
پہنچے تو اس شخص کو بلا بھجا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ اس کو سزا ملے گی۔
لیکن جب اور لوگ پہنچے تو دیکھا وہ (خنگو) آدمی چار پانی پر امیر
معاویہؓ کے ساتھ باعزت انداز میں بیٹھا ہوا ہے۔

— اس وقت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ اس شخص نے گویا مجھے

زندہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ رکھے میں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ نے فرمایا تھا عنقریب میرے بعد امراء ہوں گے جربات کہیں گے ان کے جواب میں کوئی کلام نہ کر سکے گا۔ دہ آتش میں گریں گے.....

— میں نے پچھلے جمعہ میں کلام کیا۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ تو مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جن کا ذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ پھر درسرے جمعہ پر بھی کسی نے جواب میں نہ لو کا توجیہ ہوا میں ان میں سے ہوں گا۔ جب تیرے جمعہ میں میں نے بات کی تواں شخص نے کھڑے ہو کر ساف صاف جواب دیا تو^(۱) پیامبھے اس نے زندہ کر دیا (یعنی میں اس دعید زندگی سے پچ گیا)، اللہ تعالیٰ اس کو زندہ رکھے۔

(۱) تاریخ الاسلام للنہبی، ج ۲، ص ۳۲۲
تحت معاویۃ۔

(۲) تطهیر الجنان واللسان لابن حجر، ص ۲۷ میں
الصواعق المحرقة، مطبوعہ مصر طبع شانی۔

— اس واقعہ کے بعد ابن حجر کی^(۱) لکھتے ہیں کہ یہ بہت بڑی منقبت غلیم ہے جس میں حضرت معاویۃ المنور نظر آتے ہیں۔ اس دلستہ کے اس نوعیت کا واقعہ کسی سے منقول نہیں ہے۔

(۱) ... اور یقین جلینے کے امیر معاویۃ حضور علیہ السلام کے فرمودات پر خی الامکان عملدرآمد کرنے کے حریص تھے۔

(۲) ... اور اپنی حجگہ خالقت رہتے تھے کہ ان سے کوئی تجاوز زادہ

ادن از زیارت بھی نہ ہوتے پائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس معاملہ میں محفوظ کر دیا۔ ضمیم اللہ عنہ

(۲)

منہاج السنّہ میں باشدند کوہ ہے:

وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سَفِيَّانَ^(۱)
يَخْطَبُنَا إِنَّ فِي بَيْتِ مَالِكٍ فَضْلًا بَعْدَ عَطْيَاتِكُمْ وَإِنَّ قَاسِمَهُ بَيْنَكُمْ
فَإِنْ كَانَ يَا تَيْنًا فَضْلٌ عَامًا قَابِلًا قَسْمَنَا ^{أَعْلَى} عَلَيْكُمْ وَالْأَفْلَاعُ بَعْدَهُ
عَلَىٰ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِعَمَالٍ وَإِنَّهُ هُوَ مَالُ اللَّهِ الَّذِي أَفْأَدَكُمْ
عَلَيْكُمْ^(۲)

”یعنی عطیہ بن قیس کہتے ہیں کہ ایک بار امیر معاویۃ کو خطبہ دیتے ہوئے میں نے سُنا کہ ہر رہبے تھے اسے لوگوں کیمیں عطیات دینے کے بعد تمہارے بیت المال میں بعماں بچا ہوا موجود ہے اس کو میں تمہارے دریافت تقسیم کر دیں گا۔“

اگر آئندہ سال بھی زیادہ مال پہنچ گیا تو وہ بھی تم لوگوں پر تقسیم کر دیں گے۔ اگر نہ آیا تو ہم پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ یقیناً بیت المال کا مال میرا مال نہیں ہے۔ بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے جو اس نے تمہاری طرف لوٹا دیا ہے۔“

(۱) — منہاج السنّہ ابن ثہمی^(۱)، ج ۳، ص ۱۸۵، تحت

السبب السابع، بیان فضائل معاویۃ۔

(۲) — المنشق للنہبی، ص ۳۸۸ تحت شاد الامکہ علی معاویۃ
و حکمہ و سیرتہ ... الخ

(۳) — سیر اعلام النبلاء للنباری، ج ۳، ص ۱۰۰۔ تحت
ترجمہ معادیہ بن ابی سفیان۔

(۴)

ابن کثیرؓ نے ابن سعد کے حوالہ سے باسنہ نقل کیا ہے :-

... عن محمد بن الحكم ان معاویۃ لما احتضرا وصی
بنصف مالہ ان یردد الی بیت المال ... الخ

«یعنی امیر معادیہ پس بقب قرب المفات ہو گئے تو اپنے مال
متلاع کے متعلق وصیت کی کہ اس کے نصف کو بیت المال میں داخل
کر دیا جاتے۔»

- (۱) — حضرت امیر معادیہ کے ہاں دینی مسائل میں خن گوئی کا مسئلہ مت روک
نہیں تھا۔ ان کے سامنے حق بات لوگ کہتے تھے اور وہ اس کو تسلیم کرتے تھے۔
(۲) — بیت المال کے حق میں امیر معادیہ اسلامی نظریات کے نزافت نہیں
کیے ہوتے تھے بلکہ وہ اس مال کو اللہ اور مسلمانوں کا مال خیال کرتے تھے اور
اسلامی قوانین کے تحت اسے استعمال میں لاتے تھے۔

(۳) — آخری ایام میں انہوں نے اپنے مال و متلاع کے نصف حصہ کو بیت المال
میں جمع کر دینے کی وصیت کر دی تھیں ماکہ بیت المال کے معاملہ میں اگر کوئی
کوئی ایسی واقع ہوگئی ہو تو اس کی تملیقی ہو رہاتے۔ یہ کمال اختیاط کی علامت
ہے۔

— یہاں سے واضح ہو گیا کہ جو اعراضات لوگوں نے بیت المال کے
سلسلہ میں امیر معادیہ پر وارد کیے ہیں وہ درست نہیں۔

متفرض احباب نے تاریخ سے بیکار مواد فرمائیں فرما کر بیت المال کے متعلق کیسی
مرتب فرمایا ہے۔ اللہ انہیں خیر کی توفیق بخشے اور بہادیت نصیب فرما کر قبائلی
تحصیب اور خاندانی عناد سے محفوظ فرمائے صحابہ کرام کے حق میں سوہنی و بدگانی
سے بچا کر ہون ٹھن نصیب فرمائے جس کی بھیں نہ ہب اسلام نے تعلیم و تلقین کی ہے۔

مثالی شخصیت اور عمد معاشرہ

حضرت امیر معادیہ کے ساتھ جب سیدنا
حسنؑ نے سائکھہ میں خلافت کے بارے
میں صلح و مصالحت کر لی تو اس کے بعد امیر معادیہ تمام ممالک اسلامیہ میں واحد
خلیفہ تسلیم کر دیے گئے۔ ان کے دورِ خلافت میں دشمنان اسلام کے ساتھ جہاڑ فاقہم
رہا اور فتوحات ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کا کلہ بلند ہو رہا۔ اطراف ممالک سے
غناہم بیت المال میں پہنچنے لگے اور مسلمان راحت و آرام اور عافیت و انصاف و
عمل کی زندگی بس کرنے لگے۔

— امیر معادیہ کی خلافت کے ان حالات کو ابن کثیرؓ نے عبارت ذیل
میں ذکر کیا ہے :-

”وَاجْمَعَتِ الرُّوْعَايَا عَلَى بَيْعِتِهِ فِي سَنَةِ احْدَى وَارْبَعِينَ
كَمَا قَدْ مَنَافِلُهُ يُنْذَلُ مُسْتَقْلًا بِالْأَمْرِ فِي هَذَا الْمَدْنَةِ إِلَى
هَذَا السَّنَةِ سَنَةِ هِجْرَةِ النَّقْدِ كَانَتْ فِيهَا وِفَاتَهُ، وَالْجَهَادُ
فِي الْبَلَادِ الْعَدْقَ قَائِمٌ وَكَلِمَةُ اللَّهِ عَالِيَّةٌ وَالْعَنَاءُ تَرْدَ الْيَهُ
مِنْ أَطْرَافِ الْأَرْضِ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ فِي رَاحَةٍ وَعَدْلٍ
وَصَفْحٍ وَعَفْوٍ“

(البدایہ لابن کثیر، ص ۱۱۹، ج ۸ - تخت نہج

ذکر معاویہ بن ابی سفیان)

اور اس سے آگے چند صفحات کے بعد امیر معاویہ کے حق میں لکھتے ہیں:-

”اَنَّهُ كَانَ حَيْدَ السَّيِّرَةَ، حَسْنَ الْجَنَاحَزِ، جَمِيلُ الْعَفْوِ،

كثیراً ستر رحمة الله عليه۔

(البدایہ، رج ۸، ص ۱۲۶ - تخت ذکر معاویۃ)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ :

”وفضائل معاویۃ فی حسن السیرۃ والعدل والاحسان

کثیر تر“

”یعنی امیر معاویہ کے فضائل حسن سیرت اور عدل و احسان
کے اعتبار سے بے شمار ہیں۔“

(المقeti للذہبی، ص ۳۸۸، طبع مصر)

مندرجات بالا کی روشنی میں یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ
کی خلافت انصاف و صداقت پر مبنی تھی اور عدل و انصاف کی آئینہ دار تھی۔

اس میں اسلامی قوانین رائج تھے جس کی وجہ سے عوام بہ طرح ملکہ تھے حضرت
امیر معاویہ کی قائم کردہ عدالتوں میں اسلامی قوین کا پورا پورا اخراجم کیا جاتا تھا اور

مسائل کا اسلامی آئین کے مطابق کیا جاتا تھا۔ امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں
اسلامی قوانین کی بالادستی ختم کر دینے کا پر دیکنہ جنناقدین کی طرف سے کیا جاتا

ہے وہ تاریخ کے ردی موارد سے تایلیف شدہ ہے اور اصل و اتفاقات کے بالل
برکس ہے اور امت کے اکابرین کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ

حافظ ذہبی حافظ ابن کثیر^۲، حافظ ابن تیمیہ^۲ وغیرہ اکابر علماء نے اس مسئلہ کی خوب

وضاحت پیش کر دی ہے کہ امیر معاویہ کے دور میں آئین شرعی و قوانینِ اسلامی
کو ختم نہیں کر دیا گیا بلکہ عدل و انصاف قائم تھا اور عوام کے ساتھ احسان اور
حسن سلوک کا معاملہ جاری و ساری رہتا تھا۔

— اس کے بعد اب وہ عنوانات ذکر کیے جاتے ہیں جن میں حضرت علیؓ
کے خاندان اور امیر معاویہ کے خاندان کا قرب اور تعلق معلوم ہو گا۔

حضرت امیر معاویہ اور ان کی جماعت

حضرت علیؓ اور ان کے خاندان کی نظر میں

— قبل ایں عرض کیا گیا ہے کہ اس دور کے اشرار و مفسد عناس کی کاڑتائیوں
کی وجہ سے مرکز اسلام (نیفہ شاہنشاہ) کو ایک سازش کے تحت ختم کیا گیا۔ اس کے
بعد مسلمانوں میں دو طبقے بن گئے۔ ساتھ ساتھ تشریع ناصر بھی پیدا شدہ اختلاف
کو ہوا دینے کے لیے منقسم ہو کر شاہی رہے۔ ایک دوسرے کے حق میں غلط فہمیا
پھیلائی گئیں۔ تباہ زعده فیہ چیزوں میں کئی قسم کی بدگانیاں نشر کر کے شدت پیدا کر
دی گئی جو آخر کار جنگ و قتال پر منتج ہوئی اور جمل و صفين ہی سے مکح فرسا و اتفاقات
پیش آتے۔

یہاں ان واقعات کے علی و اسباب اور جنگی امور کی تفصیلات اور ان کے
نتائج دعوا قتب پر بحث منظور نہیں۔ اس وقت یہی عرض کرنا مقصود ہے کہ
طرفین میں ان شدید قسم کے تباہیات پیش آئے کے باوجود یہ حضرات ایک
دوسرے کے حق میں کیا نظر پر رکھتے تھے؛ اور کیا حکم لگاتے؟ اور ایک دوسرے
کوکس نگاہ سے دیکھتے تھے؟ کیا ان بزرگوں کے دل میں ایک دوسرے کے حق

ل بعض و عناد بھرا ہوا تھا ؟ یا ایک دوسرے کو داہم شمن خیال کرتے تھے ہمیکہ
میں لوگ ان حالات پر صدیوں گزر جانے کے باوجود آج بھی امیر معاویہ کو سب
تھم سے نوازتے رہتے ہیں میکہ عدم ایمان اور منافقت و فتن کا الزام لگاتے ہیں اور
ن کے حق میں سو عطن رکھنا اور بدگمانی پھیلانا فرضِ مصیبی خیال کرتے ہیں۔
— حالانکہ جن حضرات کا باہم وقتی اختلاف ہوا تھا انہوں نے یہ سب
ٹھیک کر دیا ان کی مصالحت ہو گئی اور عام الصلح کے بعد تو تنازعات بالکل ہی ترک
دیتے گئے۔

عنوان بالا کو واضح کرنے کے لیے اس مقام میں چند ایسی چیزوں پیش کی جاتی
ہیں جن سے حضرت علی اور ان کی اولاد کے نظریات امیر معاویہ کے حق میں اور
ن کی جماعت کے حق میں بن طور پر علوم ہو سکیں گے۔ اس کے لیے زیل میں حضرت
علی المرضی اور ان کے خاندان کے فرمودات اور واقعات ایک ترتیب سے

اہ تو لمصالحة یعنی حضرت علی المرضی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان رشکہ، میں صلح و
صالحت ہو گئی تھی۔ اہ علم کی تسلی کے قلیل سی عبارت درج ذیل ہے:-

— و فَهَذَا الْسَّنَةُ (رشکہ) جوْتَ بَيْنَ عَلَى وَمَعَاوِيَةَ الْمُبَاوِنَةَ بَعْدَ
مَكَابِيَاتٍ يَطْوُلُ ذِكْرَهَا عَلَى وَضْعِ الْحَرْبِ بَيْنَهَا وَإِنْ يَكُونُ مَلْكُ الْعَرَاقِ لِعَلِيٍّ
وَلِمَعَاوِيَةِ الشَّامِ - وَلَا يَدْخُلُ أَحَدٌ هَا عَلَى صَاحِبِيِّ عَلِيٍّ بِعِيشٍ وَلَا غَارَةٍ
وَلَا غَزْوَةٍ وَأَمْسَكَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَنْ قَتْلِ الْآخِرِ وَبَعْثَ
الْجَيْوِشَ إِلَى بَلَادِهِ وَإِسْتَقْرَارَ الْأَمْرِ عَلَى ذَالِكَ ॥

(۱) — تاریخ ابن جریر طبری، ج ۲، ص ۳۲۰، طبع دمشق۔

(۲) — المدایر ابن کثیر، ج ۲، ص ۳۲۲، بحول ابن جریر حضرت سنکہ

پیش خدمت ہیں ان پر غور فرمائیں :-

امیر معاویہ اور ان کے ساتھی سب مومن تھے ان میں سے فوت شدہ آدمی کے لیے غسل، کفن، دفن اور جنازہ کیا گیا

(۱) — سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت علی المرضی اپنے مقام
استراحت سے باہر تشریف لاتے۔ عدی بن حاتم الطائی آپ کے ساتھ تھے
قبیلہ طی کا ایک مقتول آدمی پڑا ہوا تھا حضرت علی کی جماعت کے لوگوں نے
اسے قتل کر دیا تھا تو اس کو دیکھ کر عدی کہنے لگے کہ افسوس ! کل یہ مسلمان تھا،
آج کافر ہو کر مر اپڑا ہے تو حضرت علی ہنسنے فرمایا ٹھہرئیے ریعنی فتوی میں
جلدی نہ کیجیے)۔ یہ کل بھی مومن تھا، آج بھی مومن ہے۔ (ریعنی ہمارے مقابل
ہو جانے سے بے ایمان نہیں ہوا، مومن ہے)۔

— ... عن سعد بن ابراهیم قال خرج على بن ابی طالب ذات يوم ومعه عدی بن حاتم الطائی فاذارجل من طی قتيل قد قتلته اصحاب علی فقال عدی يا ويح هذا كان امس مسلماً واليوم كافراً فقال على مهلاً كان امس مومناً دهو اليوم مومن ...

(۱) — تاریخ ابن عساکر کامل، ج ۱، ص ۳۲۰، طبع دمشق۔

(۲) — تلمیص ابن عساکر، ج ۱، ص ۳۲۰، لابن بدران عبد القادر

تلميذ ابن عساكر، رج ۱، ص ۳۷ طبع اول، لابن بدران
باب ما ورد من اقوال المتصفين فمیں قتل من اہل الشام
بصفین -

علوی ارشادات کے ذریعہ صاف معلوم ہوا کہ جن کا حضرت علیؑ سے اگرچہ مقابلہ کسی وجہ سے ہو گیا وہ مومن تھے، ایماندار تھے۔ ان کا غسل، لفون و فن، جنازہ سب صحیح تھا اور حضرت علیؑ نے کیا تھا۔ ان کو مومن نہ جاننا حضرت علیؑ کی نافرمانی ہے اور ان کے طریق کے خلاف ہے۔

صفیین کے مقتولین کا حکم حضرت علیؑ کے فرمان سے
یعنی سب جنتی ہں

— جنگ صفين حضرت علی المرضي اور حضرت امير معاویہ کی جماعتوں کے درمیان ماہ صفر ۳ھ میں پیش آئی۔ اہل فساد اپنے مذموم مقصد را فراق و انتشار میں کامیاب ہو گئے۔

دولوں حضرات اپنی اپنی مجتہدانہ راستے کی بنا پر قفال کے ترتیب ہوتے ہیں لیکن
قال میں شرعی حدود سے متجاوز نہیں ہوتے۔ مثلًاً قفال سے ہٹنے والے کے درپر
قتل نہیں ہوتے۔ قیدیوں کو قتل نہیں کیا۔ کسی عورت کا پردہ نہیں اٹھایا۔ کسی شخص
کا مال نہیں لوٹا۔ جس نے ہتھیار ڈال دیئے اس کو امان دے دی۔ مقتول کے ہتھیار
اور لباس نہیں آتا رے کسی مرد مسلمان کو غلام نہیں بنایا، نہ کسی عورت مسلم کو لڑکی
قرار دیا اور فرقین کے اموال کو مال غنیمت نہیں سمجھا وغیرہ۔

— ان احکامات کے لیے مندرجہ ذیل مقامات ملاحظہ فرماؤں :-

بن احمد المشهور بابن بدران الذهبي، باب ما ورد
من اقوال المنصفيين في من قُتِلَ من أهل الشام
بصفتين -

(۲) مکھل کہتے ہیں کہ امیر معاویہ کے ساتھیوں میں سے جو قتل ہو گئے تھے ان کے متعلق حضرت علیؑ سے خود حضرت علیؑ کے ساتھیوں نے سوال پیش کیا۔
”حضرت علیؑ نے فرمایا ”وہ مومن ہیں۔“

”... محمد بن راشدٍ عن مكحول أن أصحاب عليٍّ سأله
عن من قتلوا من أصحاب معاوية قال هم المؤمنون“
وفي رواية عن من قتل بصفين ما هم؟ قال هم المؤمنون“

^{۱۰}) — تاریخ ابن عساکر کامل، ج ۱، ص ۳۳۰ طبع دمشق

اب مذکور

—منهاج السنّة لابن تيمية، ج ٣، ص ٦١ -

— المتنقى للذمي، ص ٣٣٥ طبع مصرى -

(۴) — عقبہ بن علقمہ الیٹکری کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ صفين کی جنگ پر حاضر تھا حضرت علیؑ کی خدمت میں امیر معاویہ کے ساتھیوں میں سے پہندرہ عذر قیدی قید کر کے لاتے گئے۔ ان میں سے جرفت ہو گیا اس کو غسل دیا گیا، لفڑ دیا گیا اور اس پر حضرت علیؑ نے نماز جنازہ پڑھی۔

قال عقبة بن علقة البشمرى شهدت مع على عليهما السلام
يام صفين فأتى بخمسة عشر سيراً من اصحاب معاوية
فكان من مات منهم غسله وكفته وصل عليهما السلام

- (۱) المصنف لابن ابی شیبہ، ج ۳ قلمی، پیر حبند اسناد، ص ۱۰۸ - باب الجمل
 (۲) فتح القدیر شرح ہدایہ، ج ۳، ص ۳۱۶ - باب البغا طبع مصر
 (۳) نصب الرایہ للزملیعی، ج ۳، ص ۳۶۳ - باب البغا

(۴) الاخبار الطوال للدینوری الشیعی، ص ۱۵۱ - تخت و قعده الجمل طبع مصر
 یہاں سے معلوم ہو گیا کہ یہ یا ہمی قتال کس نوعیت کا تھا؟
 — اس کے بعد حضرت علی المرتضیؑ کی طرف سے وہاں کے مقتولین کے
 لیے باعتبار انجام کے فیصلہ ملاحظہ فرمائیں حضرت علی المرتضیؑ سے سوال کیا گیا کہ جو
 اس جنگ میں مارے گئے ان کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ ہمارے اور معاویہ کی جماعت
 کے مقتولین بنت میں جائیں گے۔ اخ

..... سئل علیؑ عن قتال یوم الصفين فقال قتلانا و قتلوا هر
 في الجنة وسيصيروا أحراراً وإلى معاویة ﴿

- (۱) المصنف لابن ابی شیبہ، ج ۳ ص ۳۶۰ - ۱۰ قلمی پیر حبند
 سندھ، باب ما ذکر فی الصفين -

- (۲) مجمع الزوائد للهیشی، ج ۹، ص ۳۵۰ - بحوار المطبرانی
 باب ما جاء فی معاویة بن ابی سفیان -

- (۳) کنز العمال، ج ۶، ص ۸۰ - تخت و قعده الصفين
 طبع اول -

- (۴) رسیرا علام النبلا للذہبی، ج ۳، ص ۹۵ - تذکرہ
 معاویۃ

حضرت علیؑ کے فرمان کی روشنی میں شر کا جمل صفين کا درجہ

اس عنوان کے تحت یہ چیز پیش کی جاتی ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ
 حضرت علیؑ المرتضیؑ کو قتال کی نوبت ہنچی ہے (مثلًا معرکہ الجمل و الصفين میں شرکیہ
 ہونے والے حضرات) تو ان کے متعلق حضرت مرتضیؑ نے کیا اظہار خیال فرمایا ہے؟
 (حدان کو کس درجہ میں شمار کیا ہے؟ تو اس مسئلہ میں حضرت موصوفؑ کا بیان یہ ہے
 حضرتؑ سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ لوگ مشرک ہیں جن سے آپ نے جنگ کی ہے
 حضرت علیؑ نے فرمایا نہیں وہ مشرک نہیں۔ وہ تو شرک و کفر سے فرار ہو کر مسلمان
 ہوتے پھر عرض کیا گیا وہ منافق ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، منافق بھی نہیں، منافق
 غدار کو کم یاد کرتے ہیں پھر سوال ہوا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ اور کیا درجہ
 ہے؟ اس وقت حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے ہمارے
 لاث زیارتی کی۔

..... سئل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و هو
 القدوة عن قتال اهل البغی من اهل الجمل و الصفين
 امشركون هم ؟ قال لا ! من الشرک فرروا - فقیل امناقین ؟
 قال لا ! لات المناقین لا يذکرون الله الا قليلاً - قيل له
 فنا حاليصر ؟ قال اخواننا بعواعیلينا ﴿

- (۱) المسنّد لابن ابی شیبہ، ج ۳، ص ۱۰۳ - اثر المرتضیؑ
 باب الجمل قلمی در کتب خانہ پیر حبند اسناد

(۲) — السنن الکبیری للبیوقی، ج ۸، ص ۳، ۱۔ کتاب
قتال اہل البغی طبع دکن۔

(۳) — الجامع لاحکام القرآن (تفہیم القرطبی) جلد سادس
ص ۳۲۳ تھت آیۃ فاصلہ وابین انجیکم۔ سُورۃ
جرات، پارہ ۲۶۵۔

تنبیہ: اہل علم کی اطلاع کے لیے عرض ہے حضرت علیؑ کا یہ فرمان بے شمار مذکورہ (اخواننا بَغْوَا عَلَيْنَا) یعنی یہ ہمارے بھائی ہیں جو ہمارے خلاف ہو رہے ہیں، اپنی اپنی تصانیف میں درج کیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر عرض ہے کہ تفہیم سورة جرات میں ہے۔ روایات کی کتابوں میں جمل و صفیں کے تحت لکھن اس کی تشریع اگر حضرت علیؑ کے دیگر اقوال کی روشنی میں کی جاتے تو بہت مناسب ہوگی اور طویل بحثوں میں پڑنے کی حاجت ہی نہ رہے گی۔ وہ اس طرح ہے کہ اسی جمل و صفیں کے قتال کے موقع پر بعض لوگ حضرت علیؑ کی طرفاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جعفر صادق عؑ سے روایت کیا ہے۔ وہ اپنے والد کرتے ہوتے ان کے ساتھ مقابلہ پر آنے والے لوگوں کے حق میں غلوکرنے لگے حضرت امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ پسے مقابلین رحمیل و صفین (الله یعنی کفر کی نسبت کرنے لگے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ایسا مت کہو۔ کوئی کلمہ بخیر یہی کہو، فرمائے لگے کہ ان لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف بیارت کی ہے۔ اور ہم نے یہ گمان کیا ہے کہ انہوں نے ہمارے خلاف بغاو
کا (پس اس پر قتال ماقع ہوگا)۔

.... جعفر بن ابیہ ان علیاً علیہ السلام لم یکن
ینسب احداً من اهل حریبہ الى الشرک ولا الى النفاق و
لکن یقول هم اخواننا بَغْوَا عَلَيْنَا۔

رسالہ فرب الاسناد لعبد اللہ بن جعفر الحمیری الشیعی،
ص ۵۴۔ من علماء القرن الثالث طبع قدیم یاہرنا:

نابوزرعة عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال سمع
علیؑ یوم الجمل او صفین رجلاً يغلو ف القول يقول اللکفر
قال لا تقولوا فانہم زعموا انا بغینا علیهم وزعمنا انهم
بغواعلیینا۔

— ابن تیمیۃ الحنفی نے سند اسحق بن راہبوبی سے باسند اس روایت

بغی کے مفہوم کی وضاحت حضرت علیؑ کی زبانی

کو بانفاظِ نزیل نقل کیا ہے۔

”.....سفیان عن جعفر بن محمد عن ابیه قال سمع
علیٰ یوم الجمل دیعه الصفین رجلاً يغلو ف القول فقال لا
تقولوا الاخيراً انما هم قوم زعموا اتابغینا عليهم و
نعملنا انهم بغو اعدينا فقاتلناهم“

(۱) — تاریخ ابن عساکر کامل، جلد اول، ص ۲۲۹

طبع دمشق - سن طباعت ۱۴۱۵ھ

(۲) — تہذیب ابن عساکر لابن بدیان، ج ۱، ص ۳۴

باب ما ورد من اقوال المنصفین فمیں قتلہ
اہل الشام بصفین -

(۳) — منہاج السنّۃ لابن تیمیہ، ج ۳، ص ۶۱ تھا

طرح حل ہوا کہ ”اخواننا بغو علیہما“ میں ”اخوت دینی“ مراد ہے اور بغی سے

و لما قال السلف ان اللہ امر بالستفصال فـ ”بغافت الغوی“ مراد ہے یعنی نیباتی اور حدستے تجاوز کرنا، طلب کرنا، غیرہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم فسبیم الرافضة... اور اصطلاحی بغافت مقصود نہیں ہے۔ اس کے متعلق مندرجہ بالا روایات

(۴) — المتفق للدہبی، ص ۳۳۵ طبع مصر ۱۴۰۰ھ بطور قرینیہ کے ہم نے عرض کر دی ہیں۔

۱۴۰۰ھ

تکفیر کی بنا پر نہیں قتال کر رہے اور نہ اس وجہ سے قتال کر رہے ہیں کہ
وہ ہماری تکفیر کرتے ہیں (یہ بات نہیں ہے) بلکہ بات یہ ہے، ہم
بکھتے ہیں کہ یقیناً ہم حق پر ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ یقیناً وہ حق پر ہیں۔
”... جعفر عن ابیه ان علیاً علیہ السلام کان يقول
لأهل حربہ ان المُنَقَّاتُ مُنْعَلِمٌ عَلَى التَّكْفِيرِ لِمَحْرُولِهِ مُنَقَّاتُ
عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا وَلَكُنَّا أَنَا عَلَى الْحَقِّ وَرَأَيْنَا انْهُم
عَلَى الْحَقِّ“

(قرب الاسناد بعبدالله بن جعفر المخیری الشیعی بنعیم رسائل دیگر
از علماء القرن الثالث، ص ۳۵ طبع ایران - قلیلی طبع)

— مختصر یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے فرمودات کی روشنی میں مسئلہ اس
طرح حل ہوا کہ ”اخواننا بغو علیہما“ میں ”اخوت دینی“ مراد ہے اور بغی سے
و لما قال السلف ان اللہ امر بالستفصال فـ ”بغافت الغوی“ مراد ہے یعنی نیباتی اور حدستے تجاوز کرنا، طلب کرنا، غیرہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فسبیم الرافضة... اور اصطلاحی بغافت مقصود نہیں ہے۔ اس کے متعلق مندرجہ بالا روایات

وجہ یہ ہے کہ ”بغافت اصطلاحی“ اس کو کہا جاتا ہے کہ ایک خلیفہ برحق

کے خلاف کسی شخص کا اپنی راستے اور تاویل کی بنا پر کھڑے ہونا۔ اور حضرت
اور اس کی تائید ان کی معتبر کتب سے پیش کرتے ہیں تاکہ سُنّی و شیعہ اجلیٰ علیٰ توکی خلیفہ کے بااغی نہ تھے۔ پھر بھی فرماتے ہیں کہ ان کا لگان ہے کہ ہم نے
دونوں فریضی کو اس مسئلہ پر غور و خوض کرنے کا موقعہ دستیاب ہو جائے۔
ان پر بغافت کی۔ تو معلوم ہوا کہ مذکورہ کلمات میں بغافت شرعی یا اصطلاحی
مراد نہیں بلکہ لغوی معنی مقصود ہیں۔

خلاصہ کلام

حضرت علی المرتضیؑ حضرت امیر معاویہ کو مشرک نہ جانتے تھے، نہ منافق تھے

اب ہم اس مطلب کو شیعہ بذرگوں کی روایت کے ذریعہ بختم کرتے ہیں
اور اس کی تائید ان کی معتبر کتب سے پیش کرتے ہیں تاکہ سُنّی و شیعہ اجلیٰ علیٰ توکی خلیفہ کے بااغی نہ تھے۔ پھر بھی فرماتے ہیں کہ ان کا لگان ہے کہ ہم نے
دو نوں فریضی کو اس مسئلہ پر غور و خوض کرنے کا موقعہ دستیاب ہو جائے۔
... امام جعفر صادقؑ نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے۔ محمد باقرؑ

فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیؑ اپنے اہل حرب رجن سے ان کو
قتال کا سامنا ہوا، کے حق میں فرماتے تھے کہ ہم ان سے ان کی

تھے، نہ کافر کہتے تھے، نہ فاسق کہتے تھے بلکہ

(۱) — ہر ایک فرقی دوسرے فرقی کو دینی برادری قین کرنے کے بعد ایک دوسرے پر تجاوز کرنے یا زیادتی کرنے کا مگان کرتے تھے راس سے زیاد سمجھنہیں)۔

(۲) — ہر ایک طبقہ اپنے آپ کو حق پر خیال کرتا تھا اور دوسرے کو باخچ جانتا اور خطاب پر مگان کرتا تھا۔ (اسی نقطہ نظر پر قبال واقع ہوا) اور اسی کو اجتہادی خطاب سے تعمیر کیا جاتا ہے۔

(۳) — حضرت علیؓ نے (ان بروگ شہزادی حلالات کے باوجود) یہ حصوصی فرمان جاری کر رکھا تھا کہ ہمارے مقابلین کے حق میں ”کلمہ نیز“ کے بغیر بالکل لب کشائی نہ کی جاتے لا تقولوا الاخيراً (یعنی ان کے حق میں بہتر بات کے سوا کچھ نہ کہو) کا اعلان کیا ہوا تھا۔ جیسا کہ اوپر گذر رکھا ہے۔

مسئلہ ہذا کو مشہور شاعر حآلی مرحوم نے اپنی تصنیف مسند للہ میں ایک صحیح انداز میں تسلیم کیا ہے۔ یہاں اس کے صرف دو شعر ناظرین کے یہے پیش کیے جاتے ہیں۔

اگر اختلاف ان میں باہم درگرتھا تو بالکل مدارس کا اخلاص پر تھا جھگڑتے تھے لیکن نجھٹوں میں شر تھا

خلاف، آشتی سے خوش آئندہ تر تھا
(مسند حالی، ص ۲۵)

مسئلہ کی تتفق

شرح موافق کی عبارت میں تماٹ

(یہ بحث اہل علم کے لیے مناسب ہے)

جب مسئلہ بعی و اور بغاوت کا سامنے آیا ہے تو یہاں پر بعض شبہات کا انزال ہو جاتے تو بہتر ہے بعض مصنفوں کی عبارات اس مقام میں موسم ہیں، غلط فہمی کا ان سے اندازیہ ہوتا ہے۔ مثلاً:

— شرح موافق میں امامت کے مباحث المقصد السایع میں حضرت علیؓ کے معارضین کے حق میں علماء کے اقوال نقل کرتے ہوئے شارح نے درج کیا ہے۔
”وَمِنْهُمْ مَنْ ذَهَبَ إِلَى التَّقْسِيْقِ كَالشِّيْعَةِ وَكَثِيرٌ مِنْ أَصْحَابِنَا“

شرح موافق، ج ۸ صفحہ ۳۷۔ بلیغ مصری تھت
المقصد السایع

اب اس کے جواب کے لیے امام ربانیؓ کا مکتوب پیش خدمت ہے جس سے اصل مسئلہ واضح ہتا ہے اور دیگر علماء کے اقوال بھی ملاحظہ ہوں۔

اولاً

— امام ربانیؓ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:-

— دلائیل شارح موافق گفتہ کہ بسیارے از اصحاب ما

برآں اندکہ آں متنازعت از روئے اجتہاد نبودہ مراد از اصحاب
کلام گروہ را داشتہ باشد اہل سنت برخلاف آں حاکم اند
چنانکہ گذشت و کتب القوم مشحونتہ بالخلاف الاجتہادی کما صرح ہے
الامام الغزالی والقاضی ابو بکر وغیرہما پس تفسیق و تضییل در حق
محاربان حضرت امیر جائز نباشد... الخ

(ملکربات امام ربانی، ص ۲۴۳-۲۴۲، ج ۱، ذقرائل
حصہ چہارم، مکتبہ ۲۵۵، طبع قدیم نول کشور یکم
طبع جدید لاہور، ص ۶۸-۶۹، حصہ چہارم، سختمان
نوکمپنی لاہور) -

یعنی یہ بات جو شارح موافق نہ ذکر کی کہ ہمارے لوگوں میں سے
بہت لوگ اس طرف ہیں کہ حضرت علیؑ و حضرت معاویہؓ کا باہمی تنازع اجتہاد
کی بناء پر نہیں تھا ان سے کون گروہ مراد ہیں جیسا کہ گذر پڑکا ہے کہ اہل سنت
نے تو اس کے خلاف حکم دیا ہے اور اس مسئلہ کو خطاب اجتہادی قرار دینے پر
 تمام قوم کی تصانیف پر ہیں۔ امام غزالیؑ، قاضی ابو بکر، ابن عزی وغیرہ معلماء نے
تصریح کر دی ہے کہ بناء پر حضرت علیؑ کے علاط جنگ کرنے والوں کے حق میں فتنہ و
ضلالت کا حکم لکانا جائز نہیں۔

۲ اس بحث کو فردی منصل دیکھنا کسی اہل علم کو مسلوب ہو تو کتاب التہیہ
ابرشکور سالمی تھت قولِ السابع صفحہ ۱۶۸ ارطبع لاہور ملاحظہ فرمادیں، ابوالکوہ
سالمی نے دلائل کے ساتھ ان لوگوں سے فتنہ کی نظر کی ہے۔

۳ اور علامہ تفتازانی نے شرح المقادد البحث السابع، میں اہل صفين
کے متعلق تصریح کی ہے کہ ویسوا کفاراً ولا فسقة ولا ظلمة لمالهم من

التاویل داں کان بالخلافیۃ الامر انہم اخطاؤ افی الاجتہاد
وذلك لا يوجب التفسیق فضلاً عن التکفیر ولهذا منع
علیٰ اصحابہ من بعنه اهل الشام فقال اخوانا بعواعلینا "إذ
شرح المقادد، ص ۲۲۲، ج ۲، بحث سابع

اتفاق اہل الحق طبع استنبول،

۳ — اسی طرح ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں بیان خلافت علیؑ کے تحت
لکھا ہے : شد کان معاویۃ خطیاً الی انه فعل ما فعل عن تاویل فلم
یصریبہ فاسقاً۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۲ طبع معتبرانی دہلی)

یعنی حضرت علیؑ کے مقابلہ میں امیر معاویہؓ نے جو کچھ کیا وہ تاویل کی بناء پر تھا۔
وہ مخللی ہیں لیکن فاسقی نہیں۔

— مختصر یہ کہ مجدد الف ثانی ابو شکور سالمی تفتازانی، ملا علی قاری وغیرہم
کبار علماء نے اہل صفين کے حق میں فتنہ اور ظلم کی نسبت کرنے کی نظر کر دی
ہے۔ فلایہ اہل شارح مواتف کا ذکر قول تحقیق کے خلاف ہے اور
تسامی پر محمول ہے۔

(عافاہ اللہ تعالیٰ)

ثانیاً

بعض فقہاء نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں "جو راوی جائز"
کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

ہدایہ جلد ثالث کتاب ادب القاضی میں مندرجہ ذیل عبارت پائی
جاتی ہے۔

”ثُمَّ يَحْوِزُ الْمُقْلَدَ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَائِرِ كَمَا يَحْوِزُ مِنَ الْعَادِلِ
لَا تَنْصَبُ الصَّاحِبَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ تَقْلِدُهُمْ مِنْ مَعَاوِيَةٍ وَالْحَنْفَى
كَانَ بِيَدِ عَلَىٰ فِي نُوبَتِهِ - اس مضمون کے تحت فتح القديرین
ذکور ہے کہ هذا تصريح بحور معاویة“

— اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے ایک توبہ چیز ذکر کی جاتی ہے کہ یہ
کی عبارت میں لفظ رفی نوبتہ) مخالفت کے اعتراض کے جواب کے لیے کافی ہے
اس لیے کہ ہمارے نزدیک بھی حضرت علیؑ کی زندگی میں خلافت حضرت علیؑ کی صیغہ
اور امیر معاویہ کی خلافت صحیح نہیں، بلکہ خطاء اجہادی پر محمول ہے اور امیر معاویہ
اس مسئلہ میں مجتہد ہیں (المجتهد قد يخطى ويصيّب)
دوسری یہ چیز ہے کہ اس کی شرح فتح القديرین ذکورہ الفاظ رفی نوبتہ
بحور معاویہ کے متصلًا بعدیہ عبارت موجود ہے جس سے اغراض رفع ہو سکتا ہے
وہاں لکھا ہے :-

”وَالْمَرَادُ فِي خَرْوَجِهِ لَا فِي أَقْضِيَتِهِ ثُمَّ اَنْمَى يَتَمْ إِذَا ثَبَّتَ اَنَّهُ
وَلِالْقَضَاءِ قَبْلَ تَسْلِيمِ الْحَسْنَةِ وَ اَمَّا بَعْدَ تَسْلِيمِهِ فَلَا“
فتح القدير شرح ہدایہ، ج ۵، ب ۴۹۳ معنیاتیہ

کتاب ادب الفاضلی (طبع مصر)

نیز اس مسئلہ کا حل امام ربانی مجدر الفتن ثانیؓ نے اپنے مندرجہ ذیل مکتوب میں
کر دیا ہے، بشرط انصاف وہ کافی وافی ہے۔ ذیل میں اس کو بعدینہ ذکر کیا جاتا
ہے، ملاحظہ فرمادیں :-

”أَنْجِدَ رَعْبَارَاتٍ لِعُضُّهُ ازْفَهَ الْفَطْحَ جُورَ رَحْقَ مَعَاوِيَةَ وَاقِعَ شَدَّهُ
إِسْتَ وَكْفَتَهُ كَانَ مَعَاوِيَةً إِمَامًا جَاتَ أَمْرَادًا زَجَورَ عَدَمَ حُكْمَتَ خَلَاتَ

او در زمان خلافت حضرت امیر خواہ بود نہ جو ریکہ کا کش فقط وضلالت
ست تابا قول اہل سنت موافق باشد۔ مع ذالک ارباب استقامت
از ایمان الفاظ موبہم خلاف مقصود اجتناب می نمایند و زیادہ
برخطا تجویز نہی کنند کیفیت یکون جائز اور قدصع ائمہ کان اما اعادل افی حقوق
اللہ و فی حقوق المسلمين کافی الصوابع“

دیکھو بات امام ربانی طبع قدم نول کشور بختور ہص ۲۳، ج ۱۔
مکتوب دو صد و پنجاہ و سیم (۲۵۰) بنام مولانا محمد شرف
دفتر اول حصہ چہارم - نوریتی لاہور ہص ۶۹-۶۸

”یعنی بعض فہمائی کی عبارات میں امیر معاویہ کے حق میں جو ریا امام جائز
کا کلمہ استعمال ہوا ہے تو اس سے مراد ہے کہ حضرت علیؑ کے دو
خلافت میں امیر معاویہ کی خلافت ناخی اور غیر صحیح تھی۔ جو رسمیہ یہ راد
نہیں ہے جس کا انعام فتن و ضلالت ہوتا ہے تب یہ مسئلہ اہل بنت
کے اقوال کے موافق ہو گا نیز اس قسم کے موبہم القاب جو مقصود کے
خلاف ہوں استعمال کرنے سے ارباب استقامت اجتناب کرتے
یہی خطاء اجہادی سے زیادہ کچھ نہیں تجویز کرتے، امیر معاویہ کس
طرح جائز میں حالتکہ وہ امام برحق تھے اور حقوق اللہ اور حقوق اہل
اسلام کے حق میں عادل تھے، جیسا کہ صوابع محقرہ میں منقول ہے۔

فرقہین دینی معاملہ میں متفق و محتد تھے

دونوں حضرات (حضرت علیؑ و امیر معاویہ) دین و مذہب کے اعتبار سے
ایک تھے۔ ان میں دین و مذہب کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں تھا۔ یہ چیز ہم

اہل اشتنہ والجماعۃ کے نزدیک توصلات میں سے ہے لیکن شیعہ کو معتبر کتابوں میں بھی یہ مشہدہ اس طریقہ سے درج ہے کہ حضرت علیؑ اور اہل صفیں کے درمیان جو ماجرا پیش آیا تھا اس کو علی المرضی نے بھروسہ اکاذب و اطراط ملک میں نشر کرایا فرمایا کہ ہمارا اور اہل الشام کا مقابل ہوا ہے حالانکہ نلا ہربات ہے ہمارا رب ایک ہے ہمارے نبی ایک ہے۔ اسلام میں ہماری دعوت دینی ایک ہے اللہ تعالیٰ کے ساختہ ایمان لانے اور اس کے نبی کی تسلیت کرنے میں نہیں ان سے زیادہ ہیں، زوہبم سے زیادہ ہیں پس ان کا اور ہمارا دینی معاملہ بالکل ایک جیسا ہے کوئی فرق نہیں گہر خونِ عثمانؓ کے بارے میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہو گیا ہے۔ حالانکہ تم اس سے بربی الذمہ ہیں۔

— وَمِنْ كِتَابِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِتَبَةُ الْأَمْصَارِ
يَقْتَصِّ فِيهِ مَا جَرِيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِ صَفَّيْنِ وَكَانَ بِدَأْ
أَمْرَنَا إِنَّا التَّقَيْنَا وَالْقَوْمَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرَانِ رَبَّنَا
وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ ،
لَا نُتَزَيِّدُ هُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالْتَّصْدِيقِ بِرَسُولِهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُتَزَيِّدُ وَنَا وَالْأَمْرُ وَاحِدٌ
إِذَا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دِمْ عَثَمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بِرَآءٌ ۝

(۱) نُجُجُ الْبَلَاغَةِ، كِتَابُ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أَهْلِ
الْأَمْصَارِ، ج ۴، ص ۱۱۳ طبع مصری، مع
حوالی عبیدہ۔

(۲) درة النجفية، شرح نُجُج الْبَلَاغَةِ، ج ۳۲ طبع
قديم ایرانی تحت تبن المذکور۔

امیر معاویہ اور ان کی جماعت کو سب و شتم کرنا حضرت علی المرضی کے مطابق منوع ہے

یہ دونوں فریتی مذہب کے اعتبار سے ایک جماعت ہیں اور دین اسلام کی جیشیت سے ایک چیز ہیں۔ ان حضرات کا باہمی کچھ فرق نہیں۔ صرف ایک دو چیزوں میں رائے اور فکر کا اختہاری اختلاف ہے یعنی قتل عثمانی اور قاتلان عثمان کے متعلق ہے تھا۔

اس بنا پر حضرت علی المرضی کی خدمت میں جب بھی اپنے مقابل فرق پر یعن طعن کا مسئلہ پیش ہوا تو اپنے اپنے حماسیوں کو اس شیعہ فعل سے برداشت منع کر دیا اور بار بار منع کیا۔ ذیل میں اس کی دضاحت ملاحظہ کریں۔

عبداللہ بن صفوان کہتے ہیں کہ جنگ سنین کے روز ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ شام والوں پر یعنی حضرت علی المرضی نے اس کو فرمایا کہ شام کی جماعت کو مت سب و شتم کر دیجیا اہل شام میں ابدال ہیں۔ روئین بار اسی طرح فرمایا۔

”عن عبد الله بن صفوان قال قال رجل يوم صفين اللهم
العن اهل الشام قال فقال على لاتسب اهل الشام جماغفيراً“

فان بها البدال فان بها البدال فان بها البدال“

(۱) — المسنف لعبد الرزاق، ج ۱۱ ص ۲۳۹۔ باہم۔

(۲) — التاریخ لابن عساکر کامل، ج ۱ ص ۲۲۳، مطبوعہ

دمشق، باب النہی عن سبب اہل الشام،

(۳) — البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۲۰۔ باب ذکر معاویہ بن

ابن سفیان و ملکہ۔

— شریح بن عبید ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ علی المرضی کی خدمت میں اہل شام کا ذکر ہوا اور لوگوں کی طرف سے کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین! شام والوں پر لعنتی ہیجے۔ آپ نے فرمایا "بانقل نہیں، میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائے کہ شام میں ابدال ہونگے اور چالیس شخص ہونگے۔ ایک الگ فوت ہو باتے گا تو اس کی جگہ دوسرا مقرر ہوگا۔" لخ

• "عن شریح بن عبید قال ذکرا اهل الشام عند علی و قیل العزم
یا امیر المؤمنین قال انی سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
الابدال یکونون بالشام و هماربعون رجلًا كلّمات رجل
ابدل اللہ مكانه رجلًا... الخ

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص ۵۸۲-۵۸۳۔ بحوالہ الحمد باب

ذکر اہل البیان والشام۔

(۲) مجمع الزوائد و مجمع الفوائد لنزار الدین البیشی، ص ۴۲،

ج ۱، باب ماجاد فی الابدال و انہیم بالشام۔

حضرت علیؑ کے یہ چند اقوال اپنی کتابوں سے پیش کیے ہیں۔ اس کے بعد حضرت علیؑ کے فرمانیں شیعہ احباب کی کتب سے تحریر کیے جلتے ہیں۔

شیعہ کتب سے نامید

چنانچہ ایک دفعہ حضرت علیؑ کے ساتھیوں نے صفين کے مقام میں جنگ کے دوران امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو سب و شتم اور عن طعن کرنا شروع کر دیا۔ یہ حضرت علیؑ نے سُن یا تو اس بات سے فوراً منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے بیٹے اس چیز کو برا جانتا ہوں کہ تم درشامِ دینے والے اور عن طعن کرنے والے بن جاؤ۔ لیکن

اگر تم ان کے اوصاف و اعمال کو ذکر کرتے تو یہ اچھی بات ہوتی۔ اور ان کو سب کرنے کی جگہ تمہیں یوں کہنا چاہیے کہ اے اللہ!

۱۔ ہم کو اور ان کو خونریزی سے محفوظ فرا۔

۲۔ اے اللہ، ہم دونوں فرقیوں کے درمیان اصلاح و درستگی فرا!

۳۔ اے اللہ! راستہ سے بھلکے ہوتے لوگوں کو ہم ایت نصیب فرا۔

حتیٰ کہ حق سے ناقف لرگ حق بات کو پچان لیں اور تجاوز اور زیادتی سے باز آجائیں جو اس میں حرص کیے ہوتے ہیں۔

اول — ہنچ البلاغہ کی عبارت زیل میں یہ ضمرون ملاحظہ کریں ۔۔

"وَمِنْ كَلَامِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ سَمِعَ قَوْمًا مِّنْ أَصْحَابِهِ

يَسْبَرُونَ اهْلَ الشَّامَ أَيَامَ حِربِهِمْ بِصَفَّيْنِ إِذْ أَكْرَهَ لِكْرَانَ تَكُونُوا

سَبَابِينَ وَلَكَتَكُمْ لَوْ وَصْفَتُمْ أَعْمَالَهُمْ حِرْزَ ذَكْرَتْمَ حَالَهُمْ كَانَ

أَصْوَبَ فِي الْقَوْلِ وَأَبْلَغَ فِي الْعَذْرِ وَقَلْتُمْ مَكَانَ مِسْكَمَ إِيَّاهُمْ

اللَّهُمَّ احْقِنْ دَمَاءَنَا وَدَمَائِهِمْ وَاصْلُحْ ذَاتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ

وَاهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالِهِمْ حَتَّىٰ يَعْرِفَ الْحَقُّ مِنْ جَهْلِهِ وَ

يُبَرِّئُنَّ عَنِ الْغَيْرِ وَالْعَدُوَانَ مِنْ لِبْجِ بَهِ" ۚ

ہنچ البلاغہ، ج ۱، ص ۲۰۳۔ تحقیق من کلام رأ

علیہ السلام فی النبی عن سب اہل الشام طبع مصری۔

دوم — مشہور شیعی مورخ احمد بن داود ابوحنیفہ الدینوری المتوفی ۷۸۵ھ

نے اخبار الطوال میں یہی مرتضی فرمان مفصل لفظ کیا ہے۔ اہل علم کی نسل کے لیے بعینہ عبارت حاضر خدمت ہے۔

"... وَبَلَغَ عَلَيْهِ (۱۴) أَنْ جَعْزَبَنْ عَدَیِ وَعُمَرَوْبَنْ الْحَسَنِ

يظہران شتم معاویۃ ولعن اهل الشام فارسل الیہما ان
کفاؤما بیلغنی عنکما فاتیاہ فقلالیا امیرالمؤمنین! السنۃ
علی الحق؟ وهم علی الباطل، قال بلی! ورب الکعبۃ المسدّۃ
قالوا فیلم تمتنا من شتمم ولعنم؟ قال کرہت لکھان
تکونوا شتا مین، لعائین، ولكن قولوا اللہم احقن دمائنا و
دمائیم واصلح ذات بیننا و بینھم و اهدھم من
ضلالتم حتی یعرف الحق من جھله ویرعوی عن الغی من
لجمبھے۔

(الاخبار الطوال للدينوری اشیعی، ص ۱۴۵-تحت ذمة)

الصفین - طبع القاهرہ مصر

ویعنی مطلب یہ ہے کہ صفين کے موقعہ پر حضرت علیؑ کے ساتھیوں جمیں
عدن، عمردن الحمن وغیرہ نے امیر معاویہ کو سب و ثم کرنا اور اہل شام کو لعن
لعن کرنا شروع کر دیا۔ حضرت علیؑ کو حب معلوم ہوا تو انہوں نے ان کو فڑ
آدمی بھیج کر فرمان جاری کیا کہ اس سب و شتم لعن طعن سے رک باو تو وہ
دولوں حضرت علیؑ کے ہاں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ آئے امیر المؤمنین کیا ہم حق
پہنچیں؟ اور وہ باطل پنہیں؟ حضرت علیؑ نے فرمایا یہ تھیک ہے ربت
کعبہ کی قسم! پھر وہ کہنے لگے آپ ہم کو ان کو سب اور لعن کرنے سے کیوں
منع کرتے ہیں؟ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں تمہارے گالی دینے والے
لعن کرنے والے بننے کو مکروہ جانتا ہوں بلکہ تم لوں کہو کر آے اللہ ہم
دولوں فرقی کو خوزریزی سے بچاے اور ہمارے درمیان اصلاح فرمائے
اور ان کو ان کے بھٹک بانے سے بداریت فرمائی کہ حق سے ناواقف حق با

کو پچاں لے اور زمانع کرنے والا شخص جبکہ نے سے باز رہ جاتے:

(الاخبار الطوال للدينوری اشیعی، ص ۱۴۵-تحت ذمة)

وقعة الصفين - طبع القاهرہ مصر

سوم — شیخ ابو جعفر الطوسی شیعی نے "الامالی" میں حضرت علیؑ کی اپنے درستوں
کو وصایا اپنے کی میں اور ان وصیتوں میں یہ مسئلہ درج ہے کہ حضرت علیؑ فرماتے
ہیں کہ "میں تم کو نماز کی وصیت کرتا ہوں نکوٹہ کی وصیت کرتا ہوں،
... . . جہاد کی وصیت کرتا ہوں اور اپنے بنی کے اصحاب کے متعلق
تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان کو سب و شتم مت کرنا"

"... . . واوصیکم بالصلوة والذکرۃ والجهاد
... . . او اوصیکم يا صاحب بنتیکم لا تسبوهم الخ"

(الامالی شیخ الطوسی اشیعی، ص ۱۳۶، ج ۲)

طبع بخط اشرفت (زراق)

حضرت امیر معاویہ کو برا بھلا کئے والے لوگ حضرت علیؑ کے ان فرمودات پر
نظر کریں اور ان کے طریق کا ریغور سے توجہ کریں۔ اس کے بعد اپنے روایت کے متعلق سوچیں
کہ کہاں تک درست ہے؟ حضرت معاویہ کی مدد و معاونت میں کہیں وہ حضرت علیؑ کے فرمان
کے بااغی تو نہیں بن گئے؟ اور عمل و کردار کے اعتبار سے ان کے نافرمان تو نہیں ہو گئے؟

حضرت امیر معاویہ کے ساتھ حضرات حسین کا

صلح اور سمعیت کرننا اور تواریخات کو ختم کر دینا

— اُس دور کے مفسدین مثلاً عبد الدین سبا وغیرہ کی کارتنیوں کے تلاعج

کی وجہ سے مسلمانوں میں اگرچہ جملہ صفحیں کے واقعات پیش آجکے تھے تاہم حضرت علی المرتضیؑ کی وفات کے بعد حضرت سیدنا حسنؑ نے حضرت امیر معاویہؓ سے سلواد مصالحت کر کے بعیت کر لی۔ یہ باہمی مصالحت وصلح تبی اقدس سلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پیش گوتی کے موافق ہوئی تھی۔ فرمان نبوی تھا کہ ابنی ہذا سید سیصلہ اللہ بہ نین الفتیین العظیمتین من المسلمين یعنی یہ میرا بیٹیا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دفعظیم جماعت کے درمیان صلح کرا رے گا۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۳۵۶۔ باب مناقب الحسن والحسین)

ادھر حضرت سیدنا حسینؑ بھی اپنے برادر حضرت حسنؑ کے ساتھ متفق ہو گئے۔

”مسئلہ خلافت“ امیر معاویہؓ کے سپرد کر دیا۔ امّت اسلامیہ کی خیرخواہی کے پیش نظر و قیمتی مناقشات تختم کر دیئے۔ اور اتحاد و اتفاق کا راستہ ہموار کر دیا۔

— یہ واقعہ اسلامی تاریخ کے مسلمات میں سے ہے۔ اہل الشّریعت دو نبیوں جانب کے علماء اس کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ کوئی مختلف فیہ مسئلہ نہیں ہے۔

صرف ناظرینِ کرام کے الہمیان قلب کے لیے دونوں فرقیوں کی بعض شہروں کتابوں سے چند ایک مختصر حوالے پیشِ خدمت کیے جاتے ہیں۔

اہل الشّریعت کی کتابوں سے

(۱) — مشہور مورخ خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ جزء اول میں سن ۴۰ کے تحت (حس کو عام الجماعة یعنی اجتماع کا سال کہا جاتا ہے) بھاہی کہ سوادِ عراق کے علاقہ میں انبار کے پاس حضرت سیدنا حسن و حضرت سیدنا امیر

معاویہ جمع ہوتے۔ دونوں حضرات نے مصالحت وصلح کر لی حضرت حسنؑ نے امیر معاویہؓ کو خلافت پسپرد کر دی یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر یا ماہ جمادی الاولیٰ سکھہ میں پیش آیا تھا۔

”وفیها (سنة الجماعة) اجتمع الحسن بن علي بن ابی طالب ومعاویہ فاجتمعاً بمسکن من ارض السواد و من ناحیة الانبار. فاصطحبا و سلم الحسن بن عليٰ إلی معاویہ وذالک في شهر ربیع الآخر و فی الجمادی الاولیٰ سنة احدی واربعین“

زنایخ خلیفہ بن خیاط، ص ۱۸۰۔ ج ۱ تخت

سلکھہ (عام الجماعة)

(۲) — حاکم نیشاپوری نے مستدرک میں درج کیا ہے کہ ”امیر معاویہ کے ساتھ حضرت حسنؑ نے صلح کی۔ معاملہ خلافت ان کے سپرد کر دیا اور معاهدے اور شرائط پیش کر کے خلافت کی بعیت کر لی۔“
”فصل الحسن معاویہ وسلم الامر لہ و بايعة بالخلافۃ علی شرط و وثائق... الخ۔“

(المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۳)، تخت

مصالحہ الحسن و معاویہ

(۳) — ابو نعیم اصفہانی اور یقینیؓ نے لکھا ہے۔ ”خیلہ کے مقام پر یہ مصالحت دونوں حضرات کے درمیان ہوتی ہے۔ اور امام حسنؑ نے اس موقع پر فرمایا کہ اگرچہ وہ (یعنی خلافت) میراث بھی ہے تو بھی میں نے اہل اسلام کی بہتری اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لیے ترک کر دیا۔“

”... ترکتہ لمعاویۃ ارادۃ اصلاح المسلمين و حقن دمائُهم“

(۱) — اسنن البخاری، ج ۸، ح ۳، المتن بقول ابی البنی

(۲) — علیہما الاؤیاد لابی نعیم الصفیانی، ج ۲، ح ۳، تذکرہ

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب -

صلح ہذا اور اس بیعت کے واقعہ کو متعدد علمائے ذکر کیا ہے۔ مثلاً

— الاستیعاب لا بن عبد البر ج ۳، ح ۸، م ۳۔ تذکرہ ذکر معاویۃ معہ الداہر

— اسد الغارہ، ص ۳۸۶۔ ذکر معاویۃ بن ابی سیان

— الاصابہ، ج ۳، ص ۳۱۳۔ مسہ الاستیعاب، ذکر معاویۃ

— تخفیض ابن عساکر لا بن بدراں، ج ۳، س ۲۲۰۔ غیرہ

مسئلہ اپنے اک شیعہ کتب سے تایید و تصدیق

امیر معاویۃ کا حضرت امام سین کے ساتھ صلح و مساحت کر کے بیعت کرنے کو شیعہ علماء دعویٰ شد کہ اس نے پروردہ طور پر کیا ہے جس بعادت دیرینہ اس قدر اضافہ فرا دیا کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ بامرِ محبوری تھا اور تلقینہ فرمایا تھا۔

اب ابی علم کی تسلی کے لیے حوالہ جات کی بعضیہ عبارت پیش نہ رکھتے ہے۔

حضرت امیر معاویۃ نے اپنے ہاں شام میں حضرت حسن و حضرت حسین اور

حسن بن سعد بن عبادہ الفزاری کو خطوار سال کر کے بلوایا۔ یہ حضرات شام میں پہنچی،

اجازت ہوئی، اندرون شریف لاتے اور خطیب لوگوں کو (محلس میں) تیار کیا گیا تھا۔

امیر معاویۃ کہنے لگے کہ آئے حسن! اٹھیے اور بیعت کیجیے حضرت حسن اٹھے اور

بیعت کی۔ پھر حضرت حسین کو فرمایا کہ اٹھیے اور بیعت کیجیے! حضرت حسین بھی اٹھے

اٹھے اور بیعت کی۔ اسی طرح پھر قیس بن سعد کو کہا۔ الخ“

”... فقال يا حسن! قم فبايْعَ - فقام فبايْعَ - ثم قال

للحسين عليه السلام، قصر فبايْعَ فقام فبايْعَ - ثم قال يا قيس!

قم فبايْعَ فالتفت الى الحسين عليه السلام ينظر ما يأْمره

قال يا قيس أَتَّهُ أَمَايِّ“

(۱) — رجال کشی رایو عمر کشی تحت تذکرہ قیس بن سعد

بن عبادہ، ص ۴۷، طبعہ بنڈ بیٹی - وطبعہ طهران

طبع جدید، ص ۱۰۲ -

(۲) — کتاب بخار الانوار ملاباقر مغلبی، ج ۱۰، ص ۱۲۲ -

۱۲۳ - باب کیفیت مصالحة الحسن بن علی طبع

قیم ایرانی -

اور فروع کافی کتاب الرہبة میں یہ مسئلہ عبارت ذیل ہے:-

— عن ابی جعفر قال واتھ اللہ للذی صنعتہ الحسن بن علی

علیہ السلام کان خیروالھذہ الامۃ متناطعت علیہ الشیخ

(۳) — فروع کافی، ج ۳، ص ۱۵۳۔ کتاب الرہبة طبع

لکھتو۔ فروع کافی، طبع جدید طهرانی پیغم ترجمہ

فارسی، ج ۲، ص ۲۵۶ -

— اور ملاباقر نہ کوہہ بالا رہا بابت کاترجمہ بالفاظ ذیل لکھتے ہیں کہ

”یعنی کلینی بنڈ معتبر از حضرت امام باقر روایت کردہ است کہ

صلح کی حضرت امام حسن بامعاویۃ کردہ برائے ایں امت بہتر بود

از دنیا و ما فیہا“

(۲) — جلاء العیون، ملاباقر مجلبی، ص ۲۹۲ - دریان
صلح امام روم بامعاویہ -

مطلوب یہ ہے کہ سیدنا حسنؑ نے جو امیر معاویہ سے صلح کی تھی دا
امت کے حق میں تمام جہاں سے بہتر تھی۔

تبذییہ

نیز یہ مسئلہ شیعہ کی معتبر کتابوں کے ذیل متنات میں اپنی اپنی عبارات
کے ساتھ درج ہے۔ اب علم رجوع فرماسکتے ہیں۔

(۱) — مقابل الطالبین لابی الفرج اصفہانی، قدم طبع ہس ۲۸۔ ذکر

الخبر فی بیعت بعد وفات امیر المؤمنین و تسليم الامر الى معاویۃ -
طبع بیروت، ص ۳۴۔ جلد اول۔ تحت الصلح -

(۲) — اتحاج طبری، قدم طبع ہس ۱۳۸-۱۵۶-۱۵۷۔ تحت احتجاج
علی من انکر علیہ مصالحة معاویۃ -

(۳) — الامالی للشیخ الطوسی، ج ۲، ص ۱۸۰، ۱۸۳، ۱۸۹۔ مجلس
یازدهم، صفر ۳۵ھ بخط اشرف -

(۴) — بخاری الانوار، ج ۱۰۔ ملاباقر مجلبی، طبع اول قمی، ج ۱۰.
ص ۱۱، ۱۱۱، ۱۱۲۔ تحت علۃ مصالحة الحسن بن علی۔ الخ

سیدنا حسینؑ کا فرمان

شیعوں کے ایک تفضیلی قدم مؤرخ راحمد بن ابی داؤد الدینوری (شیعی)
المتوفی ۲۸۲ھ نے اپنی مشہور کتاب اخبار الطوال میں امیر معاویہ کے ساتھ
حضرت سیدنا حسینؑ کی بیعت کو بڑے عمدہ انداز میں درج کیا ہے۔ ناظرین

کرام کے اطمینان کے لیے حضرت حسنؑ کی بیعت سے الگ ہم اسے پیش کرتے ہیں
تاکہ دونوں برادران کا نظریہ اس مسئلہ کی خاطر پوری وضاحت سے سامنے
آبائے۔

— دینوری نے لکھا ہے ایک صاحب (حجر بن عدی) حضرت علیؑ کے
خاص ہمیوں میں سے تھے حضرت حسنؑ کی امیر معاویہ کے ساتھ صلح و مصالحت
ہو جانے کے بعد وہ مُصر تھے کہ ان سے جنگ کرنی چاہیے لیکن حضرت حسنؑ جنگ
پر آمادہ نہ ہوتے پھر انہوں نے حضرت حسینؑ کو اس جنگ و فقال کے لیے آمادہ
کرنا چاہا تو حضرت امام حسینؑ نے ان کی راستے کے جواب میں یہ فرمایا کہ امیر
معاویہ سے ہم نے بیعت کر لی ہے اور ان سے بھارا معاہدہ ہو چکا ہے اب
اس بیعت کو تور ڈالنے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے۔
«.... فَقَالَ الْحَسِينُ أَنَا فَدَيْ يَا يَعْنَا وَ عَاهَدْنَا وَ لَا سَبِيلْ
إِلَى نَفْضِ بَيْعَنَا»

الاخبار الطوال لاحمد بن ابی داؤد الدینوری الشیعی،
ص ۲۶۔ بحث مبایعۃ معاویۃ بالخلافۃ وزیادہ
بن ابیہ۔ طبع القاہرہ مصر بن طباقۃ سن ۱۹۶۰ھ

مزید مرآں

مصالححت کے بعد بھی حضرت سیدنا حسینؑ کے متعلق ایک واقعہ شیعہ مورخین
نے تحریر کیا ہے اس سے بھی حضرت امیر معاویہ کے متعلق سیدنا حسینؑ کا نظریہ
بنجی و واضح ہوتا ہے۔ دینوری شیعی کہتے ہیں کہ امیر معاویہ کی خلافت کے دران
ان کے مدینہ کے حاکم نے انہیں یہ خبر دی کہ حسین بن علیؑ اپ کی خلافت کے خلاف

کچھ کرنا پاہتے ہیں۔ اس پر امیر معاویہ نے حضرت حسین کو خط لکھا کہ فتنہ پر دار
لوگ آپ کو غیر ملئی اور بے آرام کرنے کے درپے ہول تو اس بات سے اقتضان
فرمایا ہے۔

ان حالات میں حضرت حسین نے امیر معاویہ کو جواب لکھا کہ:
”آپ کے ساتھ ہمارا جنگ و قتال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں اور
نہ بی مخالفت کرنے کا قصد ہے۔“

مؤذنین کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا حسن و سیدنا حسین دونوں بزرگوں نے
امیر معاویہ کی تمام زندگی میں حضرت امیر معاویہ سے کوئی بُعْدی بات اور زاپد
چیز نہیں دیکھی۔ امیر معاویہ نے حضرت حسین کے ساتھ جو شرائط طے کئے تھے ان
میں سے کسی شرط کو ضائع نہیں کیا۔ اور کسی احسان اور بھلائی کی بات کو تبدیل
نہیں کیا۔

”... فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْحَسِينُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا أَرِيدُ حَرِبَكَ
وَلَا الْخِلَافَ عَلَيْكَ، قَالَوا أَوْلَادُ الْمُحَمَّدِ وَالْحَسِينِ طَوْلُ
حَيَاةِ مَعَاوِيَةَ مِنْهُ سُوَا فِي النَّفَرِ مَا وَلَا مَكْرُوهًا— وَلَا
قَطْعَ عَنْهُمَا شَيْئًا مَمْتَانٌ كَانَ شَرْطُ لِهِمَا وَلَا تَغْيِيرٌ لِهِمَا
عَنْ بَرِّ“

رالأخبار الطوال لأحمد بن داودابن حنيفة
الدينوري الشيعي - ص ۲۲۵ - بحث بين

معاویہ و عمر بن العاص طبع قاهرہ مصر

مندرجات بالاسے واضح ہوا کہ:

(۱) سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت امیر معاویہ سے جب

بیعت کر لی اور ان سے معاہدہ کر لیا تو نقشہ عہد کا خیال تک نہیں کیا۔ نہ
کسی قسم کی مخالفت پیدا کی۔

(۲) — امیر معاویہ کی درست خلافت میں سیدنا حسن و سیدنا حسین نے ان
سے کوئی بُرائی اور مکروہ چیز نہیں دیکھی۔

(۳) — حضرت حسین شریفین کے ساتھ جو شرائط حضرت معاویہ نے طے کیے
تھے امیر معاویہ نے ان کا اتفاق کیا۔ ان کو ضائع اور بے ارادہ نہیں کیا۔

(۴) — امیر معاویہ نے حسین کو میں کے ساتھ احسان اور سلوك صحیح طریقہ
سے جاری رکھا، اس میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں کیا۔

مختصر یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ کے حق میں یہ الزام صحیح نہیں ہے کہ
انہوں نے حسین کے حقوق کو غصب کر لیا تھا اور شرائط صلح کو ختم کر دیا اور بنوہاشم
اور آل بھوی کے ساتھ بدسلوکی روکا کھی۔ اس وجہ سے یہ حضرات امیر معاویہ کے ساتھ
تشاد و عناد رکھتے تھے۔ مذکورہ بالا بیانات دینوری شیعہ مورخ کے ہیں۔ یہ بزرگ
شیعہ ہے اور طبری و حبزی وغیرہ بیانوں سے قیم ہے۔ اس نے اس مسائل
کو اپنے بیانات بالا کے ذریعہ خوب حل کر دیا ہے۔ امید ہے کہ منصف طبائع
اس کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ اور بعد کے مؤذنین کی راستے قابل اتفاقات
نہیں سمجھیں گے۔

امیر معاویہ کی خلافت کے دوران

بنی هاشم کا عملی تعاون

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہاشمی حضرت

حضرت عثمانؓ سے عملی تعاون کرتے تھے چنانچہ اس نوع کے چند واقعات بحاجت ہیں جنہیں حضرت عثمانؓ میں درج کیے گئے ہیں اب حضرت سیدنا امیر معاویہ کی خلافت میں بھی بنی ہاشم کی طرف سے انتظامی امور میں عملی تعاون کے چند ایک واقعات زیرِ تحریر لائے جاتے ہیں۔ ان واقعات سے اہل فہم والوں اس کا پسند حضرات ائمہ فوائد و نتائج خود مرتب کر سکتے ہیں۔

مدینہ طلبیہ میں ہاشمی قاضی (عبداللہ) حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے ذریعہ مروان بن الحکم کو مدینہ شریف کے علاقہ کا حاکم مقرر کیا۔ مدینہ طلبیہ کے لیے شرعی قاضی کی ضرورت تھی تو مروان نے حضرت عبد اللہ بن الحارث بن نوبل بن الحارث بن عبد المطلب ہاشمی بزرگ کو مدینہ شریف، کافاشی مقرر کیا۔ اس سے قبل مدینہ میں قاضی نہیں تجویز کیا جاتا تھا۔ اسی بناء پر بعض لوگ کہتے تھے کہ مدینہ میں عبد اللہ بن الحارث، رہاشمی، پہلے قاضی تھے۔

طبقات ابن سعد میں ہے :-

”..... عن أبي الغيث قال سمعت أبا هريرة لما ذكرى
مروان بن الحكم المدينة لمعاوية بن أبي سفيان سنة
اثنتين وأربعين في الامرة الأولى استقضى عبد الله
بن الحارث بن نوبل بن الحارث بن عبد المطلب بالمدينة
فسمعت أبا هريرة يقول هذا أول قاضٍ رأيته في
الإسلام“

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۱۰۱ طبع یمن
تحت ذکر قشم بن عباس بن عبد المطلب۔

(۲) کتاب نسب قریش، ص ۲۶، تحت ذکر اولاد
عباس بن عبد المطلب۔

(۳) اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۹۸ اتنکر کہ قشم بن عباس

- (۱) — تاریخ طبری، ج ۶، ص ۹۸ تخت ۵۲
 (۲) — اسد الغابہ، ج ۳، ص ۲۶۹ تخت عبد اللہ بن نوبل
 بن الحارث بن عبد المطلب طبع تہران

غزوات میں ہاشمی غازی قشم بن عباس و امام حسینؑ

(۱) — حضرت قشم بن عباس بن عبد المطلب ہاشمی صفار صحابہؓ میں سے ہیں۔ یہ سیدنا حسین بن علیؑ کے رضاعی برادر تھے حضرت امیر معاویہؑ کے دورِ خلافت میں چہار کی خاطر خراسان کے غالقہ میں تشریف لے گئے پھر غزوہ سمرقند پر آیا۔ اس غزوہ میں حضرت عثمان بن عفان کے سا جزادے سید بن عثمان جریل تھے۔ ان کی مانعیت میں غزوہ اہدا میں شرکیہ ہوتے اور سمرقند میں شہادت پاک رفت ہوتے۔

”..... قال ابن سعد غزوة قشم بن عباس خراسان عليهما
سعید بن عثمان بن عفان قال الزبيدي بن يكاش
سار قشم أيام معاوية مع سعید بن عثمان إلى سمرقند
فاستشهد بهما“

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۱۰۱ طبع یمن
تحت ذکر قشم بن عباس بن عبد المطلب۔

(۲) کتاب نسب قریش، ص ۲۶، تحت ذکر اولاد
عباس بن عبد المطلب۔

(۳) اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۹۸ اتنکر کہ قشم بن عباس

(۳) سیر اعلام النبلا للذہبی، ج ۲، ص ۲۹۶۔ ذکر
قشم بن عباس۔

اور شیعہ علماء نے بھی لکھا ہے کہ قشم بن عباس پاشمی مطلبی حضرت علیؑ کی طرف سے مکہ مکرمہ پر ولی و حاکم مقرر تھے۔ پھر حضرت علیؑ شہید ہو گئے۔ (کچھ مدت کے بعد) امیر معاویہ کے زمانے میں غزوہ سمندر میں شرکیب جہاد ہو کر شہید ہوتے۔
”وَاسْتَشْهَدَ بِسُمْدَرْ قَنْدَ فِي زَمْنِ مَعَاوِيَةٍ“

شرح بخش البلاغہ لابن عثیمین البحانی الشیعی، ج ۵، ص ۴،
جلد خامس، طبع جدید طہران۔ تعلیم عنوان تین من
کتاب لہ علیہ السلام ای قشم بن عباس وہو عالمہ
علی مکتبہ۔

(۴) مولیعین نے بصراحت لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں سیدنا حسین بن علیؑ، امیر معاویہ کی خدمت میں آمد و فتح رکھتے تھے۔
ہدیے اور عطیے وصول کرتے تھے جیسا کہ عنقریب اس پر حوالہ جات پیش ہو رہے ہیں، مزید یہ چیز عرض ہے کہ اس دور کے غزوات میں اور جنگی ہمومی میں بھی بخوبی شرکیب و شامل ہوتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت حسینؑ کو کوئی انقباض و اختناک نہیں تھا۔ امیر وقت کے ساتھ ان کا یہ عملی تعامل تھا اور انتظامی امور میں بشرح صدر امداد تھی۔ اس میں کسی مجبوری و مفہومی کا کوئی دخل نہیں تھا۔ اب اہل تاریخ کی بعضیہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) ”وَوَفَدَ عَلَى مَعَاوِيَةَ وَنَوْجَدَ غَازِيًّا إِلَى الْقَسْطَنْطِنْطِينِيَّةِ فِي الْجَيْشِ الَّذِي كَانَ اَمِيرًا يَزِيدَ بْنَ مَعَاوِيَةَ“

(تہذیب تاریخ ابن عساکر، ج ۳، ص ۳۱۱۔ تذکرہ
حسین بن علیؑ)

(۱) البدایہ لابن کثیر جلد ۳ میں ہے :-

وَلَمَّا تَوَفَّى الْحَسَنُ كَانَ الْحَسَنُ يَفْدَ إِلَى مَعَاوِيَةَ فِي
كُلِّ عَامٍ فَيُعْطِيهِ وَيُكْرِمُهُ وَقَدْ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ غَزَوا
الْقَسْطَنْطِينِيَّةَ مَعَ إِبْنِ مَعَاوِيَةَ يَزِيدَ فِي سَنَةِ أَحَدٍ وَ
خَمْسِينَ شَهْرًا“

(البدایہ، ص ۱۵۱-۱۵۰ جلد ۳، تذکرہ خود حسن بن علیؑ
الى العراق وَ كَيْفِيَّةُ مَقْتَلِهِ)

عنوان ہمارے بالا کا خلاصہ

(۱) حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھی حضرت علیؑ کے فرمان کی رو
سے سب مومن تھے۔

(۲) جنگ صفين کے مقتولین سب اہل حبّت ہے ہیں۔

(۳) جمل صفين میں شرکیب ہونے والے برادری نی تھے لیکن ایک
دوسرے کے حق میں ان سے زیادتی سرزد ہوتی۔

(۴) بغاوت کے مفہوم کی اس طرح تشریع کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ نہ
فاسد تھے نہ جائز تھے۔

(۵) حضرت علیؑ اور علیؑ کے مقابلہ میں آنے والوں کے
خیں سب شتم کرنے اور سعن طعن سے بر ملا منع کر دیا اور ان کے خیں
میں دعا میں کرنے کی ہدایت کی۔

(۴) — حضرت سیدنا امام حسین کے تعلقات حضرت امیر معاویہ کے ساتھ صحیح اور درست تھے۔ علی تعاون قائم تھا۔ کوئی مخالفت نہ تھی۔ اور ان حضرات میں باہم نسلی امتیازات و قبائلی تعصبات بالکل نہ تھے کہ ہاشمیوں کو عزت کے مقامات میں پیچھے ڈال دیا ہوا اور امویوں کو مقدم کر دیا ہوا۔ یہ بات بالکل نہ تھی۔ اس نوع کی چیزیں صحابہ کرام کے دور میں نہ تھیں۔ یہ بعد کی پیدا کردہ ہیں۔

(۷) — امیر معاویہ کی خلافت آئیں اسلامی کے تحت جاری تھی۔ اس میں قولدان اسلامی کو معطل نہیں کیا گیا۔ ہاشمی بزرگوں اور دیگر صحابہ کرام کا عملی تعاون کرنا اور شرکیہ انتظام رہنا اس چیز کے لیے مستقل شاہد اور گواہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۸) — امیر معاویہ کے حق میں خللم و تم کی داستانیں جو شرکی جاتی ہیں وہ بے صلی ہیں۔ امیر معاویہ کا کدرار بالکل صحیح تھا۔ انہوں نے قوم و ملت کی خدمات انعام دیں اور اسلام و اہل اسلام کو بہت نفع پہنچایا۔ ہاشمی حضرات اور دیگر صحابہ کرام ان کے ساتھ شامل تھے اور ان تمام حضرات کا غلافت امیر معاویہ کے حق میں عملی تعاون قائم رہتا تھا۔

حضرت امیر معاویہ کے خزانہ سے حضرات حسین و دیگر ہاشمی اکابر کے فضال اور

عطیات ہدایا

عام الصلح کے بعد بیت المال سے امیر معاویہ نے سیدنا حسن و سیدنا حسین اور

دیگر ہاشمی حضرات کے لیے فضال فتنے میں فرمادیتے تھے۔ وقتی طور پر بھی انہیں ہدایا اور تھا لفظ پیش کیے جاتے تھے۔ اور متقل طور پر بھی صلح کے سال سکھہ سے کر شہد ہیعنی امیر معاویہ کی وفات تک یہ سلسلہ بدستور قائم رہا ہے۔ اور امیر معاویہ کے دور خلافت میں کوئی ناقص نہیں ہوا۔ اس مسئلہ میں بہت سی تفصیلات شیعہ شیعیتی مورخین اور اہل زر احمد نے تحریر کی ہیں۔ تمام واقعات پیش کرنے میں بڑی تطبیلی ہو گئی ہے سامنے ہمایت اختصار مقصود ہے۔ ذیل میں مسئلہ ہذا کے لیے چند ایک حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں۔

— (۱) —

— ابن عساکر نے اپنی مشہور تاریخ بلده دمشق زندگانہ سیدنا حسن (علیہ السلام) کا واقع درج کرتے ہوئے پہلے وقتی عطیہ (چار لاکھ درہم) کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد مبرد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت حسن ہر سال امیر معاویہ کی خدمت میں پہنچتے تھے اور امیر معاویہ ان کو ایک لاکھ درہم سالانہ عنایت کرتے تھے۔

”... فاعطاً اربعائة الف درہم و دعوی المبرد
ان الحسن كان يقدر كل سنتٍ على معاوية فیصله بمائة
الف درہم“

(۱) — تہذیب تاریخ ابن عساکر لیشیخ عبدالقدیر بن
بدران آفندی، ج ۳، ص ۲۰۰۔ تذکرہ حسن بن علیؑ

طبع اول قدیم۔

— یضمون ذیل مقامات میں بھی درج ہے :
”... كان له (حسن بن علیؑ) على معاوية في كل عام

جائزۃ وکان یغد الیہ فرتبما اجازۃ باربعاً مائۃ الف درهم
وراتبہ فی سنتہ مائۃ الف ۲

- (۱) — الا صابر لابن جعفر معاویہ استیفاب جلد اول
ص ۳۲۹ تذکرہ حسن بن علی بن ابی طالب
البدایہ لابن کثیر ج ۸، ص ۳۲۹ تذکرہ حسن
(۲) — البدایہ ج ۸، ص ۳۴۰ تذکرہ حسن
(۳) — البدایہ ج ۸، ص ۳۴۱ تذکرہ حسن
(۴) — البدایہ، ج ۸، ص ۱۳۷ تذکرہ امیر معاویہ

(۲)

سیدنا حسینؑ اور عطیات ہر دو برادران (حسینؑ) کے لیے اس نوع کے
مشترک واقعات بہت سے دستیاب ہیں
اویبعض مقامات میں خصوصاً حضرت حسینؑ کے حق میں منقول ہیں۔

حضرت شیخ علی ہبھیری (المعروف دلائگن بخش)، لاہوری حمد اللہ علیہ نے کشف
المحوب باب الثامن میں ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ:

وَ أَيْكَ رَوَى حَضْرَتُ حَسِينَ كَيْ خَدْمَتْ مِنْ إِيمَانِهِ عَزْنَ
كِيَا کَہ آئے رسول خدا کے پیٹے! میں ایک دریش آدمی ہوں عیالدار
ہوں۔ آپ مجھے آج کا کھانا خانیت فرمائیں۔ سیدنا حسینؑ نے فرمایا
کہ یہاں سُہہر جائیتے ہمارا فظیفہ پہنچے والا ہے وہ پہنچ جائے تو
درے دیں گے۔

کچھ زیادہ دیر نہ ہوتی کہ امیر معاویہ کی طرف سے پانچ عدد تجھیلیں
رجن کے ہر ایک میں ایک ایک ہزار دینار تھا، پہنچانے والوں نے

اک حضرت کی خدمت میں پیش کیں اور کہا کہ
”امیر معاویہ معاذرت کرتے تھے کہ یہ قلیل سی مقدار ہے اسے
صرف فراویں“ حضرت حسینؑ نے وہ تھیلیاں سائل کو دے دیں اور
معذرت بھی کی۔“

..... حسینؑ وے را گفت بنشیں کہ ما رازتی در راه
است تا بیارند۔ بے بریا مدد کہ پنج صڑہ از دینار بیا ورزند از معاویہ
اندر ہر صڑہ ہزار دینار بود و گفتند کہ معاویہ از تو عذری خواهد۔ الخ
دکش المحبوب ارشیع علی بن عثمان الفزروی الہبھیری
ثم لاہوری۔ المتوفی ۱۵۶ھ، ص ۹۲-۹۳۔ باب الثامن
نی ذکر انہیم من اہل البیت طبع سمرقند۔
اور ابن کثیرؑ نے وظائف کے مسئلہ کو بعاراتِ ذلیل کھا ہے۔ اہل علم احباب
ملاظہ فراویں۔

— فلما استقرت العلاقة لمعاوية كان الحسين يتقدّم
الىه مع أخيه الحسن فنکر مهما معاویة أکراماً زاندأ و
يقول لهما مرحباً واهلاً ويعطيهما عطاً جزيلأ وقد اطلق
لهما في يوم واحدٍ مائتي ألفٍ (يعني في بعض الأيام)

(البدایہ، ج ۸، ص ۱۵۰-۱۵۱ طبع اول مصر) تخت

تفصیل الحسینؑ و سبب خروجہ من مکتـالی العـراق
— مطلب یہ ہے کہ جب غلافت امیر معاویہ کے لیے مستقل ہو گئی

تو سیدنا حسینؑ اپنے برادر حسنؑ کی معیت میں امیر معاویہ کے پاس آمد و فر رکھتے
تھے۔ امیر معاویہ ان کی تشریفیں آوری پر مرجا، اہماد سہلؑ کے باعزت الفاظ سے

استقبال کرتے اور ان دونوں حضرات سے نہایت اکرام و احترام کے ساتھ میش آتے۔ مالی عطیاتِ کثیرہ سے نوازتے۔ اور بعض اوقات ایک یوم میں دو لاکھ درہم بھی حاضر کر دیتے تھے۔

(س) حسین بن رفیع کے ساتھ دیگر ہاشمیوں بعض علماء نے لکھا ہے کہ بعض رفعہ دس لاکھ درہم تک بھی امیر کو بھی دس لاکھ کے وظائف ملنا حسین کو اور عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب کو اور عبداللہ بن جعفر طیار کو وظائف دیتے اور عطیاتِ خنایت فرماتے۔ ملاحظہ ہو:-

..... ان معاویۃ کان یجیز فی كل عام الحسن والحسین
و عبد الله بن عباس ف عبد الله بن جعفر بن ابی طالب کل
واحد منہم بالف الف درہم۔

(الخلاف المعرفت، ص ۲۱-۲۲) (طبع مصری)
لابی منصور عبد الملک بن محمد الشافعی المتوفی
۲۹۷ھ

مسئلہ ہذا شیعہ کے نزدیک

(۱) حضرت سیدنا حسین و ابن عباس (ابن ابی الحدید شیعی نے بھی دس
لاکھ والی روایت مذکورہ اپنی وعبداللہ بن جعفر کے وظائف) حدیدی شرح میں نقل کی ہے
چنانچہ لکھتے ہیں کہ حضرات حسین اور عبداللہ بن العباس اور عبداللہ بن جعفر کو
امیر معاویہ ہرسال بطور وظیفہ دس لاکھ درہم دیتے تھے۔

”فانہ کان یجیز الحسن و الحسین ابني علیؑ فی کل عام بکل واحد
منہما بالف الف درہم و کذا الک کان یجیز عبد اللہ بن العباس
و عبد اللہ بن جعفر“

شرح نجع البلاعہ حدیدی، ج ۱۵، ص ۲۵۔ طبع قدیم وطبع
بیروتی، ص ۵۰۰-۵۰۷، جلد ثالث بحث فی المغاربتین
جرد ملک بن امیتہ و ملک بن یا شم)

حسین و عبد اللہ بن جعفر کے وظائف (جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی ہے)

اس میں درج ہے کہ:

”یک دن امام حسنؑ نے بھائی حضرت حسینؑ کو اور چاڑا برا و عبداللہ بن جعفر
طیار کو فرمایا کہ اس ماہ کی پہلی تاریخ کو امیر معاویہ کی جانب سے ہدایا و
تحالف تمہارے پاس پہنچ جائیں گے جب اس ہمینہ کی اول تاریخ ہوئی
تو امیر معاویہ کی طرف سے کثیراں پہنچ گیا اور ان ہر سہ حضرات کو دے
 دیا گیا۔“

حضرت حسنؑ پر بہت ساقرض تھا۔ انہوں نے ان اموال
سے پہلے اپنا قرض ادا کیا۔ باقی ماندہ مال کو اپنے اہل و عیال اور اپنے
خاص لوگوں میں تقسیم فرمایا۔

حضرت حسینؑ نے بھی پہلے اپنا قرض ادا کیا۔ باقی مال کو اس
طرح تقسیم کیا کہ ایک حصہ اپنے شستہ داروں اور رضوی شیعوں کو دیا اور
دو حصے اپنے اہل و عیال کو عنایت فرماتے۔

اور عبداللہ بن جعفر طیار نے بھی اس مال سے اپنا قرض ادا کیا۔

..... از حضرت صادق علیہ السلام روایت کرده است که روزے حضرت امام حسن بعفرا بن عبد اللہ بن جعفر فرمود که جائزہ ہاتے معاویہ دروز اول ماہ شعبان برید۔ چوں روز اول ماه باشد چنانچہ حضرت فرمودہ بود اموال معاویہ برید جناب امام حسن قرض بسیار سے راشت از آنچہ او فرستاده بود برائے آنحضرت قرضہ تے خود را ادا کرد۔ دباقی را دریان ال بیت و شیعین خود قسمت کرد۔ جناب امام حسن قرض خود را ادا کرد آنچہ ماندہ بود بسیار قسمت کرد۔ یک حصہ را بال بیت و شیعین خود را داد و دو حصہ را برائے عیال خود فرستاد و عبد اللہ بن جعفر قرض خود را ادا کرد۔ الخ

(جلد العبیون ملاباقر، ۲۰۔) باب دریان نصوص
اما س و مجزات امام حسن طبع تهران (سن طباعت
۱۳۲۷ھ)

تنبیہ : عبد اللہ بن جعفر طیار کو امیر معاویہ نے ایک لاکھ درهم عطا کیا۔ اس مسئلہ کو ابن عنۃ الشیعی نے عدۃ الطالب فی النسب آل ال طالب، ص ۲۸، ذکر عقب جعفر طیار میں درج کیا ہے نیز ہی پڑکتاب ناسخ التواریخ (جاد طراز المذہب منظفری) ص ۳۹۵، احوال زینب کبری میں نقل ہے۔ واقعہ درست ہے عبد اللہ بن مکور نے یہ عطیہ حاصل کیا اور امیر معاویہ نے دیا ہے لیکن واقعہ کو جس شکل و صورت میں کھایا گیا ہے وہ امیر معاویہ نے تنفر دلانے و مبغوض بنانے کے لیے تیار فریا گیا ہے، جیسا کہ کسی کا مشہور مقولہ ہے :-

و لیکن قسلم درکفت دشمن است
وہی معاملہ بیان بھی ہے۔

برادر تضیی حضرت عقیل کاظمی (۳) حضرت علی الرضا
کے برادر عقیل بن ابی طالب (ایک
دفعہ امیر معاویہ کی خدمت میں تشریفے لئے گئے (مناسب موقع گفتگو ہوئی)
حضرت امیر معاویہ نے فرمان دیا کہ ان کو ایک لاکھ درهم دیا جائے چنانچہ انہیں
وہ دے دیا گیا۔

..... قد امرنا لك بسماة العـت فاعطا (المائة الالـف)
(الـلـامـي) للـشـيخ اـبـي جـعـفـرـالـطـوـسـيـ الشـعـيـيـ رـشـحـالـطـافـهـ
ج ۲، ص ۳۳۳، طبع عراق (نخت اشرف)

حضرت حسینؑ کے صاحبزادے علی بن الحسینؑ (۴) حضرت سیدنا
حسینؑ کے صاحبزادے کے لیے **ظیفـنـ** کـا تـقـرـرـ (علی بن الحسین)، یعنی
نین العابدین کے متتعلق فروع کافی میں واقعہ بھائیہ کہ :

” مدیرہ تشریف پر مروان بن الحكم کو حضرت امیر معاویہ نے حاکم بنیاء اور
حکم دیا کہ قریش کے نوجوانوں کیے ذرا تھف مقفر کریں۔ چنانچہ راس
سلسلہ میں (حضرت حسینؑ کے صاحبزادے علی بن الحسین مروان کے
ہاں تشریفے لئے گئے (گفتگو ہوتی) علی بن الحسین فرماتے ہیں
کہ میرے پیسے مروان نے رامیر معاویہ کے فرمان کے مطابق (ظیفـنـ)
مقفر کر دیا تو میں نے واپس آگرا پہنچ دالد محترم کو اس واقعہ کی
اطلاع کی ”

..... استعمل معاویۃ مروان بن الحكم علی المدینۃ
و امرؤاں بفرض لشیاب قریش ففرض لھم فقاں علی بن

الحسين عليهما السلام فاتيتك فقال ما اسمك ؟ فقلت على بن الحسين . . . ففرض لي ذ وجنت الى ابي عليه السلام فاخبرته ؟

- (۱) — فروع کافی، ج ۲، ص ۲۶۲ طبع نوادکشہ رکھنو۔
کتاب العقیقہ باب الاسرار والکنی طبع قدیم۔
(۲) — ناسخ التواریخ مرتضیٰ محمد تقیٰ لسان الملک، جلد یازدهم (کتاب دوم) ص ۳۴ تحقیق مکالمہ مردان آن حضرت۔

سیدنا حسنؑ کو ایک گاؤں کا عطا میہ

شیعہ احباب کی مشہور تاریخ ناسخ التواریخ کی بدلہ نہم (جس کو طراز المذہب مظفری کہتے ہیں) میں ایک واقعہ درج ہے کہ امیر معاویہ نے اپنے دورِ خلافت میں حاکم مدینہ (روان بن حکم) کو فرمان دیا کہ ان کے بیٹے یزید بن معاویہ کے لیے عبداللہ بن جعفر طیار کی لٹکی زینب (کا رشتہ طلب کریں اور نکاح حاصل کریں ہم اس قدر مال دیں گے اور اس طرح ہمراہ اکریں گے۔ دغیرہ مردان نے عبداللہ بن جعفر کو بلا کراس مسئلہ کی ترغیب دی عبداللہ نے یہ کام حضرت حسن بن علیؑ کی پسروگی میں دے دیا۔ پھر ایک مجلس نمام کر کے مروان کو حضرت حسنؑ نے جواب دیا کہ ہم نے یہ رشتہ اپنے بھتیجے (فاسم بن محمد بن جعفر) کو دے دیا ہے اور ہر ہی زینب کے لیے ہم نے وہ ایک گاؤں دے دیا ہے جو بدینہ کے علاقے میں تھا اور ہم کو امیر معاویہ نے اسی ہزار دینار (طلائی) کے عوض میں دے رکھا تھا۔ یہ ہبہ زینب کے لیے کافی بولا۔

حضرت حسنؑ فرماتے ہیں کہ
ماچنان بصواب شمردیم کر زینب را برپا عمش قابس بن محمد بن جعفر
کا بیان بندم اور باقیا ستم تو زیریخ کردم و کامیں اور اب قریب کر در مدینہ دام
و معادیہ دراز است دہ بزرار دینار بین رادہ است متقدرا شتم ذریب
را اس بلخ کفایت می کن۔

(ناسخ التواریخ دبلہ نہم طراز المذہب مظفری) ص ۳۸۰
دریں انجام عبداللہ بن جعفر بامعاویہ و حکایت او
بامعاویہ ویزید طبع قدیم ایران میں طباعت ۱۳۱۵ھ
واقعہ ہذا نے سات بتلا دیا کہ حضرت حسنؑ کو امیر معاویہ کی طرف سے باقی فنالٹ
کی طرح مدینہ طیبہ کے علاقے میں ایک مستقل گاؤں بھی ملا ہوا تھا جس کو وہ اس موقع
پر بطور مہر نکاح کے استعمال میں لارہبے ہیں۔

عنوان ہاتے مذکورہ کے فوائد

- ۱ - واضح ہو گیا کہ امیر معاویہ کے متعلق بہنو شم و آل بیوی کے ساتھ بدلوکی کا الزام باکل واقعات کے برخلاف ہے۔
- ۲ - آل بیوی اولاد علیؑ کے ساتھ امیر معاویہ کی خلافت میں ظلم و ستم کی داشتائیں مخالفین کی تصنیف شدہ ہیں ان میں کوئی سداقت نہیں۔
- ۳ - مکن نظم و ضبط کرتے تھت اگر کوئی واقعہ اس دو دین پیش آیا تو وہ رفتی مسلط اور ضرورت کی وجہ سے رہنمائی کیں لیکن ان کو موظفین نے بڑی آب قتاب کر ساتھ داشتائیں ظلم و ستم بنا کر تحریر کیا۔ اور پھر اہل عناد کے قلم نے اس کو مزید زیر و نزیت دے کر رائی کا پہاڑ بنانکر عوام میں پھیلایا۔

۳ - اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت اور رسانافت نصیب فرماتے اور یہ صحیح فہم بخشنے کرنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام حامل قرآن اور عامل قرآن تھیں اور ایک ایک آیت قرآنی ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔ اور انبیاء ع منت نبھی ا ان کا مقصد حیات تھا۔ لہذا انہوں نے اسلامی اصولوں کے تحت تمام مکنن علم و نسق قائم رکھا اور امت مسلم کے لیے وہ باری اور نیرخواہ ثابت ہوتے۔

سب و شتم کا اعتراض

معقرض بزرگوں کی جانب سے عوام میں بڑی کوشش سے پروپگنڈا شروع ہے کہ امیر معاویہ بنی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں امیر معاویہ کے حکم سے خطیب لوگ برسر مبنی حضرت علی المتنبی اور ان کی اولاد کے حق میں برداشت شتم کرتے تھے۔ حضرت علیؓ کے عزیز سنتے تھے اور مروان تو مسجد بنوی میں منبر پر اس قیع فعل کا ارتکاب کرتا تھا۔

بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز دارب کو سب و شتم کرنا برا بُر اعمل ہے۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں ہمیشہ یہ طریقہ کار جاری رہا۔ اب اس طعن کے جواب میں مندرجہ ذیل معروضات پیش ہیں۔

ازالہ

حضرت امیر معاویہ پر اس اعتراض کا درود تو ظاہر ہے لیکن سانو ہی امیر معاویہ کے دور کے عمال و خطباء بھی اس طعن کے مورد بنا تے گئے ہیں پا ہے وہ صحابہ ہیں یا غیر صحابہ۔ اور مروان بن الحکم کو بھی اس مسئلہ میں خاص طور پر

مطعون کیا گیا ہے۔
اب شبهہ نہ کے ازالہ کے لیے کلام پیش کیا جاتا ہے۔
اولاً

قابل توجہ یہ چیز ہے کہ سب و شتم، عن طعن کے مثالب و مطاعن جن روایات سے مستبط فرماتے جاتے ہیں پہلے ان کا تجزیہ کیا جاتے۔ اگر وہ فتنی قراعد کے اقتدار سے میم ثابت ہوں اور سقیم نہ ہوں تو پھر بے شک ان سے استدلال بھی درست اور ان سے استخراج فرمودہ مطاعن بھی صحیح ہوں گے۔ اور اگر معاملہ برعکس ہو تو اور یہ روایات غیر صحیح اور بیکار ثابت ہوئیں تو ان سے تیار شدہ اعتراضات بھی بے کار اور بے جانعمور کیے جائیں گے۔ تمہیداً یہ ایک اصولی بات عن کرنے کے بعد پہلے روایات درج کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد ان پر تعلقہ کلام تحریر ہو گا اور اس کے ساتھ مزید چیزیں بھی ذکر ہوں گی۔

قابل اعتراض تاریخی روایات

جو مطاعن کا مأخذ و محور ہیں

(۱) ایک روایت تطبیقات ابن سعد سے نقل کرتے ہیں :-
”... عن لوط بن یحیی قال کان الولاة من بنی امية قبل عمر بن عبد العزیز يشتمون علیاً فلم اولى عمراما مسک عن ذاتك“

(طبعات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۹۱ تذکرہ عمر بن عبد العزیز)
”یعنی عمر بن عبد العزیز سے پہلے بنو امیہ کے ولی و حاکم حضرت علی بن ابی طالب کو سب و شتم کرتے تھے۔ برابر عمر خلیفہ ہوتے تو انہوں نے

اس بات سے روک دیا۔

یہ روایت لوطن بن حبی (ابو مخفف) کا اپنا قول ہے اور یہ لوطن جس قسم کا بزرگ ہے اس کی کیفیت آگے آرہی ہے۔

(۲) — ایک طبری کی روایت پیش کی جاتی ہے۔ اس میں درج ہے کہ امیر معاویہ نے جمادی الثانیہ الحجه میں جب مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا ولی بنانے کا فرمان دیا تو اس وقت مغیرہ کو صحیح و صحتیں کیں اور احکام دیتے۔ ان میں نذکور ہے کہ

”... وَلَسْتُ تَارِكًا إِيَّاصَاتٍ بِخَصْلَةٍ لَا تَرْكُ شَتَمًا عَلَى وَذْمَهٖ
وَالْتَّرْحَمًا عَلَى عَثْمَانَ وَالْاسْتَغْفَارَ لَهُ وَالْعَيْبَ لِاصْحَابِ عَلَى وَالْأَقْضَاءِ
لَهُمْ... إِنَّمَا“

الکامل لابن اثیر الجزیری، ج ۳، ص ۲۳۲۔ ابتداء

سن الحجه

”یعنی میں تسبیح و صیت کرتا ہوں کہ علی بن ابی طالب پر سب شتم و نذمت کو زکر نہ کرنا اور عثمان پر رحمت و استغفار کرتے رہنا اور علی کی پارتی کی عیوب چینی کرنا اور ان کو دور رکھنا... الخ“

یہاں ناظرین یاد کیں، جزیری کی یہ روایت طبری کی بالا روایت ہی ہے کوئی الگ دوسری روایت نہیں ہے۔ جزیری طبری سے ناقل ہے۔ اسی بنا پر اس کے لفاظ کوئی الگ دوسری روایت نہیں ہے۔ جزیری طبری سے ناقل ہے۔ اسی بنا پر اس کے لفاظ کے ساتھ ملتے ہیں۔ معمولی فرق ہے۔ اور سن الحجه کی ابتداء میں نقل کیا ہے۔

الکامل لابن اثیر الجزیری کے یہے تاریخ طبری کا مفاد ہے نما مسلمات میں سے ہے۔ اور علامہ جزیری نے اپنی کتاب کے ابتدائی مقدمے میں اس چیز کو بصراحت ذکر کیا ہے کہ میں نے طبری پر اعتماد کر کے اس سے تاریخی موارد حاصل کیا ہے۔

(۳) — اور البایہ سے ایک روایت نقل کیا کرتے ہیں کہ

”... وَلَمَّا كَانَ (رموان) مُتَوَلِّاً عَلَى الْمُدِينَةِ لِمَاعِوِيَّةِ“

کان يسْبُّ عَلَيْهِ كُلُّ جَمِيعٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ لَهُ الْحَسْنُ بْنُ عَلَى لِقَدْ
لَعْنَ اللَّهِ أَبَاكَ الْحَكْمَ وَإِنْتَ فِي صَلْبِهِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ

ان کی پیش ابھی آپ کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے۔

(۴) — طبری کے بعد اب تجزی شریف ”الکامل لابن اثیر الجزیری“ کی روایت

”... آگے راوی کہتا ہے کہ مغیرہ کی اور تو اچھی سیرت تھی لیکن حضرت علیؑ کی نذمت کرنے اور عیب چینی کو اس نے نہیں چھوڑا تھا۔“ الخ

— اس روایت کا راوی ہشام بن محمد کلبی اور لوطن بن حبی ابو مخفف ہے۔

— طبری کے بعد اب تجزی شریف ”الکامل لابن اثیر الجزیری“ کی روایت

لعن اللہ الحکمر و ماؤلد - واللہ اعلم"

البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۲۵۹ تخت ترجمہ مردان

بن الحکم (طبع اول مصری)

"یعنی جب مردان مدینہ پر امیر معاویہ کی جانب سے ولی و حاکم تھا نو
ہر جمعہ میں منبر پر علی المتصنی کو سبت و شتم کرتا تھا اور حسن بن علیؑ نے اس
کو دجواب میں) کہا کہ تیرے باپ الحکم پر اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر
بغت کی توسیع وقت اس کی پشت میں تھا نبی غلبہ السلام نے فرمایا
اللہ تعالیٰ الحکم بر بغضت کرے اور جراس کی اولاد ہو۔"

(۵) — نیز البدایہ والنہایہ سے مزید ایک روایت کو شش سے تلاش فرمائی
میدان طعن میں لایا کرتے ہیں وہ بھی سماعت فرمادیں۔

"اک شخص محمد بن یوسف الشققی، ولید بن عبد الملک کے دو ریعنی
شہدی میں میں کا ولی تھا اس کے متعلق لکھا ہے کہ :

"..... کان یعن علیاً علی المناجر"

"یعنی محمد بن یوسف الشققی میں میں منبر پر علی المتصنی کو بغضت کرتا تھا"
البدایہ، ج ۹، ص ۸۰، تخت سنۃ ۵۹۰

البدایہ کی ان دونوں روایات کی متعلقہ چیزیں اور ذکر کورہ روایات ابن سعد و طبری
و جزری کے متعلقہ ایک ترتیب سے ذکر کیے جاتے ہیں بغور ملاحظہ فرمائیں اور
قلیل سا انصاف" بھی ساتھ لایں اگر دستیاب ہو سکے۔

مندرجہ روایات کا متعلقہ کلام

(۱) پہلی روایت جو تبقیفات ابن سعد جلد پانچ سے نقل کی گئی ہے وہ لوطن بھی

رابو بغضت کا اپنا قول ہے کسی صحابی اور تابعی کا قول نہیں اور لوطن بھی بعد کے دور
کا آدمی ہے، اس دور کا آدمی نہیں۔ اور یہ شخص اس فن کے علماء کے نزدیک ہنایت
مجروح ہے "غیر مختار" ہے ضعیف اور متروک ہے اور ملینے والا شیعہ ہے۔

"— ابو بغضت لوطن ابن بھی ہالک لایوثق بہ ضعیف لیس
بسیئی شیعی مختار" صاحب اخبارہم"

(۱) المغنی للذہبی، جلد دوم، ص ۸۰، تخت ابو بغضت

(۲) میزان الاعتدال للذہبی، ج ۲، ص ۳۶۰، تخت

لوطن بھی طبع قدیم مصری۔

(۳) سان المیزان لابن حجر، ج ۳، ص ۳۹۲، تخت

لوطن بھی طبع دکن۔

(۴) — دوسری طبری کی روایت ہے جس کے روایت کرنے والے ہشام بن
محمد کلبوی اور لوطن بھی ابو بغضت ہیں۔ لوطن کے متعلق تو ہمہ معلوم ہو چکا ہے اب
ہشام کے متعلق اس فن کے علماء کا خیصہ سن لیجیے۔

ہشام بن محمد بن الساب الكلبی متروک ہے، تھے گواخباری ہے
رافضی ہے اور غیر معتبر ہے اور ناقابل اعتماد ہے"

"ترکوہ وہو اخباری۔ متروک۔ رافضی۔ لیس بشقیر
لایوثق بہ"

(۱) — المغنی فی الضعفاء للذہبی، ج ۲، ص ۱۱۷، جزٹانی۔

تحت ہشام بن محمد کلبوی ذکر کور۔

(۲) میزان الاعتدال للذہبی، ج ۳، ص ۲۵۶، تخت ہشام ذکر کور

(۳) سان المیزان لابن حجر، ص ۱۹۶، ج ۶، تخت ہشام ذکر کور

(۳) — تیسرا مرتباً روایت اکامل ابن اثیر حبہری کی ہے جس نے طبری سے ہی نقل کی ہے اور اس کے شروع میں طبری کی طرح درج کی ہے اور طبری کی اس روایت کے راوی جس پوزیشن میں ہیں وہ آپ کے سامنے درج کر دی گئی ہے لہذا ابن اثیر حبہری کی اس روایت کے غیر معتبر ہونے میں وہی درج ہے جو طبری کی روایت کا ہے اس کے لیے الگ جرح کی حاجت نہیں۔

(۴) — چوتھی روایت جواب الدایر بلد آٹھ ہے دموان بن حکم کے ترجیح کے تحت منقول ہے، یہ روایت البدا یہ کے ایک نسخہ میں پائی جاتی ہے اور مصری نسخہ سے یہ روایت ساقط ہے اور البدا یہ میں اس کے منقول عنہ اور ماقذہ کو نہیں بتایا گیا اور نہ ہی اس کی کوئی تخریج ذکر کی گئی ہے تاکہ صحت اور سقم کا مأخذ پتہ چل سکے۔ یہ ابن کثیر کی عام روشن کے خلاف ہے۔

روایت کا ایک نسخہ میں پایا جانا اور دوسرے سے ساقط ہونا مصنف کے نزدیک اس کو مشکوک بنادیتا ہے۔

اور طبری نے بھی اس روایت کو اس مقام میں نہیں نقل کیا صاحب البدا یعنی ابن کثیر رض کا متوفی ہے۔ آٹھویں صدی کے مورخ کی بے سر و پا روایت کیسے قبل کی جاسکتی ہے جس کے ذریعہ صحابہ کرام کا کردار مجروح ہوتا ہو؟

دوسری بات یہ ہے کہ ابن حجر عسکری نے "تقطیر العنان" میں منبر مدینہ پرسب کی روایت کے متعلق خوب نقد کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

..... وجوابه انه له يضم عنه شيئاً من ذلك كما
ستعلمه مما ساذكره ، ان كل ما فيه فهو ذلك في سند الصلة .
ـ تقطير العنان واللسان لاحد ابن حجر العسکري ملک افضل الثاني

ذنبیہ الرابع عن شیخ الاسلام والحافظ الحنفی ، ص ۲۹ (مطبوعہ
در آخر الصواعق المحرقة) (طبع مصر، جدید طبع)

یعنی اس قسم کی روایت کا جواب یہ ہے کہ اس نوعیت کی روایت مروان سے صحیح ثابت نہیں۔ اور جو روایت اس طرح کی منقول ہیں ان کی سند میں جرح اور قدح پائی گئی ہے۔

نیز یہاں یہ چیز بھی قابل ذکر ہے کہ اس میں دو نسلے نذکور ہوتے ہیں۔ ایک مروان کا حضرت علی کو بر سر منبر سبت کرنا، دوسرا حضرت امام حسن کا زبان نبھوی کے ذریعہ مروان اور اس کے باپ پر عنت کرنا۔ یہ دونوں باقی صحیح نہیں ہیں۔

نیز آئندہ مروان پر شبہات کے ازالہ کی بحثیں آرہی ہیں ان میں مروان پرعن کی حدیث پر کلام نذکور ہو گا قلیل سا انتظار فرماؤں۔

(۵) — البدا یہ کی روایت جو نہم جلد سے حضرت امیر معاویہ پر طعن کرنے کے لیے پیش کی گئی ہے اس روایت کا نہ مأخذ بیان کیا گیا ہے نہ تخریج ذکر کی ہے۔ اس کے متعلق یہ گزارش ہے کہ اگر بالفرض اس طائفہ کو صحیح تسلیم کریا جاتے تو ولید بن عبد الملک کے دو یعنی سوہم کا واقعہ ہے اور حضرت امیر معاویہ کا انتقال سوہم میں ہو چکا تھا۔ اتنی مدت دراز یعنی تیس سال بعد والے واقعہ کا ان کے دوسرے ساتھ تحقیقتاً کچھ تعلق نہیں۔ اور اس روایت کے ذریعے امیر معاویہ پر طعن کرنا سراسر انصافی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ نذکورہ بالابن سعد و طبری و حبہری و غیرہ کی روایات فِن روایت کے قواعد کے اعتبار سے مجروح ہیں اور بے سرو پا ہیں، قابل استدلال نہیں ہیں۔ لہذا ان کے ذریعہ طعن تمام نہیں جو علماء۔ اور ان کے بے اصل

ہونے پر فرمیدی چیزیں آئندہ سطور میں آہی ہیں۔

ثانیاً

ان روایات کی بنیاد پر اگر حضرت امیر معاویہ اور مروان کے بسب خکام و عمال خصوصاً مروان، اگر مساجد میں اور خطبوں میں یہ سب و شتم کی بوجھاڑ برملا کرتے تھے تو چھوپنے کرنا چاہیے کہ

- دیگر صحابہ کرام نے ایسے غلط کردار والے لوگوں کے ساتھ تعاون کیوں کیا؟ ان کے خلاف کیوں نہیں ہو گئے؟ عدم تعاون کی آیات روا لائق تعاون علی الائِمْ دَالْعُدُوْفَ (ان) وغیرہ ان کو فراموش ہو گئی تھیں؟
- ایک جماعت صحابہ کرام کی ہے جو امیر معاویہ کے دو ریس والی و حاکم بنے ہوتے تھے وہ حضرات اس غلط خکام سے کیوں الگ نہیں ہوتے؟

• مروان بن الحکم کو خاص طور پر مطعون کیا جاتا ہے کہ مسجد بنبوی میں نبی نبی پر بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عزیز و اقارب کو گالی گلوب ڈیا کرتا تھا تو توجہ فرمائی ایسے شخص کے تیجھے صحابہ کرام نمازیں کیسے ادا کرتے تھے؟ بالدوام اس کی امامت کیسے صبح ہوتی؟ حسین شریفیں کی نمازیں کیسے صاف رہیں؟ جو نیچگانہ مسجد بنبوی میں باجماعت ادا کرتے تھے (حوالہ مروان کے متعلقات کے تحت عنقہ زیب آتے گا)۔

- صحابہ کرام مروان کے کارخیز میں متعاون کیوں ہوتے تھے۔ مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ طیبہ پر مروان کی نیابت قبول کرتے اور نائب بنے تھے۔

(۱) — البداية لابن کثیر ص ۱۱۲۔ حج ۸ تحت ذکر

ابی ہریرہؓ

(۲) — المتعبد ذیل المذیل لابن جریر الطبری، ص ۸۱۔
تحت ذکر مذکور تا ذاکر مذکور، آخر تاریخ الطبری

— مروان بن الحکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے سوالات دریافت کر کے شرعی مسائل حل کرتا تھا لیے غلط کردار اور بد اخلاق شخص کے ساتھ اچھا سلوک کیوں روا کھا گیا؟

نیز دیگر مسائل کے ساتھ سب و شتم کا ازالہ کر کے اس بدر سم کو کیوں نہیں دست کروایا گیا؟

طبقات ابن سعد، ص ۳۰۔ حج ۵۔ آخرین ذکرہ مروان بن الحکم۔

نیز ہاشمیوں نے عدالت میں نامی بن کرا و غفرنوات میں غازی بن کرا اور بہیت المال سے ہمیشہ مخالف اور عطیات لیکر امیر معاویہ کے ساتھ عملی تعاون کیوں فائز رکھا؟ جبکہ وہ خود اور ان کے حکام جواب ملی اور اولاد علیہ کو سب و شتم روکھ کئے ہوئے تھے۔

پیش کردہ نکورہ بالا شیاء کو سامنے رکھیے اور منہبہ بنبوی پر سب و شتم کی بوجھاڑ ثابت کرنے والی روایات کو بھی سوچیے تھوڑا سا انصاف ساتھ ملا کر خود فیصلہ فرمائی کہ کونسی بات صحیح ہے؟

ثالثاً

علی اس بیان التنزیل گزارش ہے لیکن اس کے پیش کرنے سے قبل ناظرین کرام خوب یاد رکھیں کہ ہمارے نزدیک نبیہ روایات صحیح میں جن میں حضرت علی پیر یا حسین پر امیر معاویہ کی جانب سے یامروان کی طرف سے سب و شتم ہعن طعن کرنا دھکایا جاتا ہے اور نہ وہ روایات درست ہیں جن میں امیر معاویہ پر یا ان کے دیگر ہمہ اصحابہ کرام پر حضرت علی پیر یا حسین کی طرف سے ہعن طعن، سب و شتم، ذکر کیا جاتا ہے۔ ان اکابر صحابہ کی ملاعنت و مشاتحت کو ان روایات کی رو سے ہم صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔

ہم اپنا موقوفت اور نظریہ واضح کر دینے کے بعد عرض کرتے ہیں کہ بالفرض اگر

گذشتہ روایات متصفح صاحبان کے ہاں درست ہیں تو اس کے مقابل بعض روایات ایسی بھی کتب میں پائی جاتی ہیں جو بطور الرزام کے جواباً : پیش کی جاسکتی ہیں جن میں معاملہ نہ اٹانظر آتے گا یعنی وہ روایات بتاتی ہیں کہ حضرت علی المرضی خود اور حضرت علیؓ کے حامی لوگ حضرت امیر معاویہؓ کو اور حضرت عثمانؓ کو نیز دیگران کے ہم نواحی کو سب و شتم و عن طعن ہمیشہ کرتے تھے اور خیر سے ابتداء بھی انہوں نے فرائی تھی اور دوسرے فرقی نے گویا جوابی کارروائی کی تھی۔ مقاماتِ ذیل قابل مطالعہ ہیں ۔

(۱) — تاریخ طبری، جلد سادس ذکر اجتماع الحکمین بدعتہ الجمل تخت سنه سیع و ثلائیں۔ طبع مصری قدیم۔

(۲) — تاریخ طبری، جلد سادس تخت ذکر سبب تقتل حجر بن عدی تخت سنة احمد و خمین۔ طبع مصری قدیم۔

(۳) — التاریخ البکیر، جلد ثانی الفصل الاول، باب خظله (البغاری) طبع جید را بارکا

(۴) — کتاب المحتрабی جعفر بغدادی بحث من شهد صفين مع معاویۃ (طبع جید را بارکا دکن) ع

اس قسم کی روایات اور بھی دستیاب ہیں لیکن مسئلہ نہ اک تو ازان کرنا ہو تو اس قدر کافی ہیں۔ یہ بطور الرزام ذکر کردی گئی ہیں ورنہ مشاہراتِ صحابہؓ کے مسئلہ میں ہمارا ملک وہی ہے جو جمہور اہل السنۃ والجماعۃ اور سلف صالحین کا ہے یعنی یہ کہ ہمارے یہے تمام صحابہ قابل صد احترام ہیں اور ہم کسی پر زبان طعن دراز کرنا درست نہیں سمجھتے۔ اور ہم اس نوع کی روایات کے ذیخرا کو صحیح نہیں قرار دیتے۔ یہ تاریخی ملغوبات کے درجہ میں ہیں جن پر کچھ اعتقاد نہیں۔

رابعاً

تحریر ہے کہ مسئلہ سب و شتم کا زیر بحث اگر یا تو اس ضمن میں قاعدہ کے طور پر اجمالاً اس چیز کو ذکر کر دیا جاتا ہے جو عام ناظرین کے لیے مفید ہے۔ اکابر علماء اس سے پہلے ہی واقعہ ہیں۔ ان کو اس کی حاجت نہیں۔

— صحابہ کرام کا مقام و احترام ان کی صداقت، دیانت، ان کا کردار اخلاق کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس بنا پر ان کے حق میں اگر روایت سب و شتم لعن دیگر کی پائی جلتے تو وہ روایت ضعیفت و مجرد و بے اصل ہو گی اور قابل اتفاق نہ ہو گی۔

— اور اگر صحیح منہ کے ساتھ پائی گئی ہے تو وہاں سب و شتم کا مفہوم قابل تاویل ہو گا اور وہ روایت موقول ہو گی اس لیے کہ سب و شتم کے الفاظ ہمیشہ کالی گلوپر کے معنی میں ہی متعلق نہیں ہوتے بلکہ کئی موافق میں تصرف سخت گوئی، درشت کلامی اور مخاطب کی عیب چینی، ایک دوسرے کے عیوب و نقصان کی نشانہ ہی کرنا وغیرہ معانی میں پائے جاتے ہیں۔ اس پر چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

— بنی اقدوس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو حشیمہ کے پانی کو حضرت بنی کیرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیضنے سے قبل ہاتھ لگانے سے منع فرمایا۔ ان سے غلطی ہو گئی اور پانی کو ہاتھ لگانا تو فرمان نبھوی ہوا کہ

(۱) — هل مستما من ما شما شيئاً فقا لانعم فسيما رسول الله صلی الله علیہ وسلم و قال لها ما شاء الله ان يقول... الخ
یعنی کیا تم نے پانی کو ہاتھ لگانا تو انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو بنی کیرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سخت سُست کہا اور جو اللہ نے چاہا وہ فرمایا ۔

- (۱) — المؤطاء لابن مالك باب الجمجم بين الصالحين في المحن والسفر -
 (۲) — المسنون بعد الرزاق، ج ۲، ص ۵۳۶ طبع بيروت .
- (۲) — حضرت عمر خدیق کے روز پر شیخی کے عالم میں کفار کو سب کرنے لگے
 ... ان عمر بن الخطاب نے قال یوم الحندق وجعل دیبت کفار
 قریش قال یاد رسول اللہ ما کدت اصلی العصر... الخ
 ”یعنی خندق کے روز عمر بن الخطاب کفار قریش کو سخت کہنے اور بڑا کہنے لگے۔
 دیانت الحنفی باب ماجامعی الصلوٰۃ تقویۃ الصلوٰۃ
 بایہنہ بیدا۔ ج ۱، ص ۵۳۵ طبع قدیم)
- (۳) — بخاری شریف میں ہے کہ حضرت علی و حضرت عباد کا ایک معاملہ میں
 تنازعہ ہو گیا تو وہاں ”استتب - استتب“ کے الفاظ مذکور ہوتے ہیں ایک ایک
 دوسرے سے سخت کلام ہوتے اور درشت کلامی کی -
- (۱) — بخاری شریف، ج ۲، ص ۵، ۵ - کتاب المغازی
 باب حدیث بنی نصیر و محرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیم - طبع نور محمدی دہلی -
 (۲) — بخاری شریف کتاب الاعتصام، ج ۲، ص ۱۰۸۵
 باب ما یکہ من المعنی والتنازع والغلو فی الدین
 طبع نور محمدی دہلی -

- یہ مسئلہ اپنی تفصیلات کے ساتھ مندرجہ ذیل مقامات میں ملاحظہ فرماؤں :-
- (۱) — الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلی اللہ علیہ وسلم
 للقاضی عیاض، ج ۲، ص ۵۹-۶۰ طبع مصر فصل
 و من توقیر و برہ صلی اللہ علیہ وسلم توقیر اصحابہ... الخ
 نسیم الریاض شرح الشفاء للشہاب الحنفی ج ۲، ص ۴۶-۴۷
- (۲) — تخت فصل و من توقیره و برہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ج ۳ - تخت فصل و من توقیره و برہ صلی اللہ علیہ وسلم
 توقیر اصحابہ... الخ طبع قدیم مصری -
- محض ریہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ پر طعن ابدا کے منتقل ہم نے چند باتیں عرض کیں۔ ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے خود انصاف فرماؤں کہ یہ اعتراض کہاں تک میں ہے؟ اور یہ سرو پار دو ایات کا سہارا کے کرعام میں غلط تاثرات دینا ہاں تک درست ہے؟
- ایک فرقی نے دوسرے فرقی پر بعض اوقات اگر تقدیم و تقدیم کی کوئی چیز ذکر کی ہے یا اعتراض و تصریح کریں کہ یہی دی ہو (جو حقیق طور پر ہو سکتی ہے) تو اس کو اتنی سب و تم سے تعبیر کرنا خالص ”تعصب“ ہے۔ اور منبروں پر یہی شیخ کا ملکوچ دیتے جانے کی شکل میں اس کو ذکر کرنا نامروء احادیث داری ہی نہیں بلکہ ”عنان“ پر دال ہے اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کرام کے ساتھ عناد اور کینہ رکھنے سے محفوظ فرمائے۔

گزارش

امیر معاویہ حضرت عثمان کے قریبی رشتہ دار تھے۔ دور عثمانی میں ایک بڑے ملک کی ذمہ داریاں ان کے پس دریں۔ پھر ان کا اپنا دور خلافت آیا اس میں بھی انی خدمات کے کاز میں سر انجام دیتے۔ اور خاندان بنی ہاشم کے ساتھ محمدہ روابط

او بعض روایات میں طعن و فدح کی کوئی چیز منقول پائی گئی ہے اور اس کی اچھی تاویل یا پہتر محل بن سکتا ہے تو بتایا جائیگا اور اگر کوئی صحیح تاویل دیاں نہ ہو سکتی ہو تو اس روایت کو قبول نہیں کیا جاتے گا اور صحابہ کرام کے ادب کو ہر مال میں لمحہ سکھا جائے گا۔

قام رکھے۔ ان کے دور میں اسلام اور اہل اسلام کو بہت فردغ بُرا۔ اس چیز کا صحیح نقشہ پیش کرنے کے لیے وسیع دفتر درکار ہے تاہم اس دور کے کچھ مقتضی سے کوائف ہم نے ذکر کیے ہیں۔ اس سے ایسا معاویہ کی شخصیت اور کردار ازخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ مفترض احباب نے اس دور کو جس شکل میں پیش کر کے ہر آئین اسلامی کے خاتمه کا ذکر کیا ہے اور قتن و حادث کا اسے گھوڑہ دکھایا ہے اس کی حقیقت بھی آپ کے سامنے آگئی ہے مانصافت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ موازنہ کر کے آپ تین خود مرتب کر سکتے ہیں۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلقاً

(۵)

معترض لوگوں نے حضرت عثمان پر عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے ذریعہ بھی کمی قسم کے اعتراضات وارد فرمائے ہیں۔ مثلاً ایک قدم تجیرہ کا صاحبی (عمرو بن العاص) کو مصر سے ملاوجہ دو رکر کے اپنے بیٹے بشاعی برادر (عبد اللہ بن سعد) فوجوں کو دالمی و حاکم بنایا۔ اس نے اہل مصر پر کمی قسم کے مظالم کیے وغیرہ۔

ابن طہر الحنفی شیعی نے لکھا ہے کہ

..... ولی عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح مصروفی تظلم منہ
اہنہما..... المزی

(منہاج الدکامۃ لابن طہر الحنفی اشیعی، جس ۴۶ بجٹ

عثمانی مطابع مطبوعہ علامہ ہور در آخر منہج السفر

جلد رابع)

یہاں عبد اللہ بن سعد کی زندگی کے چند محض حالات ناظرین کرام کی خدمت میں سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ان سے ان کی ابیت و صلاحیت کا اندازہ ہو سکے گا اور ان کی اسلامی خدمات بھی معلوم ہو سکیں گی۔ اور آنے میں بعض شبہات کا ازالہ کرنا پیش نظر ہے۔ وہ بھی انشاد اللہ درج ہوگا۔ اس کے ذریعہ وارد کردہ شبہات رفع ہو سکیں گے۔

النسب و الرضاع ان کا نام عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بن الحارث ہے عامی

قبیلہ سے ہیں یعنی بنو امیہ قبیلہ کے فرد ہیں ہیں۔

— حضرت سید احشان بن عذان بن عذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ضماعی برادر تھے۔
حضرت عثمان نے عبداللہ بن کورکی والدہ کا درود پڑھا۔

طبقات ابن سعد و اسد الغابہ میں یہ مسئلہ درج ہے :-

”عبداللہ بن سعد بن اسحاق بن الحارث... بن عامر... الخ
هو آخر عثمان من الرضاعۃ ارضعت امۃ عثمان... الخ“

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۱۹۰-۱۹۱-ق ۲۔

طبع بیرون تھت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح -

(۲) اسد الغابہ، ص ۳۷۱، ج ۳ تھت عبداللہ

بن سعد۔ طبع طہران۔

(۳) اسلام کے بعد ارتدا پھر اسلام لانا اترجم نویں علماء نے لکھا ہے کہ
اویس بیت کرنا اور دین پر خپتہ رہنا عبداللہ بن سعد اسلام لائے۔
پھر متہ کے بعد شیطان فتنوں میں گرفتار ہو کر اسلام حبھوڑ بیٹھے۔ اسلام کی طرف سے ان کو گرون زوئی قرار دیا گیا۔

جب سھ میں فتح مکہ ہوئی تو اس موقعہ پر حضرت عثمان نے ان کو
نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے معافی کی دخواست کی اور انہیں
امان طلب کیا۔ امان دے۔ دی گئی اور پھر اسلام کی بیعت نبی کریم سے عبداللہ نے کی۔ اور
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام پر بیعت فرمایا اور ساتھ ہی اشارہ فرمایا کہ:

«اسلام لانا مقابل کی تمام چیزوں کو کاٹ دیتا اور ختم کر دتا ہے۔»

اس کے بعد ان کا اسلام پختہ ہو گیا۔ دینی حالت بہتر ہو گئی پھر ان سے
امر خیری منقول ہے اور کوئی اس قسم کی چیزان سے صادر نہیں ہوئی جس کو منکرا اور برا

کہا جاسکے۔

— اور کھا ہے کہ عبداللہ بن سعد قبیلہ قریش کے بہت عمدہ لوگوں میں سے
کے، نہایت عائل تھے اور شرفاء میں ان کا شمار تھا۔

— فی نسب قریش... و است من لہ عثمان یوم فتح مکہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامنہ و قد کان امر
بتتلہ... الخ

— فی الابقات... و کان قد اسلم قدیماً... ثم
افتقن و خرج من المدینة الامانة مرتداً فاہدر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دمه یوم الفتح فی رعنان بن عفان ال
بنی صلی اللہ علیہ وسلم فاستأمن لہ فامنہ... و قال
یاد رسول اللہ تبادعہ فیا یعده رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یو مندی علی الاسلام و قال الاسلام یحبُ ما کان قبلہ۔

— وفي الاستیعاب... و اسلم عبداللہ بن سعد
بن ابی سرح ایام الفتح فحسن اسلامہ فلم یظہر منه شيئاً
یذكر علیہ بعد ذالک هواحد الجیاد العسلاع اندرماء من
قریش۔

— وفي المتنقی (اللذی ہی)... ثم اتہ حسن اسلامہ
ولم یُشرعنہ بعد ها الا لخیر۔

(۱) نسب قریش للصعب النبی ص ۳۳۳ م تھت
ولد ابی سرح۔

(۲) طبقات ابن سعد، ج ۷، ق ۲، ص ۱۹۰-۱۹۱۔
تحت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔

(۳) — الاستیعاب (رمعه الاصابہ)، ج ۲، ص ۳۴۸
نخت عبد اللہ بن سعد مذکور۔

(۴) — اسد الغابہ، ج ۳، ص ۳، نخت عبد اللہ بن فرنگن گاہوں سے دیکھتے ہیں۔

(۵) — المستقی للدینی، ص ۳۰۳۔ پیغمبر مصہر۔

(۶) — جامع السیرۃ لابن حزم، ص ۲۳۲۔ نخت فرم
فتح لمکہ)

۳۔ ولی و حاکم ہونا عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو اللہ تعالیٰ نے محمد مسلم
بخشی ہوئی تھی۔ انتظامی معاملات میں متعدد کارکنوں
اسی بنا پر حضرت فاروق اعلم نے ان کو پہنچے ہمہ خلافت میں "سعید" کے علاقہ کا
اور حاکم منتظر کر کھاتھا۔ اس کے بعد پھر حضرت عثمان نے ان کو مصر کا حاکم بنایا۔
ابن حجر نے ابن البرقونی کے حوالہ سے یہ مسلمہ بالفاظ ذیل نقل کیا ہے:-

"... - تنا ابرصاہ من الیث قال كان ابویا ابی سرح علی
السعید" فی زمِن عَمَّرْ ثم ضم الیہ عثمان مصرا کلما... الخ"

(الاصابہ رمعہ الاستیعاب) ج ۲، ص ۳۹

نخت عبد اللہ بن سعد

۴۔ عبد اللہ کا خاتمہ بالخبر عبد اللہ بن سعد نے ایک مدت تک اسلامی طی
خدمات سراجام دینے کے بعد شہادت عثمان کے
ذر کے دور میں عزلت فیضی و خلوت گزینی پسند کی تھی اور پیدا شدہ نازعات سے
وقتی مصالح کے پیش نظر جب عثمان نے عبد اللہ کو مصر کا حاکم تھا، تمہارا ذمہ دار کیا ہے۔
فتوحات اسلامی میں کارنامے عثمان نے عبد اللہ کو مصر کا حاکم تھا، تمہارا ذمہ دار کر کیا ہے۔
تو انہوں نے متعدد معمر کے سر کیے اور اسلام کی اشاعت کیتے قاتل کیا۔ افرقا میں ہونا ذکر کیا ہے۔

نفع تو ان کی نگرانی میں سب سے زیادہ مشہور ہے جو ۷۶ھ میں ہوئی تھی اور اس
خاتمہ بالخبر نامی میں فرمادے "رُعَا قبُولٌ مُوْكَبٌ"۔

ساتھ ساتھ غزوہ اساود را پڑھنے میں (۳۲ھ میں)، اور غزوہ السواری رجہ روم۔ صبح کی نماز کے لیے وضو کیا۔ نماز میں مشغول ہو رکھنے کے نماز کے آخر میں دہنی
میں، انہوں نے فتح حاصل کی۔ اور ان تمام وسیع علاقوں کی فتوحات عبد اللہ بن سلام پھیرا، باہم جانب سلام کرنے لگے تو سیاعام اجل پہنچ گیا اور دار اخرت

یہ تشریف لے گئے رسمان اللہ ربِنَ اللہ تعالیٰ عنہ

..... قیل بـ امام بالرمدة حتى مات فاراً من الفتنة
و دعا به فقال اللهم اجعل خاتمة عمل صلوٰة الصبح فتوضاً
ثم صلّى السبع ثم سلم عن يمينه وذهب سلماً عن
يساره فقبض اللہ روحہ ۝

(۱) — الاستیعاب، ج ۲ ص ۶۹ م معہ الاصابہ۔

تخت عبد اللہ بن سعد۔

(۲) — امسال الغاب، ج ۳ ص ۳، تخت عبد اللہ
بن سعد بن ابی سرح۔

(۳) — الاصابہ، ج ۲ ص ۳۰۹ تخت عبد اللہ بن سعد
بن ابی سرح۔

(۴) — سیرۃ الحلبیۃ علی بن سیمان الدین الحلبی، ج ۲
ج ۷۔ باب ذکر المشاہد سیرہ کتابہ صلعم۔

چند شبہات کا زالہ

حضرت سیدنا امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ پر مفترض احباب نے گوناگون
اعراض وارد کیے ہیں ان میں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلق بھی کہی
اعراض نجیز فرماتے ہیں اور ابن ابی سرح چون کہ حضرت عثمان کے صنای برادر ہیں
راگرچہ قبیلہ بنو امیتیہ سے نہیں، اور ان کو حضرت عثمان نے مصر کا ولی بنی ایحہ اس در
سے حضرت عثمان اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح پر مشتملہ اعتراضات ہیں۔ یہاں
ان کا ازالہ کرنا پیش نظر ہے۔

(۱)

ایک تویریات قابل اعتراض تجویز کرتے ہیں کہ عبد اللہ مسلمان ہوتے پھر کچھ زماں
کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ بنی کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے قبل کا حکم دے دیا تھا۔
گردن زندگی قرار دیتے گئے تھے۔ وغیرہ۔ اس کے متعلق یہ وضاحت کی جاتی ہے (جیسا
ہم نے اوپر ذکر کیا ہے) کہ ان کا اسلام لانا پھر کچھ مدت کے بعد مرتد ہونا یہ فتح مکہ سے
پہلے کا زمانہ ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ علیہ السلام کی خدمت
میں پیش کیا۔ یہ مسلمان ہوتے اور تجدید بیعت کی بنی اندرون صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
وقت یہ ارشاد فرمایا کہ اسلام لانا سابقہ تمام خطاؤں اور غلطیوں کو ختم کر دیتا ہے۔
(ان اسلام یجتب ما کان قبلہ) جیسا کہ گذشتہ صفحات میں عقیری گزرا ہے۔
اس فرمان نبہوت کے ذریعہ شا صاف ہو گیا کہ گذشتہ خطاؤں جھوٹی بڑی سب معاف
ہیں۔ اور ان کا اسلام منتظر ہے۔

ایک مشہور صحابی عروین العاص ہیں ان کا دافتہ بھی کتب حدیث میں
ذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کرنے کے تو اپنے ہاتھ کو
بڑھانے سے روک کر عرض کی یا رسول اللہ! یہ شرط ہے کہ میری سابقہ غلطیاں معاف
ہو جائیں تو اس وقت بھی فران بھی یہی ہوا تھا کہ آئے عروین العاص! تو جاتا ہیں
کہ ان اسلام یہ دم ما کان قبلہ ریعنی اسلام ما قیل کی چیزوں کو گردیتا ہے۔

مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان، ص ۶۷، (طبع
نور محمدی)، باب کون الاسلام ہے، مکان قبلہ... رخ

اسی طرح اس دور میں کئی لوگ مرتد ہوتے تھے لیکن بعد میں مسلمان ہو کر
ٹھیک ہو گئے۔ عبد اللہ بن سعد کی بھی یہی صورت تھا۔ اب ان حالات کے بعد کی
گذشتہ خطاؤں کو شماریں لا کر گرفت کرتے رہنا اور ان کو مرتد در طریقہ رسول کے لقب سے

یادگر نہ اسلامی طریقے کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں وعید کے طور پر وہاں خداوندی ہے کہ:

وَلَا شَنَاءَ بَذُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ الْفَسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَهُ يَتِيمٌ فَأَوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (سورة حجرا)

”یعنی اور ایک دوسرے کو بڑے لقب سے نہ پکارو۔ ایمان لائے کے بعد بُرانام گنہگاری ہے اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی نلام ہیں۔“

(۲)

نیزان لوگوں کی جانب سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح وغیرہ پر یہ طعن کیا جاتا ہے کہ یہ طلقاء تھے یعنی نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر انہیں معافی دے دی تھی۔ ان طلقاء کو حضرت عثمان نے اُمّت کا سر خلیل بن ایاتھا۔ اس دوسرے لوگ ان کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ وغیرہ پر

اس مسئلہ کے متعلق اتنی گزارش کافی ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر باب کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر جہاں اور احکامات اور فرمان صادر فرمائے تھے ان میں یہ فرمان بھی تھا کہ یا معاشر قریش! (یعنی اسے قریش کی جماعت) اللہ تعالیٰ تم سے جاہلیت کا گلہ و غرو را پنے آبا اجداد کے ساتھ خفر کنائے گیا ہے تمام لوگ آدم سے

ہیں اور آدم مٹی سے ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَرَّةٍ وَّمَا تَشْعُرُوا
وَقَبَّا يَأْلَمَ لِتَعَارِفَوْا إِنَّ الْجَنَّمَ كَوْعِنْدَ اللَّهِ الْفَتِنَكُمْ ... إِنَّ

دی یعنی اسے لوگوں ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو قبیلے اور شاپیں بنایا تاکہ تم باہم جان پہچان کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے پر میزگار زیادہ ہے۔

پھر زیادا:-

”یا معاشر قریش! تمہارا کیا خیال ہے؟ تمہارے ساتھ ہمیں کیا معاملہ کروں گا؟ تو لوگوں نے کہا اچھا اور بہتر معاملہ کریں گے۔ آپ خود ہمہاں شریعت ہیں اور ہمہاں دشمن یعنی کے اڑکے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ سب چلے جاؤ، تم طلاقاً ہو۔ یعنی تم سب کو معافی دے دی گئی ہے۔“

(سیرۃ ابن ہشام، ص ۳۱۶، ج ۲ تخت)

طوات الرسول بالبیت وکلنتہ فیہ طبع مصہ

خلبیہ مذکورہ کے وقت قریش کے تمام قبلیں حاضر تھے۔ تمام قوم سے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا۔ کسی ایک قبیلے کے افراد مذاہب نہ تھے۔ اور نہ ہی چند خصوصی افراد مقصود تھے۔ قریش کے متعدد قبیلے نہ صرف نبوی میں حاضر تھے بلکہ تیم تھے۔ نبی عدی تھے۔ نبی مخدوم تھے۔ نبی خرمیہ تھے۔ نبی اسد تھے۔ نبی نوافل تھے۔ نبی نہرہ تھے۔ نبی ہاشم تھے۔ نبی عبد شمس (نبی امیہ) تھے۔ وغیرہ۔ ان تمام حاضرین کو فرمان ہوا تھا کہ اذھبوا فاسقونا الظلاماً۔ رجاؤ، تم سب کو معافی دے دی گئی ہے۔ کسی خصوصی قبیلہ کی لیے یہ حکم نہیں تھا۔ یا معاشر قریش، یا معاشر قریش کے الفاظ عدم تخصیص پر ٹراوائی فریزہ ہے۔

اس کے بعد خاص بنو امیہ کے چند افراد (دیدیں عقبیہ، امیر معاویہ، عبداللہ بن الیسر وغیرہ) کو طلقاء طلاقاء کہہ کر عوام میں نفرت پھیلانا کون سا کار بخیر ہے۔ پہلے تو یہ کوئی بُرا فقط نہیں تھا جسے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔ صرف معافی کے الفاظ ہیں۔ پھر اس نظر کی وجہ سے صحابہ کرام کے دو ریس کوئی باہمی تنفس یا تھارست نہیں تاکم نہی۔ نہی ایک دوسرے کے حق میں اسے بطور طعن استعمال کرتے تھے تھیں ایں تھا۔ اس کے صاحبین نصب ہونے پر صحابہ امام پریشان تھے بلکہ معافی اس سے برداشت دہا کر

کو حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ان (طلفاء) کو اچھے اچھے منصب عطا کیئے۔
عہدے دیتے جیسا کہ ہم نے سابقہ ذکر کر دیا ہے۔ اور خاص عبد اللہ بن ابی سرح کو بھی
حضرت عمرؓ نے "الصعید" کے علاقہ کا حاکم بنایا، یاد و سرے فنگلوں میں طلفاء کو امت کا
سرنیل بنایا۔ (عنقریب گذشتہ صفحات میں حوالہ دیا گیا ہے)

جیرت کی بات ہے کہ صدقیق اکبرؓ اور فاروقؓ اعظم کے ارواریں ابھی للقا
کو منصب و عہدے دیتے جائیں تو سب کچھ ٹھیک ہے۔ نہ پہلے پریشان ہوتی ہے، نہ
حضرت عمرؓ پر کوئی طعن ہے۔ اور اگر ان کو حضرت عثمانؓ کے دور میں چند عہدے مل جائیں تو
یہ طلقاء مبغض و مطعون بن جاتے ہیں۔ سارے عوام ان سے غصہ ہونے لگتے ہیں اور طلفاء
کو سرخیل امت بنلتے بنانے کا پروپرینڈا شروع ہو جاتا ہے۔

(یا للعجب)

— (۳) —

ایک طعن یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے عمر و بن العاص تجربہ کا صاحبی کو
مصر سے ہٹا دیا اور اپنے برادر عبد اللہ بن سعد کو چیلیل منصب دے دیا۔ یہ مقصود ہاولی
تھی اور اسلامی امتیازات کی بنی اپر کی کوئی تھی۔ پھر عبد اللہ بن سعدؓ نے بڑی خرابیں کر دیں۔ غیرہ
اس شبکے ازالہ کے لیے ذیل میں چند چیزیں پیش خدمت ہیں ان پر فوج
فرمادیں۔ مزید کسی جواب کی حاجت نہ رہے گی۔

(۱) — عبد اللہ بن سعدؓ ابی سرح حضرت عثمانؓ کے قبیلہ (بنو امیر) سے نہیں
قبيلہ بنی عامر سے ہیں البستان کے رضاعی برادر ہے کوئی معتبر صنیف نہ جو تم تجویز کریا ہے۔

(۲) — عمر و بن العاص ضمیم اللہ عنہ کو جس سال مصر سے معزفل کیا گیا اور
عبد اللہ بن سعد کو ولی و حاکم بنایا گیا تھا۔ اسی سال (معنی ۷۲ھ) میں بنگا۔ افریقیہ
تھی۔ عبد اللہ بن سعدؓ نے مذکور کی تاختی میں یہ تمام مہم سرکی کوئی تھی۔ ان مجاہدین میں عمر و بن العاص

کے حقیقی صاحبزادے عبد اللہ بن عمر و بن العاص، شامل تھے عبد اللہ بن خور و صحابی تھے اور زیرگر
صحابہ کرام رشلا عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن الزیر، معبد بن عباس، عبد اللہ بن عباس،
ابن جعفر، ابن وحیں وغیرہم کے ساتھ افریقیہ کی جنگ میں بذوق دشوق شریک ہوتے
مسلمانوں کو فتح نصیب ہوتی۔ قائم حضرات نے غنائم حاصل کیے۔ یہ سب امرِ عبد اللہ
بن سعد کی تاختی میں سراجِ حام پائے اور عبد اللہ بن سعد امیر شریک تھے۔

خوبیں ابن خیاط نے اپنی تاریخ بدلا اول میں لکھا ہے:-

"وفیها رسالت عزل عثمان بن عفان عمرو بن العاص
عن مسند و لانا عبد الله بن سعد بن ابی سرح فرعاً ابن ابی
سرح افریقیة و معاذه العادلة عبد الله بن عمرو عبد الله بن
عمرو (بن العاص) و عبد الله بن الزیر" الخ

۱) — تاریخ خلیفہ بن خیاط، جز اول، ص ۱۳۳

تحت سنتہ ۷۲ھ۔ طبع عراق۔

اور یہ واقعہ مندرجہ ذیل مuthorین نے بھی درج کیا ہے کہ بنگا افریقیہ میں حضرت
عمرو بن العاص کے لئے عبد اللہ بن شریک ہوتے اور امیر شریک عبد اللہ بن سعدؓ ابی
سرح تھے۔

۲) — فتوح البلدان باللذاری، ص ۲۳۳ تخت

عنوان فتح افریقیہ۔

۳) — تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۳ تخت

دلایتہ عبد اللہ بن ابی سرح علی مسرو فتح افریقیہ

طبع جدید بیرون۔

مقسمہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے عمر و بن العاص کو مصر سے اگرنا جائز طریقہ سے

مغزول کیا تھا اور یہ عزل متعصباً تھا تو پھر اس موقع پر اکابر صحابہ کرام نے بر و قت کیا
یہ اغراض نہ اٹھایا، اور خود عمر بن العاص کے لئے عبد اللہ نے یہ اغراض نہ پیدا کیا
ادرنہ ہی اس عزل کو غلط محسوس کیا بلکہ انہیں چند ایام میں حب جنگ افریقیہ پیش کیا
تو پڑی خوشی سے عبد اللہ بن سعد کے ماختت ہو کر اس میں شرک جہاد موتے اور
ان کے ساتھ مکمل عملی تعاون کیا۔ گویا ان کے عمل نے اس اختران کو فتح کر دیا کہ حضرت
عثمان نے عمر بن العاص کو بے جا مغزول کر دیا تھا۔ اور تعصیب کی بنابر کیا تھا یہ اس
چیز کو شاہ عبدالعزیز نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن سعد کے شکر میں فتح افریقیہ
کے موقعہ پر بہت سے صحابہ کرام شامل تھے اور صحابہ کی اولاد بھی شرک تھی عبد اللہ
بن سعد کی سیرت اور معاشرے سے سب لوگ خوش تھے کی وجہ سے عبد اللہ کے کدار
پر انہوں نے انکار نہیں کیا جو حضرات اس شکر میں شامل تھے ان میں عقبہ بن عامر الجہنی
عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمر بن العاص تھے ”در لشکر اوس بیارے
از صحابہ و اولاد صحابہ بودند۔ ہر سماں از سیرت او خوش مانند فیح و جہر و اضاع او
انکار نہ کردند از جملہ آنہا عقبہ بن عامر الجہنی و عبد الرحمن بن ابی بکر و عبد اللہ بن عمر
بن العاص“

ر تحریر الشاعرية، ص ۳۱۔ مطاعن عثمانی آفرط عن جہارم۔

طبع جدید۔ لاہور

یہ چیز قابل توجہ ہے کہ حضرت عمر بن العاص بنو امیہ حضرات کے خاص حمایتی اور
معاون تھے۔ جیسا کہ تاریخ اس پرشاہدہ ہے اگر بالفرض حضرت عثمان نے ان کو کوئی تعصیب
کی بنابر الگ کیا ہوتا اور ناجائز طور پر ان سے یہ عمدہ واپس لیا ہوتا تو حضرت عمر و
بن العاص کو قلبی رنج ہونا چاہیے تھا۔ رنجیدگی کی وجہ سے بنو امیہ کے نصف خلاف
رہستے بلکہ ان کے مخالف گروپ کے ساتھ متعارف ہو جاتے۔ یہاں سماں بر عکس ہے۔

تو معلوم ہوا کہ مصر سے ان کی معزوفی متصیباً نہ تھی اور نہ اس کا ان کو سچ تھا بلکہ پہنچ
کی تبدیلی و قومی مصالح کے تحت ہوتی تھی۔

تنبیہ :

انہی ایام میں افریقیہ کا تمام خمس ابن ابی سرح کو دیتے جانے کا طعن مشہور ہے۔
اس کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ ربانیتبارمال کے اقربانو ازی کے تحت پیش کیا جائیگا۔
یہ بھیں باعتبار منصب کے اقربانو ازی کی جا رہی ہیں۔ ان کے بعد بحث مبالغہ مذکور درج
ہوگی۔ اس میں یہ مسئلہ درج کیا جائے گا۔ (بعونہ تعالیٰ)

ا خا دہ

اس موقع پر اغراض کنندہ لوگوں کی طرف سے تاریخ طبری جلدی تھم، اس اتحت
الله سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے جس میں حضرت عثمان پر محنت تقید کی
کشی ہے۔ اور کہا ہے کہ عثمان کا حزن کرنا محلل ہے۔ اور عبد اللہ بن سعد پر گرفتیں
ذکور ہیں۔ یہ تمام عیب سینی محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ کی طرف سے ذکر کی گئی ہے
روایت انہا طویل ہے۔ اس کو نقل کرنا پھر اس کا ترجمہ دینا مزید
طوالت کا موجب ہے۔ اس قدر شانہ ہی جزو کر کی ہے تعین روایت کے لیے کافی ہے۔
محضہ اس پر روایت و درایت کلام عرض ہے جو منصف طبائع کے لیے
کفایت کرے گا۔ اور اس سے روایت انہا کا غیر مقبرہ ہونا واضح ہو سکے گا۔

بانعتبار روایت کے گفتگو (رواقدی) سے اور واقعی نے محمد بن عمر
پھر عمر نے ہری سے یہ قصہ نقل کیا ہے۔

(۱) محمد بن جریر طبری نے تاریخ میں سب طرح کی صیحہ و سقیم ضعیف د

قوی، طب دیاں موصوعے بے اصل تمام قسم کی معاشرت جمع کر دی ہیں عموماً سندلاتے ہیں کبھی نہیں لاتے۔ اپنے قول کے طور پر بات ذکر کر دیتے ہیں۔ یہ چیز ایل علم پر داشت ہے۔ کوئی معنی امر نہیں اس رداشت کی مذکورہ سند ذکر کی ہے۔

(۲) طبری نے محمد بن عمر و اقدی سے یہ اہل حاصل کیا ہے۔ اقدی بزرگ مشہور کتاب ہے، متذکر ہے، واضح الحدیث ہے۔

(تقریب التہذیب و تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۳۶۳۔ تخت محمد بن عمر و اقدی، ج ۹، ص ۳۶۴۔ تخت محمد بن عمر و اقدی)

جب تک دوسرے ذریعہ سے اس کے قول کی تصدیق و توثیق نہ ہو جائے قابل تسلیم نہیں اور اس کی متفاہ داشتیاً متذکر ہوتی ہیں۔ اس رداشت میں جو کچھ درج ہے کسی صحیح رداشت سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔

(۳) ماقنی نے عمر بن راشد سے نقل کیا اور عمر اگرچہ تقداری ہے اور اس کے بیسے درج و توثیق بہت کچھ اہل علم نے درج کی ہے۔ اس کے باوجود یہ بات بھی ملتی ہے کہ عمر کا ایک برادر زادہ ریاخواہزادہ رافضی تھا۔ عمر کے ذریعہ ردايات ریعنی کتابوں، پرساں کو قدرت حاصل ہوئی اور اس نے ان میں تصرفات کر دیتے۔ اس مسئلہ کے بیسے مندرجہ ذیل مقامات ملاحظہ فرمادیں۔ اور ابن حجر کے انفاظ مندرجہ ذیل ہیں:-

”قال ابو حامد ابن الشرق حدیث باطل والدیوب
فیه ان معمراً کان له ابن اخ راضی و كان معمر بیکنه
من کتبه فادخل علیه هذالحدیث“

(۱) میران الاغتمال للنہبی، ج ۱، ص ۳۸، تخت

احمد بن الازہر بن نبیع النیسا پوری۔

(۲) تہذیب التہذیب لابن حجر، ج ۱، ص ۱۲، تخت

اسد بن الازہر بن نبیع۔

(۳) ذیل اللالی المصنوعہ اسیوی کتاب المناقب ص ۱۰

طبع علوی، کھنوی، قدمی، طبع تخت مناقب علی بن ابی طالب

یہاں پر بات لازماً قابل ذکر ہے کہ کوئی نبیع عن الحق کرنے والا درست یہ تا عده تصنیف فرائے کہ عصر تو معمراً کی عام ردايات مشکوک ہو گئیں نہیں یہ بات غلط ہے۔ بلکہ مذکورہ واقعہ علام نے معمراً کی ان ردايات کے تحت نقل کیا ہے جو قواعد علم کے خلاف ہیں۔ منکر اور شاذ قسم کی ردايات ہیں۔ شریعت کے مسئلہ و اعد کے مخالف نظر آتی ہیں اور ان کا کوئی صحیح محل قائم نہیں ہو سکتا۔ معمراً ایسی ردايات کے متعلق محققین علماء نے بیشک تصریح کی ہے کہ ان میں اشتباہ و تخلیط پائی گئی ہے۔ اور ہماری زیر بحث طبری کی رداشت بھی اسی نوع کی ہے۔ فلہمدادہ بھی قابل قبول نہیں۔

(البداية لابن کثیر، ج ۸، ص ۱۱-۱۲، تخت عمان غربیۃ من الغرب)

وَأَبْدَةٌ مِّنَ الْأَوَابِدِ

(۴) بچھ مرمنے اس قسم کو زہری سے لیا ہے اور یہ تمام واقعہ زہری کا اپنا قول ہے۔ اس دور کے کسی معروف شخص کا قول نہیں۔ زہری ثقہ امامی ہے لیکن قابل غوریہ بات ہے کہ ابن شہاب زہری اس وقت موجود ہی نہ تھے۔ بلکہ ان کی پیدائش مہاجر میں علماء نے بھی ہے۔ اور یہ واقعہ رجتگ افریقیہ کا قریب (کہ میں) پیش آیا تھا۔ ربیسا کہ (بن خیاط کا حرالگزنا ہے) اور طبری نے اس کو سن استدھ کے تحت درج کیا ہے لیکن خلیفہ ابن خیاط کی تحقیق درست معلوم ہوتی ہے۔ گویا کہ قریب اور بیان کیتیں اس سال علامہ زہری بعد میں پیدا ہوتے تھے بچھ ان کا سن شعور کم انکم پندرہ سال ہی سمجھا جاتے

تو سینتائیس سال ہوئے۔ اتنی مدت کے اندر یہ روایت کہاں کہاں رہی کہ کس نے اسے بیان کیا کیس شخص نے ابن شہاب زہری کو سنائی سارے مراحل قابلِ اتم ہیں ابن کے مقابل متصل السندا در صحیح روایات جو ہیں جن میں یہ مطاعن غمانی نہیں ہیں ان کو قبول کیا جاتے گا اور اس روایت کو مترک سمجھا جاتے گا۔

یہ دونوں بجا یوں کا عملی و فوئی تضاد ہوا۔ اس صورت میں عبد الرحمن بن ابی بکر کے عملی تعاون کو مقدم رکھا جاتے گا اور محمد بن ابی بکر کے اختلاف کو موخر کر دیا جائیگا۔ اس لیے کہ عبد الرحمن کا مقام و مرتبہ محمد بن ابی بکر سے ہر حافظ سے فائق ہے۔

— اس کے علاوہ ایک یہ چیز بھی سوچنے کی ہے۔ اس روایت کی رو سے محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی خدیفہ نے یہ تمام شورش جنگ کے موقع پر جا کر کھڑی کی ہے۔ یہاں مدینہ شریعت میں یہ مسئلہ کیوں نہیں اٹھایا؟ اگر یہ مسائل صحیح تھے تو ان کو پہلے مرکز اسلام مدینہ میں لوگوں کے سامنے بات رکھنی چاہیے تھی مصر سے اُنکے نکل کر مدینہ مرکز میں جا کر اس کا کیا موقع تھا؟ خلاصہ المرام یہ ہے کہ یہ روایت عقللاً بھی قابلِ تسلیم نہیں ہے، جیسا کہ نقلًا قابلِ قبول ہے۔

روایت کے اعتبار سے اس پر کلام قابلِ غور چیز یہ ہے کہ اگر ان روایت کی بیان کردہ اشیاء

درست فرض کریں جائیں (کہ عثمانؓ میں فلاں فلاں عیوب ہیں اس وجہ سے ان کا نون گرانا درست ہے وغیرہ) تو جنگ افریقیہ کی اس مہم میں مدینہ منورہ سے اکابر صحابہ اور ہاشمی و قریشی جوانوں کی ایک بڑی جماعت مثلًا ابن عمر بن عبرون العاس، ابن عباد عبد الرحمن بن ابی بکر، عبد اللہ بن زبیر بن العوام، عمشوہ بن مخزوم، بسر بن اطاة، تیدنا حسن و سیدنا حسین (بقول ابن خلدون) وغیرہ کیوں شرکیب ہہا دھوئے۔ ان لوگوں کی پہلے حضرت عثمانؓ پر، پھر عبد اللہ بن سعد پر یہی اعتراضات کھڑے کرنے چاہیے تھے کیونکہ نہ اعتراض قائم کیے؛ خاموشی کے ساتھ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے ماتحت ہو کر جتنی ہمہوں میں کسیوں شامل ہو گئے؟

— دوسری یہ چیز قابلِ توجہ ہے، محمد بن ابی بکر و محمد بن ابی خدیفہ ذریعہ طبقہ کے لوگ ہیں ٹرسے ٹرسے اشراف و اکابر قریش تو نذکورہ مطاعن کو مدنظر نہ رکھیں اور نہ یہ عیوب پھیلائیں۔ یہ چھوٹے لوگ ان عیوب کا پریا کریں گویا ان کو یعنی نظر آگئے اور اکابر کو مدنظر نہ آئے۔

— اور بقول بلا فرقی حضرت ابو بکر کے صاحبزادے عبد الرحمن بن ابی بکر اس جنگ افریقیہ میں عبد اللہ بن سعد کی ماتحتی میں بخوبی شرکیب ہوتے اور ان کے برادر محمد بن ابی بکر عبد اللہ بن سعد پر اور حضرت عثمانؓ دونوں پرشتر سے اس موقع پر طعنہ زندگی لئے ہیں

مروان بن الحکم کے متعلقہ احادیث

(۴)

حضرت عثمان نے جن اقرباء کو حکومت کے کاموں میں شامل کیا تھا ان میں ایک مروان بن الحکم بھی ہے۔

حضرت عثمان کے باقی اقارب کی طرح اس پر بھی کوئی قسم کی تنقیدیں کی جاتی ہیں مروان کی خوبیاں معدوم کر دی گئی ہیں اور خوبیاں اُجھاگر کی گئی ہیں۔ حالانکہ ایک شخص میں اگر خامیاں ہوتی ہیں تو ضرور کچھ خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ تو اس اعتبار سے یہاں مروان کے جستہ جتنہ حالات ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) — مروان کی زندگی کا وہ نقشہ جو اغراضِ کنڈگان نے پیش کیا ہے۔ اس میں قبائلی تعصیب اور تاریخی بے راہ روی کو بہت کچھ دخل ہے۔ انہی تاریخی مواد پر نظر کرتے ہوئے بعض علماء اور صنفیین نے مروان پر تنقید کر دی ہے۔

— آئینہ سطور میں ہم مروان کی زندگی کے پہنچ حالات دو اتفاقات پیش کرتے ہیں جن سے اس کی اہمیت و صلاحیت نمایاں ہوگی اس کا اخلاقی درکار روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگا۔ قبائلی تعصیب کا جواب بھی ساتھ ساتھ ہو گا۔ ”نسی انتیازات“ بے وزن نظر آئیں گے۔ بنو ہاشم اور بنو امية کے تعلقات کا پہنچ پہلو بھی سامنے آسکے گا۔

(۲) — مروان کی معصومیت کے ہم دعویدار ہیں ہیں۔ اور نہ ہی ہم اس بات پر مصروف ہیں کہ مروان سے کوئی خطاب سرزد نہیں ہوتی۔ ہو سکتا ہے اس سے بعض

خطائیں موقر بر موقر صادر ہوتی ہوں۔ اللہ اس کو معاف فرمائیں لیکن اس کی خوبیوں کا پہلو سامنے لانا ایک علی اور تاریخی ضرورت ہے۔ اس بنا پر ہم آئندہ سطور میں مرانی تصویر کا دوسرا رُنگ عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ منصف طبائع خود بخدا لیت سے مطلع ہو سکیں۔ اور مختلفین مردان نے جو مردان کا کردار بطور تھارت بیان کیا ہے، اس کے ساتھ موازنہ کر سکیں۔

(۳) — قبل ایں بحث اول میں مروان کے منصب و عنده کے متعلق

نقفر ابعض اشیاء ذکر کی ہیں ان کو بھی ذکرہ مروان میں ملحوظ رکھیں۔ نیز یہ بھی عرض ہے کہ مروان کی مندرجہ اشیاء عثمانی دور کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ کوئی چیزیں بعد کے دور کی ہیں۔ گویا کہ مردان کی شخصیت کے اعتبار سے بحث ہو رہی ہے۔

(۴) — اس بحث کے آخر میں بعض شہادات کا ازالہ بھی مناسب ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس کو حسیبِ موقعہ پیش فرمات کیا جائے گا۔

تحقیق حالات — مروان کے والد کا نام الحکم بن ابی العاص بن امیہ ہے حضور محمد پیش کر رکھے ہوئے افسوس مصلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت بعض علماء کے ہاں مروان کی عمر پانچ سال اور بعض کے نزدیک آٹھ سال تھی۔ یہ اپنے والد کی معیت میں ان کے انتقال تک مدینہ شریعت میں مقیم رہا اور الحکم بن ابی العاص کی وفات ﷺ میں بھی سبقتی۔

”..... قالوا أقبحن رسول الله صلى الله عليه وسلم ومروان بن الحكم ابن شمان سنين فلم يزل مع أبيه حتى مات أبوه الحكم بن ابى العاص فى خلافة عثمان بن عفان ... الخ“

(۱) — طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۲۶۔ تخت

مروان بن الحکم۔ طبع یمن۔

(۱) — علماء انساب نے لکھا ہے کہ حضرت علی کی صاحبزادی رملہ مروان بن الحکم کے لڑکے معاویہ کے نکاح میں تھی۔ رملہ کا نکاح اس سے قبل ابوالہیايج عبد اللہ بن ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب کے ساتھ تھا۔ اس کی رملہ سے اولاد بھی ہوتی تھی لیکن یہ اولاد فوت ہو کر ختم ہو گئی۔ اس کے بعد رملہ کا نکاح مروان کے لڑکے معاویہ کے ساتھ ہوا۔

اول (۱) — وکانت رملة بنت علی عند ابی الہیايج واسمه عبد الله بن ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب ولدت له وقد انقض ولد ابی سفیان بن الحارث ثم خلف عليها معاویہ بن مردان بن الحکم بن ابی العاصی۔

رکناب نسب فرش، ص ۵۳ تخت دلدادی بنی طالب)

(۲) و معاویۃ — شفیقی عبد الملک
..... و تزوج رملة بنت علی بن ابی طالب بعد ابی الہیايج عبد الله بن ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب۔

رجہرة النسب العرب لابن حزم، ص ۸۷ تخت اولاد الحکم بن ابی العاصی و ولد مروان ابینہ)

دوم (۲) — دوسرا رشتہ علماء انساب نے اس طرح لکھا ہے کہ حضرت امام حنفی کے لڑکے حسن شنیشی کی لڑکی زینب مردان کے پوتے ولید بن عبد الملک کے نکاح میں تھی جیکہ وہ خلیفہ تھا اور یہ زینب وہ ہیں کہ جن کی ماں حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔

(۲) — الاصابہ، ص ۲۵۶، ج ۳۔ معد الاستیعاب

تحت مروان بن الحکم، فی القسم الثانی۔

”مات الحکم سنۃ اثنین و شلادیین فی خلافۃ عثمان“

(۳) — الاصابہ، ج ۱، ص ۳۵۵۔ تخت الحکم بن ابی العاصی

— ماہ رمضان المبارک ۵۷ھ میں ۳۰ سال کی عمر پر کمر مشتی میں مروان

نے اس دارِ فانی سے انتقال کیا۔

وصمات فی شهر رمضان سنۃ خمس و سیّین بدمشق ... الخ

(۱) — الجمیعین رجال الصعین، ص ۵۰۴۔ ۵۰۲۔ تخت
مروان بن الحکم۔ طبع جید ر آباد کن۔

(۲) — الاصابہ، ص ۵۴۳، ج ۳۔ معد الاستیعاب تخت

مروان فی القسم الثانی)۔ طبع مصر

(۳) — البدایر لابن کثیر، ج ۸، ص ۲۶۔ آخر ترجمۃ
مروان بن الحکم۔

داما عثمان حضرت عثمانؑ کے نزدیک مروانؓ عمرہ اخلاق اور بہتر کردار کا مالک تھا۔ اس لیے انہوں نے اپنے اس چاپزاد برادر کو اپنی صاحبزادی اباں ابن الحکمی نکاح میں دی تھی۔ اس سے مروان کی اولاد ہوتی اور امام اباں الحکمی مروان کی زوجیت میں ہی فوت ہوئی۔

... و تزوجت امام اباں الحکمی مروان بن الحکم بن ابی العاصی فولدت له و توفیت عندہ زوجہ ایاها عثمانؑ

نسب فرش، ص ۱۱۲۔ تخت اولاد عثمانؑ

— اس کے بعد تضوی خاندان اور مروان کے قبیلہ کے مابین چند رشتے ذکر

مصعب بن عبد الله النبیری نے حسن ثنی کی اولاد کے تحت یہ رشته رنج کیا ہے۔

”وَكَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ حَسْنٍ بْنِ عَلَىٰ عَنْدَ الْوَلِيدِ
بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانٍ وَهُوَ خَلِيفَةٌ“

رکتاب نسب قریش مصعب نبیری ص ۵۶
تحت اولاد حسن ثنی)

اور ابن حزم نے جمہرۃ الانساب میں مروان بن الحکم کی اولاد کی تفصیل کے
تحت رشته مذکورہ بالاذکر کیا ہے۔

”... وَلَدُ مَعَاوِيَةَ بْنِ مَرْوَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْوَلِيدِ
بْنِ مَعَاوِيَةَ أَمْهَ زَيْنَبُ بِنْتُ الْحَسْنِ بْنِ عَلَىٰ بْنِ إِبْرَهِيمَ
طَالِبٌ“

(جمہرۃ الانساب العرب لابن حزم الاندلسی میں)
تحت اولاد مروان بن الحکم

فائدہ : ناظرین کرام پر واضح رہے کہ معاویہ بن مروان کے نکاح میں رملہ
بنت علی پہلے تھی اور زینب بنت حسن ثنی اس کے نکاح میں اس کے بعد تھیں
ران ہردو کے نکاح کا زمانہ اگر اگر ہے) اور زینب بنت حسن ثنی کے یکے بعد
دیگرے دو خواند تھے۔ ایک معاویہ بن مروان تھا، اس کے بعد مروان کا پوتا ولید بن
عبدالملک بن مروان تھا۔ یہ تصریح معلوم نہیں ہو سکی کہ پہلے کس کے نکاح میں تھی اور
بعد میں کس کے نکاح میں آئی۔ چچا اور بھتیجی کے نکاح
میں یکے بعد دیگرے ایک عورت کا منکوحہ ہونا کوئی عیوب نہیں۔

سوم (۳) — اور اس خاندان کا تیرسا رشته اس فن کے علماء نے اس طرح

لکھا ہے کہ :-

”حضرت سیدنا حسن بن علی الرضا کے لڑکے زید بن حسن کی لڑکی نفیسه
کا نکاح مروان کے پرستے ولید بن عبد الملک بن مروان سے ہوا اور اس
سے اولاد بھی ہوئی۔“

”..... وَنَفِيْسَةَ بِنْتِ زَيْدٍ تَزَوَّجَهَا وَلِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ
بْنِ مَرْوَانٍ فَتَوْقِيْتُ عَنْهُ دَامَّهَا لِبَابَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمَطَّبِ بْنِ هَاشَمٍ“

طبعات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۳۳۔ تحت

زید بن حسن بن علی بن ابی طالب)

..... وَكَانَ لِزَيْدِ ابْنَةً، اسْمَهَا نَفِيْسَةَ خَرَجَتْ إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ
عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانٍ فَوُلِدَتْ مِنْهُ

”وَقَدْ قِيلَ أَنَّمَا خَرَجَتِ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ اِنْهَا مَاتَتْ
حَامِلًا مِنْهُ دَامَّهَا لِبَابَةَ وَكَانَ زَيْدٌ يَفْدَعُ عَلَى الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
وَيَقْعُدُ عَلَى سَرِيرِهِ وَيَكْرَمُهُ لَمَّا كَانَ ابْنَتْهُ“

رغمۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب از

سید جمال الدین ابن عنیتہ (شیعی) ص ۷۰

المقصد الاول تحت عقب زید بن حسن

تنبیہ : بعض علماء نے کہا ہے کہ نفیسه کا نکاح عبد الملک سے ہوا، لیکن یہ صحیح
نہیں۔ بلکہ ولید بن عبد الملک بن مروان کے ساتھ نکاح ہونا صحیح ہے۔ اور لفظ ”خرجت“
کی تعبیر شیعہ علماء کی طرف سے ہے۔ ہمارے علماء نے اس طرح نہیں ذکر کیا۔ فاہم۔
چھام (۳) — اور چوتھا رشته اس طرح منقول ہے کہ مروان بن الحکم کے حقیقی بھائی

الحارث بن الحكم کے پوتے رسمی اسماعیل بن عبد الملک بن الحارث (کے نکاح میں حضرت امام حسن بن علی المنشی کی پرتو مسماۃ خدیجہ بنت حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب تھی) اس سے اسماعیل مذکور کی اولاد مسلمہ اسحاق حسین - محمد وغیرہ بھی ہوئی۔ اور خدیجہ کو بعض علماء ام کلثوم کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔

..... فولد اسماعیل بن عبد الملک بن الحارث مسلمة
واسحق و مروان و حسیناً و محمدًا اقْمِمْ ام کلثوم بنت الحسين
بن الحسن بن علی بن ابی طالب ۷

(۱) — کتاب نسب قریش لمصعب النبیری، ص ۱۶
تحت الحارث بن الحكم ۷

(۲) — کتاب نسب قریش، ص ۱۵۹
علی ۷ بن ابی طالب ۷

..... ولد اسماعیل بن عبد الملک بن الحارث بن الحكم المذکور
محمد الکید و الحسین و اسحاق و مسلمة اعم خدیجۃ بنت الحسین
بن حسن بن علی بن ابی طالب ۷

رجہہ انساب العرب لابن حزم، ص ۱۰۹
تحت اولاد محمد بن مروان بن الحكم ۷

پنجم رو، اوس پانچواں رشته علامہ ابن حزم نے اسی مقام میں یہ ذکر کیا ہے کہ خدیجہ مذکورہ کے بعد خدیجہ کی چاڑا دہن مسماۃ حمادہ (بنت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب) اسماعیل مذکور کے نکاح میں آئی اور اس سے (محمد الاصغر - الولید - یزید وغیرہ) اسماعیل کی اولاد ہوئی۔

..... ولد اسماعیل بن عبد الملک بن الحارث بن الحكم

..... محمد الاصغر والولید و یزید اعم حمادۃ بنت
الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب خلفت علیہا بعد بنت علیہا
المذکورۃ ۷

(جمعہہ انساب العرب، ص ۱۰۹)
ولد محمد بن الحكم
مردان بن الحكم ۷

من درجہ بالا عنوان کے تحت متعدد رشته داریاں ان ہر دو خاندانوں کی ذکر کردی گئی ہیں۔ یہ ”نبی تعلقات“ دونوں قبائل کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کے لیے عده آثار ہیں جو ہمیشہ کے لیے تاریخ کے اور اق پر ثابت ہیں اور عمدہ شہادتیں ہیں جن کی تکذیب کرنا مشکل ہے۔

اب اگر وقتی طور پر کاہے گاہے ان خاندانوں کے درمیان کوئی تنازع یا متناقضہ پیش آیا ہے تو اس کا ذکر قوع ایک وقتی مسئلہ کی ہمیشیت میں متصور ہو گا جیسے وقتی مسائل سامنے آتے ہیں اور فرو ہو جایا کرتے ہیں اور ان کو اپنی حدود میں ختم کر دیا جاتا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تنازعات عموماً وقتی ہو کرتے ہیں اور رشته داری کا تعلق و اتنی ہوتا ہے اور پہنچا پشت تک جاری رہتا ہے۔

نیز تاریخی موارد میں جوان خاندانوں کے درمیان اختلافات کی راستائیں ذکر کی جاتی ہیں ان میں اصلیت کم ہوتی ہے اور افراد و تفريط کو زیادہ دخل ہوتا ہے۔ ان تاریخی چیزوں کو مبنی برحقیقت قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں ہوتا۔

یہ تمام رشته حضرت علی المنشی کی اولاد شریعت نے مروان کے خاندان کو نامذکور کو بخوبی دیئے اور برضا مندی یہ ”نبی تعلقات“ قائم کیے۔ یہ تاریخی حقائق ہیں ان کے ذریعہ یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ سُرت مرتشی کا خاندان مروان کے خاندان کو بُرا نہیں جانتے بلکہ اچھا سمجھتے تھے اسی بنا پر یہ سبی تعلقات باہمی قائم کیے گئے۔

نیز واضح ہوا کہ مروان بن حکم کے حق میں قباحتوں کی داستانیں صحیح نہیں ہیں۔ جس طرح بعد واسے لوگوں نے پیش کی ہیں۔ اس لیے کہ مروان کے خاندان کے ساتھ رشتہ قائم کرنے والے ہاشمی حضرات اس دور کے قریب تر لوگ ہیں ان پر یہ تمام "مروانی کا رستا نیا" آشکارا ہونی چاہیے اور ان کے سامنے مروانی کروار واضح ہوتا چاہیے تھا۔

یا ایں ہمہ اگر ہاشمی بزرگ یہ دلخیل نہیں اس قبیلہ کے ساتھ قائم کرتے ہیں تو ان حضرات نے خاندانی تعامل اور عملی تعامل کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا کہ مروان اور اس کا خاندان اس طرح قابل نفرت اور لاائقِ خدمت نہیں ہے جس طرح روایات کے روایوں نے قوم میں نشر کر دیا ہے۔

علمی قابلیت اور ثقاہت

مروان کے علمی مقام اور قابلیت کے متعلق ہماری دینی کتب میں بہت کچھ موارد موجود ہے۔ چند ایک چیزوں اس مضمون کے متعلق ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ — مروان بن حکم کی علمی توثیق اس قدر مسلم ہے کہ یہ اکابر صحابہ کرام مثلاً حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت زید بن شاہنشہ، عبد الرحمن بن الاسد، وغيرہم سے روایاتِ حدیث اور مسائل شرعی نقل کرتا ہے۔ اور مروان سے بعض صحابہ کرام اور اکابر تابعین مثلاً سهل بن سعد الصحابی (علی بن الحسین (التابعی)، عروہ بن الزبیر (التابعی)، سعید بن المیتب و مجاہد وغيرہم روایت حاصل کرتے ہیں۔

"ردی مروان عن عثمان و عثمان و علی رضی اللہ عنہم و روی عنہ (مروان) سهل بن سعد، علی بن الحسین و عروہ بن الزبیر و ابوبکر بن عبد الرحمن" ۱)

(۱) — کتاب الجرج و السعدیل (ابن ابی حاتم الرازی

ج ۳-ق ۱، ص ۱۶۷ تخت مروان بن الحکم طبع دکن۔

(۲) — الجمیع میں رجال الصیحیین، ص ۱۰۲-۵۰۵ تخت مروان بن الحکم بن ابی العاص طبع دکن۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ مروان بن الحکم کا مقام حدیث میں مستند و معتبر ہے یہ فی حدیث میں متفہم نہیں۔ اس کی روایت پر اکابر محدثین اور کتاب فقہاء تھے اتنے نے اعتماد کیا ہے۔ اور اس کی روایات کو اپنی اسانید کے ساتھ کتابوں میں نقل کیا ہے مروان کی چند ایک روایات بطور مکونہ ذکر کی جاتی ہیں۔

— عروہ بن الزبیر کہتے ہیں کہ حدیث کے باب میں مروان متفہم نہیں۔

— سہل بن سعد صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے صدق پر اعتماد کر کے اس سے روایت نقل کی ہے۔

— امام مالک نے مروان کی حدیث اور اس کی مجتہد اور رائے پر پرا اعتماد کیا اور اپنے "موطا" میں مروان سے متعدد شرعی مسائل نقل کیے اور مسلم کے علاوہ باقی محدثین نے مروان کی روایات پر اعتماد کیا ہے۔

— قال عروة بن الزبیر كان مروان لا يتفهّم في الحديث ۲)

— وقد روى عنه سهل بن سعد الساعدي الصحاوي اعتماداً على صدقه ... ۳)

— وقد اعتمد مالك على حديثه ورأيه وبالباقة من سوى مسلم المحددي اسأري مقدمه فتح الباري (ابن ججر) ج ۴-

ص ۱۶۳ تخت حرف المیم طبع مصر۔

موطا امام مالک امام مالک نے اپنی مشہور تصنیف موطا کے مقدمات میں مروان بن الحکم سے شرعی مسائل باسن نقل کیے ہیں اور

(۳) — موطا امام محمد، ص ۲۹۹۔ کتاب المحدود۔ باب

من سرق ثمراً او غير زالک تمام حيرزه۔

(۴) — موطا امام محمد، ص ۳۰۳۔ باب المثلث کتاب المحدود۔

(۵) — موطا امام محمد، ص ۳۰۳۔ کتاب البیورع۔ باب الہبۃ والصدقة۔ مطبوعہ مصطفیٰ بخنو۔

مشہور حدیث عبد الرزاق نے اپنی تصنیف "المصنف"
عبد الرزاق میں مروان کے ذریعہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علی التضیی
کا ایک فرمان نقل کیا ہے۔ جو بحث ایلاء کے متعلق ہے۔

"..... مردان نے کہا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایلاء کے چار ماہ جب گزر جائیں تو ایلام کنندہ شخص کو محبوس کر کے مجبور کیا جاتے گا۔ یا تو اس عورت کے حق میں (قسم سے) رجوع کرے، یا پھر طلاق نے دے۔"

یہ روایت کرنے کے بعد مروان نے کہا کہ اگر اس نوعیت کا تائزہ میرے سامنے آئے تو علی التضیی کے فرمان کے مطابق میں فیصلہ کروں گا۔"

— عن عبد الرزاق عن الشوری عن دیوث عن مجاهد عن مروان عن علیؓ قال اذا مضت الاربعة فانه يحبس حتى يفی او بیطلق۔ قال مروان ولو لیت هذ القضیت فیه بقضا علىؓ۔ (۱) — **المصنف عبد الرزاق**، ج ۶، ص ۲۵۶۔ طبع اول مجلس علیؒ باب انقضاض الاربعة (بحث ایلاء) طبع بریو۔

اس پر پونی طرح اعتماد کیا ہے۔ مثال کے طور پر چند مقام ذکر کیے جاتے ہیں:-

(۱) — المؤطا لامام مالک، ص ۳۰۳۔ طبع مجتبائی دہلی تخت الوضوء من مس الفرج۔

(۲) — المؤطا لامام مالک، ص ۸۔ طبع مجتبائی دہلی۔ کتاب الصیام، باب ماجاری صیام الذی یصح جنباً۔

(۳) — المؤطا لامام مالک، ص ۳۰۳۔ طبع مجتبائی دہلی جامع ماجاری المیین علی المنیر۔

(۴) — المؤطا لامام مالک، ص ۳۰۳۔ طبع مجتبائی دہلی تحت العقصاص فی القتل۔

(۵) — المؤطا لامام مالک، ص ۳۵۶۔ کتاب السرقة باب ملاقطع فیہ طبع دہلی۔

موطا امام محمد اسی طرح امام محمد بن حسن الشیبانیؓ نے بھی اپنی کتاب "موطا" میں مردان بن الحکم سے متعدد دینی مسائل باشد نقل کیے ہیں اور پورے وثوق کے ساتھ انہیں درج کیا ہے۔ ذیل میں ابواب کے ذریعہ شاذہ ہی کردی ہے۔ تمام عبارت نقل کرنے میں تطویل تھی۔ اس لیے یہ صورت اختیار کی ہے۔ اہل علم رجوع فرمائتی فرماسکتے ہیں۔

(۱) — موطا امام محمد بن حسن الشیبانی، ص ۸، امطبوعہ مصطفیٰ بخنو۔ باب الرجل بطبع له الفخری رمضان وصونیت۔

(۲) — موطا امام محمد بن حسن الشیبانی، ص ۲۹۰۔ باب دبة الأنسان۔

— اور المصنف لابن ابی شیبہ، جلد خامس میں مروان کا یہ قول بالفاظ
زیل منقول ہے:-

«..... قال مروان و لوَّيْتُ لفعلتِ مثل ما يفعل»

المصنف لابن ابی شیبہ، ج ۵، ص ۱۳۴۔ طبع حیدر آباد کن
تحت فی المولی یوقف۔ ابجات ایلار۔

مُسْنَد امام احمد امام احمد نے مسند امام احمد، جلد رابع میں ایک مستقل عنوان
قائم کیا ہے۔ اس میں المسور بن المخرمة النہری اور مروان
بن حکم کی روایات کو ملا کر درج کیا ہے۔ اور المسور بن المخرمة صنوار صحابہ میں سے ہیں۔
ص ۲۲۳، ج ۴ میں اس سے کہ ص ۲۳۳ تک ان دونوں حضرات کی بہت سی روایات
مسند احمد میں مذکور ہیں اور عزم ان ان الفاظ کے ساتھ قائم کیا ہے۔

— حدیث المسور بن مخرمة النہری و مروان بن الحکم رضی اللہ عنہما۔

— اور مسند احمد جلد خامس میں زید بن ثابت کی روایات کے تحت بھی
مروان کی روایت نقل کی ہے۔

“..... عروة بن الزپیران مروان اخبره قال قال لى

زید بن ثابت مالک تقدیم المغرب بقصاص المفضل... الخ

ومسند احمد، ج ۵، ص ۱۸۹ مونتخب کنز العمال تحت

(زید بن ثابت)۔ طبع مصر، تدمیر طبع۔

— اسی طرح مسند احمد کے متعدد مقالات میں مروان کی روایات دستیاب
ہوتی ہیں یہ اشارہ دہی بطور نمونہ سپشیں کر دی گئی ہے۔

امام بخاری نے مروان بن الحکم کی روایات صحیح بخاری میں ذکر
بخاری شریف کی ہیں۔ ایک تمام میں المسور بن مخرمة اور مروان دونوں

کی روایت کتاب الوکالت میں ذکر کی ہے۔

«..... عن ابن شهاب قال ورغم عروة ان مروان
بن الحكم والمسور بن المخرمة اخبرا ان رسول الله صلی اللہ
علیہ وسلم قام حين جاءه وفده رازن مسلمین... الخ»
دیگاری شریف، ج ۱، ص ۳۰۶۔ کتاب الوکالت، باب
اذ اوہبب شيئاً لوكيل... الخ۔ طبع نور محمدی۔ پہلی۔

اسی طرح مروان سے سہل بن سعد الساعدي (صحابی) و دیگر تابعین نے وہی
واسل کی ہے وہ بھی بخاری میں ہے۔ اس چیز کی تائید و تصدیق حافظ ابن حجر نے
قد مفتح الباری میں ان الفاظ سے کہ ہے کہ مروان بن الحكم الاموی حدیثان۔ الخ
یعنی بخاری میں مروان کی دو عدد حدیثیں منقول ہیں۔

(ہدی الساری مقدمہ فتح الباری، ص ۱۹۲-۲۶۵)

تحت ذکر عدۃ مائل صحابی فی صحیح البخاری موصول اور
معلقاً... الخ۔

اور ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:-

“..... فاننا حمل عنه سهل بن سعد و عروة بن
الزبیر و علی بن الحسن و ابوبکر بن عبد الرحمن بن
الحارث و هؤلاء اخرج البخاری احادیثهم عنه فی
صحیحه... الخ”

رسدی الساری، ج ۲، ص ۱۶۳۔ تحت حرف

المیم۔ طبع مصر۔

اس مقام میں حافظ ابن حجر نے وضاحت کر دی کہ مروان بن حکم سے

(۱) امیر معاویہ نے فرمایا کہ مروان بن الحکم اللہ کی کتاب کا فاری ہے۔ اللہ کے دین کا فقیہ ہے، اللہ کے حدود و قائم کرنے میں مضبوط ہے۔

”فتقال اماالتاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین اللہ الشدید فی
حدود اللہ مروان بن الحکم۔“

(البداية، ج ۸، ص ۲۵۷۔ تحقیقہ مروان بن الحکم)

(۲) اس کے بعد مروان کے ہمدردہ قضا کابیان درج ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ رامیر معاویہ کے دور میں بعض دفعہ مروان منصب قضا پر بھی فائز تھا۔ اور امیر المؤمنین عمرؑ کے فیصلہ شدہ قضا یا کی روشنی میں اپنے مقدمات کا فیصلہ صادر کرتا تھا۔

”مَعْنَى الْأَمَامِ أَحْمَدَ قَالَ يَتَالِ كَانَ عِنْدَ مُرْوَانَ قَضَاءً وَكَانَ يَتَبَعُ
قَضَاءَيْ عَمَرِ بْنِ الْخَاطِبِ“

(البداية، ج ۸، ص ۲۵۸۔ تحقیقہ مروان)

(۳) اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں مروان کی علیٰ یافت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ ”مروان اپنے دور کے فقہار میں شمار کیا جاتا تھا۔۔۔ وَمَان
يُعَذِّبُ فِي الْفَقِيهِاءِ۔۔۔ الْخَ“

(الاصابہ مع الاستیغاب، ج ۳، ص ۲۵۵۔ تحقیقہ

مروان بن الحکم فی القسم الثانی)

(۴) علامہ ابن تیمیہ نے مروان کا علیٰ فقہی مقام ان الفاظ کے ساتھ درج کیا ہے
”۔۔۔ اخرج اهل الصحاح عدۃ احادیث عن مروان وله قول مع
أهل الفتیا۔۔۔ الْخَ“

(منهج الشنة، ج ۳، ص ۱۸۹)

سے روایت حاصل کرنے والے بعض صحابہ کرام کے علاوہ بڑے بڑے اکابر تابعین مثلًا عروہ بن زبیر اور امام زین العابدین (علیٰ بن الحسین)، وغیرہ بھی میں جنہوں نے مروان پر دینی و علمی اعتماد کرتے ہوئے روایت محسوب کی ہے، اور شرعی مسائل ان سے نقل کیے ہیں اور امام بخاریؓ نے ان چیزوں کو صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے۔

(فائدہ کا)

اہل علم کی اطلاع کے بیے عرض ہے کہ امام بخاریؓ نے اپنی تاریخ کبیر جلد راجح (القسم الاول، ص ۳۶۸) میں مختصر ساز ذکر کیا ہے لیکن ناقدانہ کوئی چیز مروان کے حق میں نہیں ذکر کی اور اسی طرح ابن الجائم رازی نے کتاب البرح والمعبد جلد رابع (القسم الاول، ص ۲۷) میں مروان کا تذکرہ مختصر ذکر کیا ہے کہ فلاں صحابی اور فلاں تابعی نے مروان سے روایت حاصل کی ہیکن مروان پر نقید کا فقط نہیں لکھا ہے تفاہست درج کی ہے۔

اہل علم حضرات کو معلوم ہے کہ مذکورہ دونوں کتابیں تراجم و رجال کی کتب کے میانے مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ کتابیں مروان کی تنقیدات سے خاموش ہیں۔ وہ نقد نہیں ذکر کرتیں جو بعد کے لوگوں نے تاریخی ذخائر سے متاثر ہو کر ذکر کر دیتے ہیں۔

مروان کا دینی و علمی مقام
علامہ ابن کثیرؓ نے البدایہ میں مروان کے ترجیح کے تحت مروان کی اعلیٰ صلاحیتوں اور اور فقہاء میں شمار خوبیوں کو ذکر کیا ہے۔ وہاں حضرت معاویہؓ کا قول مروان کے حق میں نقل کیا ہے جس سے مروان کی علیٰ اور دینی قابلیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

یعنی صحابہ کے محدثین نے متعدد احادیث مردان سے تخریج کی ہیں اور اہل فتاویٰ میں مردان کا قول بیان ہے۔

(۵) — ذکر کردہ چند ایک چیزیں مردان کی علمی ثقابیت کی ذکر کی ہیں۔ اب ہم آخر میں قاضی ابو یکبر بن العربی المستفی صلحت کا قول مردان کے حق میں درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام مردان کے علمی مقام کا اندازہ کر سکیں۔ فرماتے ہیں کہ

— مردان صحابہ کرام اور تابعین اور فقہاء مسلمین کے نزدیک عادل اور شفہ آدمی ہے ...

— بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سهل بن سعد انصاری نے مردان سے روایت نقل کی ہے۔ مردان تابعی ہے اور وہ اپنے ہم صوروں سے ایک قول کے اعتبار سے صحابی ہونے کے شرف میں فضیلت حاصل کر چکا ہے۔

— فقہاء زمان کے ہاں اس کی عظمت اور اعتبار خلافت میں تم ہے۔ وہ اس کے فتویٰ کی طرف التفات کرتے ہیں اور اس کی روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔

— بے وزن مورثین اور بے وقت ادب اپنے مقام کے مطابق مردان پر زناقدان کلام کرتے ہیں۔

— مردان رجل عدل من کبار الامة عند الصحابة والتابعين وفاسكار المسلمين۔

۳ — اما الصحابۃ فان سبیل بن سعد اساعدی روایتی عنہ۔

۴ — واما التابعون فاصحابہ فی السن وان جاز هم بر باسم الصحابة فی احد التولین۔

۵ — واما فقہاء الامم ارق لهم على تعليمه واعتبار خلافته والتلذذ الى فتوا لا را انتیاد الى روایته۔

۵ — واما السنهاء من المؤرخين والادباء میتوں علی اقتدار ہم
العاصم من القواسم للقاضی ابو یکبر بن العربی
ص ۸۹-۹۰۔ بحث مطابع عن عثمانی ۱۲

— خلاصہ یہ ہے کہ مردان کی علمی تفاہت و فتابیت امت کے اکابرین کے نزدیک مستند ہے اور اکابر محدثین و فقہاء نے مردان سے دینی مسائل نقل کیے ہیں اور ان پر صحیح اعتماد کیا ہے۔ اور ہم نے اس چیز کو طبور مشتمل نہونہ انہوں وارے پیش کر دیا ہے۔ اب اگر بعض مومنین مردان کے حق میں تاریخی رطب دیا بس مواد کی پاپ لقدر و تنقید کریں تو وہ قابل توجہ نہ ہوگی۔ اور ناہربات ہے کہ اکابر محدثین و فقہاء کی تصریحات کے مقابلے میں تاریخی ملغوبات کا کوئی فرض نہیں ہوتا۔

دینی مسائل میں صحابہ کرام سے مسوروں | یہ چیز بھی ذکر کی ہے کہ مردان لاپنی ولایت و نیابت کے دوران مدینہ طیبیہ میں جب کسی دینی مشکلہ میں مشورہ کا ضرورت پیش آئی تو اس وقت موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے مشورہ لیتا تھا۔ پھر جیزیر مشورہ سے طے ہو جاتی اس پر عملدرآمد کرتا تھا۔ مثلاً مدینہ شریف میں اس دور میں غلہ ناپ کرنے کا صاحب ایک پیمانہ تھا اور معاملہ میں پورٹے بڑے کہی قسم کے صارع مردوچ تھے۔ ان کے متعلق مشورہ سے ایک دریانے صارع مقرر کر کے مردان نے مردوچ کیا۔ لوگ اسے مردان کا صارع کہنے لگتے ہیں۔

— اہل علم اس مشکلہ کو عبارت ذیل میں ملاحظہ فرمائے ہیں۔
ابن سعد فرماتے ہیں:

”..... و كان مردان في ولایته على المدینة يجمع اصحاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت شیرہ م و بیعمل بما
یحعنون لہ علیہ ... الخ

طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۰۔ آخر

ذکرہ مروان بن الحکم (طبع یمن)

— اور ابن کثیر بھتے ہیں کہ :-

«قالوا ولما كان نائباً بالمدينة كان اذا وقعت معضلة
جَمَعَ من عنده من الصحابة فستشارهم فيها قال را ره
الذى جمع السبعان فأخذ باعدلها فذهب ايد الساع
فتقلص ساع مروان»

(البدایہ، ص ۲۵۸ - ج ۸ - تخت مروان)

علمائے انساب نے مروان بن الحکم کے متعلق انتیار
مروان کا محاط رویہ | کا ایک عجیب واقعہ بھاہے :-

«عنیسیہ بن سعید کہتا ہے کہ میں نے ایک دعوت مروان بن الحکم کو اس
زمانے میں دعوت دی جبکہ وہ حاکم وقت تھا میں نے اپنے مکان کو خوب
آراستہ پر استہ کیا۔ بہترین قسم کے پرڈے لگاتے، عدہ قسم کے فرش
بچھاتے، لمبسوں فاخرہ کا اٹھا کیا اور پر تکلف کھانے تیار کیے
اس دعوت میں مروان اور اس کے دونوں بیٹے عبد الملک اور
عبد العزیز شرکیہ ہوتے۔ جب کھانا پیش کیا گیا تو مروان نے کہا
میں ہاتھ دالا اور اپنے منہ کی طرف لفڑے جانے سے قبل دریافت
کیا۔ اے عنیسیہ! تجھ پر کوئی قرض ہے؟ میں نے جواب دیا، ہاں میں
مقروض ہوں۔ مروان نے کہا کتنا قرض ہے؟ میں نے جواب دیا:-

شتریزار دیم۔ مردان نے یہ مکھانے سے اپنا ہاتھ کھینچیا اور اپنے
دونوں ہی طیوں کو حکم دیا کہ کھانے سے ہاتھ اٹھا لو۔ اے عنیسیہ! اتیرے گھر
سے کھانا تناول کرنا ہمارے لیے ناجائز ہے۔ تو ان سب پھریوں اور فضیلیا
کو اپنے قرض میں لگا دیتا تو بہتر موتا پھر مردان کھڑا ہو گیا اور طعام سے
اجتناب کیا اور کچھ نہ تناول کیا۔ ... لخ

”... . فقال يا عنیسیہ! هل عليك من دین؟ قلت نعم
ان علیّ لدینا قال وکر؟ قلت سبعون ألف درهم فقبض يده
و رفعها من طعامی وقال لا بنيه ارفعاً يديكما حرم علينا طعامك
ما كنت تقدر ان تحمل بعض هذه الفضول التي ارتى في دينك؟
 فهو كان اولى به ثم قام ولم يأكل من طعامي شيئاً“

رکتاب نسب فرش، صفحہ ۱۸-۱۹۔ المصعب ابن

عبدالله النميری (حتت اولاد سعید بن العاص)

بھگی معاونت اور انتظامی صلاحیت | قبل ازیں بحث اول میں ہم اس
لئے فتح الہدایاں میں ذکر کیا ہے کہ جس وقت غزوہ افریقیہ پیش آیا تو حضرت عثمان
غفاری نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی امداد کے لیے ۲۷۰ یا ۲۷۱ھ میں ایک شکر
ظالم مدینہ شریعت سے روانڈیا۔ اس شکر میں بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
البیعین و دیگر اکابرین شرکیہ ہوتے۔ ان میں مروان بن الحکم، حارث بن الحکم، عبد
بن عباس بن عبد المطلب وغیرہ حضرات شامل تھے۔

”... . و امدة (ثمان) بھیش عظیم فیہ معید بن العاص
بن عبد المطلب و مروان بن الحکم و الحارث بن الحکم اخوا و

عبدالله بن الزبیر .. الخ

فتور البلدان بلاذری، ص ۲۳۳ تخت عنوان

(فتح افریقیۃ)

— اور مروان بن الحکم انتظامی صلاحیت کے حامل تھے۔ اسی نیا پڑت
عثمان کی جانب سے ان کو بھریں کے علاقہ کا داری اور حاکم بنایا گیا خلیفہ بن خیاط نے
اس مشکلہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے اور قبل ازیں بحث اول میں ہم اس کو
نقل کرچکے ہیں۔

..... البحرين ومن ولاته عليها مروان بن الحكم

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۹ تخت

عنوان تسمیۃ عمال عثمان، البحرين ،

صحابہ نے مروان کی نیابت کی । حدیث اور تاریخ کی کتب میں یہ واقعہ
بعض اوقات حضرت ابوہریرہؓ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا حضرت ابوہریرہؓ
جب فرضی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تحریر کیتے تھے۔

..... ان ابا هریرۃ کان حين يستخلفه مروان على المدينة

اذ اقام للصلوة المكثبة كبر

— مسلم شریعت، ج ۱، ص ۱۴۹۔ باب اثبات الکبیر

فی كل رفع وخفض في الصلوة) طبع سور محمدی دہلی۔

حافظ ان کثیرؓ نے البدایہ میں یہی واقعہ بعبارت ذیل درج کیا ہے۔

والمعروف ان مروان هو الذی کان یستنیب ابا هریرۃ

فی امرۃ المدینۃ ولكن کان یکون عن اذن معاویۃ فی ذالک

والله اعلم۔

۲ — البدایہ، ج ۸، ص ۱۱۳ تخت تذکرہ ابن ہرۃ الرسیم

۳ — المنتخب ذیل المذیل لابن بیرون الطبری، ص ۸۱۔
تخت ذکر من قال ذالک طبع شدہ در آخر
تاریخ الطبری۔

حصولِ ثواب میں رغبت [ابونصر سالم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مروان ایک
جنائزے پر حاضر ہوا جب جنازہ ہو چکا تو
مروان واپس ہو گیا حضرت ابوہریرہؓ موجود تھے۔ فرمائے گئے کہ ثواب کا ایک قیراط
حاصل کیا اور ایک قیراط سے محروم رہا (قیراط اس دور کے ایک وزن کا نام تھا) یعنی
شمول جنازہ کے ثواب کو تو حاصل کیا یہاں اذن عام کم تک بھرنسے کے ثواب سے محروم
رہا۔ اس بات کی اطلاع مروان کو دی گئی تو مروان تیزی سے واپس ہوا اور لوگوں
میں اکر بیہودگی یہاں تک کہ اذن عام دیا گیا۔

قال الليث عن يزيد بن حبيب عن سالم ابى النضرانة

قال شهد مروان جنازة فلما صلى عليهما الصوف قفال ابو
هریرۃ اصحاب قیداطاً وحرم قیداطاً فاخبر بدالک مروان
فاقتيل يجري حتى بدت ركبنا لا فقد حتى اذن له

والبدایہ لابن کثیر، ص ۲۵۸۔ ج ۸ تخت ترمیۃ
مروان بن الحکم۔

موافقت آثار یحییٰ کی ملائش ۱۔ میزین یحییٰ میں بہت سے مقامات
مجزہ صادر ہوا یا کوئی خاص ظہور برکت کا واقعہ پیش آیا یا کوئی اور اہم چیز اس تمام

کے متعلق نہاہر ہوئی تو مروان نے پوری عقیدت مندی کے ساتھ سعی کی کہ ان مقاماتِ بزرگ کے متعلق واقفیت حاصل کی جاتے ہیں اس نے ایک دفعہ ابو قاتادہ النصاری کو آری بھیج کر بلوایا اور ان سے عرض کی کہ آپ میرے ساتھ بھوکرنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خاص خاص مواضعات پر مجھے مطلع کریں۔

”عن عبد الله بن كعب بن مالك ان مروان ارسل الى أبي قاتاد وهو على المدينة ان اعد معى حتى تريني مواقف النبي صلى الله عليه وسلم۔“

راتا ریخ الصنیف بلخاری، ص ۴۵۵ تھت ذکر من كان
بعد الحسين الى ستین طبع الراياد رہندر

مروان کے حق میں حسین اکے موقع کا واقعہ لکھا ہے سعید بن منصور رسمی شریفین کی سفارش (محمدث) نے اپنے سُنن کے جلد ثانی میں ذکر کیا ہے کہ جب جنگ جمل ختم ہوئی تو حضرت علیؑ نے اعلان کرایا کہ جس شخص نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر دیا اس کو امان ہے۔ جس شخص نے ہتھیار ڈال دیئے اس کو بھی امان ہے۔ مردان کہتا ہے کہ میں نہ لڑاکوں کے گھر میں تھا۔ میں نے حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ، عبد اللہ بن عباسؑ، اور عبد اللہ بن جعفرؑ غیرہم کو حضرت علیؑ کی خدمت میں روانہ کیا کہ حضرت علیؑ سے میرے امن و امان کے متعلق کلام کریں۔ انہوں نے اس سلسلیں گفتگو کی تو حضرت علیؑ نے فرمان دیا کہ اسے بھی امان حاصل ہے۔

”... من اغلق عليه باب دارہ فهو آمن ومن طرح السلاح آمن قال مروان وقد كنت دخلت دارفلان ثم ارسلت الى حسین وحسین ابنی علی وعبد اللہ بن عباس وعبدیذ اللہ بن عباس

عبدالله بن جعفر کلموہ فال هو آمن... الخ“

رسنن سعید بن منصور، ص ۳۴۴۔ باب جامع الشہادۃ

روایت ۴۹۲ طبع مجلس علمی کراچی۔ ڈاہیل)

شیعہ کی کتابت ”نجف البلاعۃ“ میں بھی یہی مضمون درج ہے کہ یوم الحجل میں روان اخذ ہو گیا تو حضرت علیؑ کی خدمت میں دونوں بھائیوں حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ نے مروان کے حق میں خلاصی کی سفارش کی تو حضرت علیؑ نے مروان کو امان دے کر چھوڑ دیا۔

”من کلام له عليه السلام قال لمروان بن الحكم بالبصرة قالوا اخذ مردان بن الحكم اسیداً يوم العمل فاستشنم بالحسن والحسين عليهم السلام الى امير المؤمنين عليه السلام فتكلما فيه فخلي سبيله۔“

(۱) — نجف ابلاغہ، ص ۱۲۳ فی خطبة لـ علیہ السلام علم فیہا الناس الصلوٰۃ علی النبی۔ طبع مصری

شیعہ کے مشہور مؤرخ مسعودی نے بھی حضرات حسینؑ کی سفارش پر حضرت علیؑ کا مردان کو امان دینا بعبارت ذیل نقل کیا ہے اور ساتھ ہی ولید بن عقبہ کی امان کا بھی ذکر کیا ہے۔

— وتكلّم الحسن والحسين في مروان فآمنه وآمن الوليد
بن عقبہ... الخ“

(۲) — مردوں الذہب، ص ۲۷۸ طبع رابع مصر تھت

وقعة الحجل کلام بن ابن عباس وعاشرۃ

مردان کی افتادہ میں حسین شریفین کی نمازیں | مردان بن الحكم کی ولادت
اوہ نیابت کے ذریں سیدنا

کان یصلٰ خلفاً مِنْ جَمَاعَتِهِ فِي غَيْرِ تَقْيِيَّةٍ ۝
 رطبفات لابن سعد، ج ۵، ص ۱۵۸ تجت
 تذکرہ علی بن الحسین [ؑ]
 شیعہ علماء نے بھی امام جعفر صادق اور امام محمد باقر کی روایت ذکر کی ہے کہ حضرت
 حسن اور حضرت حسین [ؑ] مردان بن الحکم کے سچے ہمیشہ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے ان
 کو کہا کہ آپ کے باپ دادا جس وقت بھروسہ اپس ہوتے تو کیا وہ نماز کو دوست نہیں تھے
 تو محمد باقر [ؑ] نے فرمایا کہ اللہ کی قسم سابقہ نماز پر زیارتی نہیں کرتے تھے۔
 «عن موسى بن جعفر عن أبيه قال كان الحسن والحسين يصليان خات
 مردان بن الحكم فقالوا لاحد هما ما كان ابوك يصلى اذا رجع الى البيت
 فقال لا والله ما كان يزيد على صلوٰۃ»
 رکناب سمار الانوار ملا باقر مجتبی، ج ۱۰، ص ۱۳۹-۱۴۰ ابابہ
 احوال اہل زمانہ و ماجمیعہ عبیم و میں صحاویہ طبع قیم، ایران۔
 دونوں فتنے حوالہ بات رجوا کا بر بنی ہاشم سے منقول ہیں، کی روشنی میں مسئلہ واضح
 ہو گیا کہ مردان بن الحکم کی ولایت و خلافت درست تھی۔ نماز کی امامت ان کی سچے تھی۔ ہاشمی
 اکابر ہمیشہ ان کی اقتداء میں نیچگا نمازیں ادا کرتے تھے اور بغیر ترقیہ کے ٹرھتے تھے اور
 گھر تشریف لا کر نماز کا اعادہ نہیں کرتے تھے۔ دینی معاملات میں نسلی امتیازات و
 خاندانی تعصبات پیش نظر نہیں رکھتے تھے۔ ان واقعات کے ذریعہ مردان بن الحکم کی صلاحیت
 کی تصدیقی ہوتی ہے اور خلافات پر ویکنڈ ^م کی تردید ہوتی ہے۔

اموی خلفاً حضرت علی بن الحسین [ؑ] کی نظر میں ^م مصنف ابن الٹیب نے
 خلف الامراء میں اپنی سند کے ساتھ امام زین العابدین [ؑ] کا ایک بیان درج کیا ہے
 انا لنسیل خلفاً مِنْ نِیْرَتَیَّةٍ وَ اشْهَدُ عَلَیْ عَلیٰ بْنَ حَسِینٍ أَنَّهُ

حسن [ؑ] اور سیدنا حسین [ؑ] جماعت کے ساتھ ہمیشہ مردان بن الحکم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے
 کسی شخص کی طرف سے جناب محمد باقر [ؑ] پر سوال کیا گیا کہ آپ کے باپ دادا جب گھر
 کی طرف واپس ہوتے تو نماز لوٹاتے نہیں تھے؛ تو انہیں نے قسم کھا کر فرمایا کہ ہمارے اکابر
 ائمہ نماز کی نماز سے زیادہ نہیں بڑھاتے تھے۔

عن جعفر عن أبيه قال كان الحسن بن علي والحسين يصليان خلف
 مردان قال فتيل الله اما كان ابوك يصلى اذا رجع الى البيت قال
 فيقول لا والله ما كان يزيدون على صلوٰۃ الاشمة ۝

(۱) — المصنف لابن الٹیب، ج ۲، ص ۳۷ طبع

جید آباد وکن تجت ذکر فی السلوٰۃ تلف الاراء

(۲) — البدایر لابن کثیر، جلد ششم، ص ۲۵۸ تذکرہ
 مردان بن الحکم۔

امام بنجارتی نے تاریخ صغیر میں ذکر کیا ہے کہ حضرت حسین [ؑ] ہمیشہ مردان بن الحکم
 میں نماز ادا کرتے تھے۔

.... حدثني شرحبيل أبو سعد قال رأيت الحسن والحسين [ؑ]
 يصليان خلف مردان

(۱) — تاریخ صغیر امام بخاری ص ۵۶ طبع انوار محمدی
 الہ آباد (ہند)

الطباطبائی لابن سعد میں امام محمد باقر [ؑ] کا قول منقول ہے کہ ہم خلفاء
 وقت کی اقتداء میں بغیر ترقیہ کے نماز ادا کیا کرتے ہیں۔ اور میں شہزاد دنیا ہوں کمیرے
 والدین العابدین [ؑ] بھی خلفاء وقت کی اقتداء میں ہمیشہ بغیر ترقیہ کے نماز ادا کرتے تھے۔

..... انا لنسیل خلفاً مِنْ نِیْرَتَیَّةٍ وَ اشْهَدُ عَلَیْ عَلیٰ بْنَ حَسِینٍ أَنَّهُ

وہ ان مسائل کے حل کرنے میں نہایت اہمیت رکھتا ہے تا فرین کرام اسے بغیر خاطر فرمادیں اور یہ بات لمحظہ رہے، یہ مروان بن الحکم کا دور ہے ان ایام میں حضرت زین العابدینؑ نے یہ ارشادات فرماتے تھے۔

— ایک شخص ابراہیم بن حفصہ نے امام زین العابدینؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے عقیدت مندوں میں جو ابو حمزة الشاذی ہے وہ کہتا ہے کہ ان امراء و علماء کے پیچھے ہم نماز نہیں ادا کریں گے اور ان کے ساتھ نکاح اور رشته داری کا تعلق بھی قائم نہیں کریں گے جب تک یہ لوگ ہمارے نظریات کے موافق نظریات و خیالات نہ کہیں یہ سُن کر علی بن الحسین (زین العابدینؑ) نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس طرح نہیں بلکہ ہم ان کے پیچے نمازیں ادا کریں گے اور رشتناک کے مطابق ان سے نکاح کریں گے۔

..... عن ابراہیم بن حفیسہ قال قلت لعلی بن الحسین ان ابا حمزة الشاذی و كان فيه غلوّ يقول لانصل خلعت الاسمة ولا نصلح إلا من يدی مثل رأینا . فقال على بن الحسین بل نصلح خلفهم و نناکهم بالشنة ॥

المسنون للابن ابى شيبة، جلد ثانی، ص ۳۰۹ - ۳۱۰

تحت ذكر الصلة، خلف الامراء طبع جید آباد کن)

حضرت علی بن الحسینؑ (عین زین العابدینؑ) کے ایک دفعہ مروان بن الحکم مروان کی نظر سروں میں! — سیدنا جعفر صادقؑ کے مردی ہے زنکہ اس سے امتی عینی باندی خرید کریں۔ اس سے اولاد ہو سکے گی، چنانچہ حضرت زین العابدینؑ نے اسی طرح کیا۔ اس امتی عینی باندی سے سیدنا زین العابدینؑ کی

بہت اولاد ہوتی۔

— اس کے بعد جب مروان بیمار ہوا تو اس نے اپنے لڑکے عبد الملک کو وصیت کر دی کہ (علی بن الحسینؑ) عین زین العابدینؑ کو جو کچھ ہم نے قرض دیا ہوا تھا ان سے واپس نہ لینا۔ مروان کی وفات کے بعد عبد الملک وغیرہ کو حضرت زین العابدینؑ نے قرض کی رقم واپس کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے نہی۔ آخر کار وہ رقم زین العابدینؑ کے پاس رہی۔

یہ واقعہ اپنی تفصیلات کے ساتھ "البداية" میں دو تفاصیل پر درج ہے۔ اس میں مروان کی جانب سے حضرت سیدنا حسینؑ کی اولاد کے ساتھ حُنین سلمک اور مروت کا بہترین نمونہ موجود ہے۔

(۱) فَلَمَّا حضُرَتِهِ الوفاةُ أوصَى إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ أَنْ
لَا يُسْتَرْجِعَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسِينِ شَيْئًا... إِلَّا

(البداية، ج ۸، ص ۲۵۸۔ ترجمہ مروان بن الحکم)

(۲) ثُمَّ لَمَّا مَرَضَ مَرْوَانٌ أَوْصَى إِلَيْهِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكْمَ

الْحَسِينَ شَيْئًا مَّا كَانَ أَقْرَضَهُ فَجَمِيعُ الْحُسَيْنِيَّنَ مِنْ نَسْلِهِ

(البداية، ج ۹، ص ۱۰۴۔ ترجمہ مروان بن الحکم)

علی بن الحسینؑ

حضرت زین العابدینؑ مروان بن الحکم اور اس کی اولاد عبد الملک وغیرہ کے حضرت علیؑ کی اولاد کے ساتھ عبد الملک بن مروان کی نظر میں بہتر تعلقات تاریخ میں دستیاب ہوتے ہیں۔

اس دور کے اہل علم مثلاً علامہ زہری وغیرہ بھی اس بات کی صراحت کرتے

ہیں کہ بنی ہاشم میں حضرت زین العابدین مروان اور اس کے لئے کے عبد الملک کی طرف
زیادہ پسندیدہ تھے اور ان کے پوری طرح فرمانبردار اور معاون تھے۔

«عَنْ شَعِيبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ كَانَ الزَّهْرِيُّ إِذَا ذُكِرَ عَلَى
بْنِ حَمْزَةَ فَقَالَ كَانَ أَقْصَدَ الْأَهْلَ بِيَتِهِ وَاحْسَنَهُمْ طَاعَةً وَاحْتِبَّهُمْ
إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكْمَ وَعَبْدَ الْمَلِكَ بْنِ مَرْوَانَ»

(۱) - طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۱۵۸۔ القسم الاول

تمذکرہ علی بن حمیش۔ (۲) التاریخ الصنیف للخواری، ص ۳۴۔ طبیعتہ

چنانچہ اس سلسلہ میں ابن سعد نے مختار کے درکار کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ
”مختار نے اپنے دور حکومت میں ایک بار امام زین العابدین کی
طرف ایک لاکھ درهم کی خیریت رقم ارسال کی۔ حضرت زین العابدین اس کے
قبول کرنے میں مترد دھرتے اور ظاہری حالات کے ماعت اس رقم
کو رد بھی نہ کر سکے اس یہ رقم نہ کو اپنی مگرائی میں محفوظ کرایا جب
مختار قتل ہو گیا اور عبد الملک بن مروان والی بن گیا تو زین العابدین
نے عبد الملک بن مروان کی طرف خط لکھا کہ مختار نے میری طرف ایک لاکھ
درهم ارسان کیے تھے میں اس رقم کو یہاں پسند نہیں کرتا تھا اور اس
وقت نہیں اسے واپس کر سکا۔ اب وہ رقم میرے پاس موجود ہے۔
کوئی آدمی بھی کروا پس منڈا لیجیے۔

» اس کے جواب میں عبد الملک نے تحریر کیا کہ اسے میرے چاکرے
بیٹھے ابھی نے آپ کو وہ رقم پر دیتے دے دی ہے آپ اسے قبول کریں
تب حضرت زین العابدین نے وہ رقم قبول فرمائی؟“

عن سعید بن خالد عن المعتبر قال بعث المختار رأى على بن

الحسين بـمـائـةـ الـفـيـرـةـ انـ يـقـبـلـهاـ وـخـافـ انـ يـرـدـهاـ فـاخـذـهاـ
فـاحـتـبـسـهاـ عـنـدـهـ فـلـمـاـ قـتـلـ المـخـاتـارـ كـتـبـ عـلـىـ بـنـ الـحـسـينـ إـلـىـ عـبـدـ الـمـلـكـ
بـنـ مـرـوـانـ إـلـىـ الـخـاتـارـ بـعـثـ إـلـىـ بـمـائـةـ الـفـ بـرـهـمـ فـكـرـهـتـ انـ
ارـدـهـاـ وـكـرـهـتـ انـ اـخـذـهـاـ فـهـيـ عـنـدـهـ فـابـعـثـ مـنـ يـقـبـضـهـاـ
فـكـتـبـ الـلـيـدـ عـبـدـ الـمـلـكـ يـاـ بـنـ عـمـ خـذـهـاـ فـقـدـ طـبـيـتـهـاـ لـكـ
فـقـبـلـهـاـ“

- (۱) طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۱۵۸۔ القسم الاول
تمذکرہ علی بن الحسین طبع لیدن۔
(۲) التاریخ الصنیف للخواری، ص ۳۴۔ طبیعتہ
التاریخ طبری، ص ۹۸۔ تخت عنوان ومن صلک
تاریخ طبری، ص ۹۸۔ تخت عنوان ومن صلک
تاریخ طبری، ص ۹۸۔ طبع مصری۔

ازالہ شبہات

مروان کے متعلقات میں چند عنوانات جو ہم نے ناظرین کی خدمت میں پیش کیے ہیں دفعہ مطاعن کے لیے ان کی ایک مستقل جوابی حیثیت ہے اور ان کے ذریعے مروان کا مقام و مرتبہ اور انلاق و کردار واضح ہو گیا ہے۔ تاہم بعض شبہات کے ازالہ کی خاطر چند چیزیں فارمین کرام کے لیے ذکر کی باتی میں تاکہ مسئلہ نہ آکی اصل صورت واضح ہو جائے اور مروان کے حق میں سوژنی کا ازالہ ہو سکے۔

شبہہ اول

(جلادطنی کا مستلم)

معترضین کہتے ہیں کہ مروان کے والد الحکم بن ابی العاص کو نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض خطاؤں کی بنا پر مدینہ شریف سے جلاوطن کر دیا اور بن کا بیٹا مروان بھی ان کے ساتھ رکھا۔ پھر یہ باپ بیٹا شیخین کے زمانے میں بھی جلاوطن رہے جب ان کے چپڑا دھجائی حضرت عثمان تخلیفہ ہوتے تو انہوں نے مروان کو اپنا کاتب اور صاحبِ تدبیر (عینی مشیر خاص)، بنالیا۔

(منہاج الکرامہ لابن مطہر العلی الشیعی، ص ۷۶۔ تخت ملا عن عثمانی)

یہ لعن حضرت عثمان اور الحکم بن ابی العاص اور ان کے بیٹے مردان پر شک طور پر تجویز کیا جاتا ہے۔

اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ حضرت عثمان نے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کر دی۔ الحکم بن ابی العاص غلط کردار کے انسان تھے جس کی وجہ سے ان کو اپنے شہر سے نکال دیا اور مروان بھی اپنے والد کے ساتھ جلاوطنی میں ساتھ رہنے کی وجہ سے "مطرود" و "معتوب" و "مغضوب" ہے۔

ازالہ

اول۔ گزارش ہے کہ طرد اور رفی (عینی جلاوطنی) کا یہ واقعہ احادیث صحیح میں مفقود ہے اور جن روایات میں اس قصہ کو راویوں نے نقل کیا ہے وہ باعثیاً سند درجہ صحت کو نہیں پہنچتیں۔ ان روایات میں واقعی جیسے غیر متبر اور ہشام کبھی جیسے سخت مجرور حکم کے لوگ موجود ہیں اور کئی مصنفوں نے طرد کے قصہ کو نقل کر دیا ہے لیکن سند ذکر نہیں کی جس سے واقعہ کی صحت اور سقم کو معلوم کیا جا سکے۔

علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ذہبی جیسے مشہور علماء نے اس جلاوطنی کے قصہ پر خوب تنقید کر دی ہے اور عدم صحت کا حکم لگا ریا ہے۔
وَوَقْصَةٌ تَنْفِي الْحُكْمَ لِبَيْتِ فِي الصَّحَاجِ وَلَا لَهَا أَسْنَادٌ يَعْرُفُ
بَهُ اَمْرَهَا۔

(۱) — منہاج السنبلان تیمیہ، جلد ثالث، ص ۱۹۶ بجٹ

طرد الحکم بن ابی العاص۔

(۲) — المتنقی للذہبی، ص ۵۰۵۔ الفصل الثالث تخت بحث نفی الحکم بن ابی العاص۔

الحکم کی جلاوطنی کی عدم صحت کی تائید طبقات ابن سعد کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے چنانچہ ابن سعد نے الحکم بن ابی العاص کے ذکرہ میں لکھا ہے کہ الحکم بن ابی العاص فتح مکہ کے روز اسلام لاستے اور خلافت عثمانی تک وہیں رہے پھر وہ حضرت عثمان کی اجازت سے مدینہ طبیبہ میں داخل ہستے اور خلافت عثمانی میں مدینہ طبیبہ میں وفات پائی۔

”سلمیم فتح مکہ و لحریزل بمحانتی کانت خلافة عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فاذن له فدخل المدينة ذات بما فی خلافة عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ“

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۳۳۔ تخت الحکم بن

ابی العاص - بمع اول - یہد)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ الحکم بن ابی العاص اسلام لانے کے بعد مکہ شہر میں مقیم رہے اور انہوں نے حضرت عثمان کے دور میں انتقال مکانی کر کے مدینہ میں سکونت اختیار کی (اس دوران جلاوطنی کا واقعہ نہیں سپش آیا)۔ ائمہ علم بالصوابہ دران حضرت عثمان نے فرمایا کہ دوم - بصورت دیگر (یعنی علی سبیل التشریل اگر یہ صورت تسلیم کر لی جائے کہ

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جلاوطن کیا گیا۔ اور حضرت عثمان نے اسے واپس بلایا تو اس کے متعلق ابن جریر طبری وغیرہ علماء نے یہ تصریح کر دی ہے کہ حضرت علیہ السلام کی اجازت سے ہی یہ واپسی ہوئی تھی چنانچہ حضرت عثمان محاصرہ کرنے والے مفترضین کے جواب میں ان کو خطاب کرتے ہوئے عن المحاصرہ یہ فرمایا کہ الحکم علیک میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ سے طائف کی طرف چلتا کر دیا تھا اور کچھ حضور علیہ السلام نے ان کو واپس کیا۔ کیا یہ بات اسی طرح ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں

کا طرح ہے۔

مضمون اہذا طبری نے اپنی تاریخ میں متعدد مقامات میں درج کیا ہے۔

(۱) ”... قالوا انی رددت الحكم و قد سیره رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم والحكم مکیٰ سیرہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ... من مکہ الى ...“

الطاہف ثم ردۃ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سیرہ رسول الله علیہ وسلم ردۃ اکذالک؟ قالوا اللهم نعم!“

(۱) — تاریخ طبری، ص ۱۰۲-۱۰۳۔ ج ۵۔ تخت حالات

آمد و فود مصری و عراقی بر مدینہ تخت ۳۵

(۲) — البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۱-۱۲۔ در ابتداء
۳۵۔

دوسرے مقام میں طبری لکھتے ہیں کہ بعض اہل مدینہ کو مخاطب کر کے محاصرہ کے دران حضرت عثمان نے فرمایا کہ:

(۲) ”... فقال ان الحكم كان مکیاً فسیرہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم منها الى الطائف ثم ردۃ الى بلده فرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سیرہ بذنبہ ورسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ردۃ بعفوها“

(۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۵۔ تخت ذکر بعض سیر عثمان

(۲) — کتاب التہیید والبیان فی مقتل الشہید عثمان، ص ۸۳-۸۴۔ طبع بیروت۔

مندرج بالاحواله جات کا مطلب یہ ہوا کہ حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کے فرمان کے تحت جلاوطنی ہوتی اور ان کے فرمان کی وجہ سے الحکم کو معافی مل کن
اور بغیر فرمان نبوت ہی دایکی ہوتی۔

یربات ہے کہ حکم کے تھی میں جلاوطنی کی یہ سزا دامنا نہیں تھی۔ وہ ایک نت
سوم کے ساتھ متین و متعید تھی اس لیے کہ شریعت میں اس قسم کے گناہ پر بدلتا
جلاوطنی کی سزا اس سے ساقط ہو جاتی ہے اور بعد از توبہ وہ شخص دائمی سزا کا مسترد
نہیں رہتا۔

چنانچہ اس مسئلہ کو مشہور علماء (مثلاً ابن حزم اور ابن تیمیہ وغیرہ) نے اپنی اپنی
تصانیف میں مذکورہ بحث کے تحت درج کیا ہے۔ اہل علم کی تسلی کے لیے یعنی
عبارات درج ہیں۔ ابن حزم لکھتے ہیں کہ:-

(۱) و نفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للحکم له
یکن حدًا واجیاً ولا شریعة على انتا یید و انسا کان عقوبة
علی ذنب استحق به النفي والتوبۃ میسوطة فاذ اتاب سقطت
عنه تلك العقوبة بلا خلافٍ من احید من اهل الاسلام و
صارت الارض كلها مباحة۔

دکاپ الفصل فی الملل والابراء والخل، ج ۳، ص ۱۵۱، ابن
حزم ابی محمد علی بن حزم المتفق علیہ معرفہ کتاب الملل والخل
للشہرتانی طبع اول بحث الكلام فی حرب علی و بن حارثہ
من الصحابة رضی اللہ عنہم)

اور ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ:-

(۲) و اذا كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم قد عذر

رجلاً بالتفی لم یلزمه ان یبقی منفیاً طول الزمان فان هذَا
لا یعرف فی شیئی من الذنوب ولم تأت الشریعہ بذنب
یبقی صاحبہ منفیاً دائمًا بل غایة التفی المقدرسنة وهو
فی نفی الزانی والمحنث حتی يتوب من التخنيث فان کان تعزیز
الحاکم لذنبٍ حتی يتوب منه فاذ اتاب سقطت العقوبة
عنه۔

(منهج السنّة لابن تیمیہ، ج ۳، ص ۱۹۶) بحث
طرد حکم بن ابی العاص و جواب آں)

یہ چیز ہے کہ طرد کے واقعہ کے وقت مردان صغیر اور زبان باخ تھا اس میں
چارم مردان کے مجرم ہونے کا کچھ مطلب ہی نہیں۔ باپ کا جرم صغیر میں کے
پڑے میں ڈال کر اسے مجرم قرار دینا اسی صورت میں درست نہیں۔

”..... فلم یکن لم یوان ذنبٍ یطرد علیہ علی عهد
النبي صلی اللہ علیہ وسلم“

(۱) — منهج السنّة، ج ۳، ص ۱۹۶

(۲) — المتفق علیہ میں ۳۹۵۔ الفصل الثالث المحتفی

فی نفی الحکم و اطلاقه۔

بعض لوگوں نے باپ بیٹے کے اس واقعہ کو بڑا چمکایا ہے اور کہی مفروضہ
نام کر کے اس متووب باپ کے مغضوب بیٹے یعنی مردان کی خوب پوزیشن نہ را ب
کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان اسلاف کے تھی میں بدگانی اور سوڑنی رکھنے سے محفوظ

زمانے۔ فرمان خداوندی ہے:-
”إِنَّمَا يُعْصَنَ الظَّنِّ إِيمَانُهُمْ وَلَا يَجْعَلُونَ“

حالانکہ اسلام میں قانون شرعی ہے جب مون کسی معصیت سے توبہ کرے تو وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے اور اس شخص کی عدالت ساقط نہیں ہوتی۔ علماء نے فرمایا ہے کہ ولیست الذنب مسقطة للعدالة اذا وقعت منها التوبة ۔“

(العواصم من القواسم، ص ۹۳۔ للفاضل البکر
ابن الصبیر)

ان چیزوں کے پیش نظر تو باب پیٹا دنوں قابلِ موافذہ نہیں۔ ان کا ایمان و اسلام صحیح ہے اور ریاثت درست ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ :-

(۱) — «عجلادطنی» کا واقعہ محدثین کے نزدیک کوئی مسلمات میں سے نہیں ہے۔ اس میں مختلف قسم کی مردیات ہیں جو درج صحبت کو نہیں سمجھتیں۔
(۲) — اگر بالفرض یہ واقعہ درست ہے تو فرمان نبوی کے موافق و قرآن پذیر ہو۔ اس میں فرمان نبوی کے خلاف حضرت عثمان کا کردار اور عمل نہیں تھا۔ بلکہ فرمان نبوی کے تحت تھا اور حضرت عثمان کا مقام بھی بھی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ :

”...وما كان عثمان يصل محبور رسول الله صلى الله عليه وسلم ولو كان اباها لا ينقض حكمه“

ویعنی عثمان ایسے نہیں تھے کہ حضور علیہ السلام کے محبور کے ساتھ تعلق جوڑ دیں اور آنحضرت کے حکم کو توڑ دیں اگرچہ ان کا باپ ہو۔“

(العواصم من القواسم، ص ۷۷۔ تخت جوابات طاعن عثمان)

- (۱) — نیز الحکم کی نیکی دائی نجی و قی نجی اور قابلِ معانی نجی جس پر یقین ہوا اور معاملہ درگز کر دیا گیا۔
(۲) — صفرتی کے باوجود مروان کو اس مشکل میں قصور و اگر دانتا اور اسے قابلِ نفرت و ندمت قرار دینا نہایت نا انسانی ہے جو کسی طرح روانہ نہیں ہے۔

مشتبہ دوم

مروان کے متعلق مروان کے فحافین یہ چیزوں یہی اب قتاب سے ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے امور کا اسے والی بنا دیا، اور خلافت کی آگ دوسراں کے ہاتھیں دے رکھی تھی اس کی وجہ سے امت میں کمی فتنہ کھڑے ہو گئے اور مروان کی خرابیوں کی وجہ سے حضرت عثمان پر محاصہ ہوئی اور وہ شہید کر دیئے گئے وغیرہ۔

”ولی مروان امرنا و الی الیه متعالینا امرنا و
دفع الیه خاتمہ فحمدث من ذالک قتل عثمان و حدث
من الفتنة بین الامم ما حدث“
و منہاج الکرامہ ابن مطہر الحنفی الامامی الشیعی ص ۲۰۰
آخر منہاج ابنته، جلد چہارم طبع لاہور)

ازالہ

قبل ایں بحث اول میں ہم درج کر کچے ہیں کہ مروان کی عہدہ داری حضرت عثمان نے مروان بن الحکم کو اپنا الكاتب رینی نمی، مقرر کیا ہوا تھا تمام سلطنت پر قابض یا اپنا نائب نہیں بنایا

ہوا تھا۔ اس عہدہ پر مروان ہمیشہ سے نہیں تھا بلکہ بعض اوقات وہ بھرپور حاکم والی رہا ہے اور بعض دفعہ مروان نے جنگی ہمبوں میں بھی شرکت کی۔ مثلاً افریقی کی جنگ میں دیگر اکابر کے ساتھ مروان بھی شامل تھا۔ اس پر حوالہ جات بحث اول میں دیتے چکے ہیں۔

اس سے واضح ہو گیا کہ کاتب کے عہدے پر مروان ہمیشہ نہیں رہا اور نہ ہی ان کے زعم کے موافق "مخفوب مروان" اپنے معتبر باب، "الحاکم کی وجہ سے حکومت کے کاموں پر بھی اشتراک نہ ہوا۔

ادارہ مروان کا کاتب ہونا صاحبہ پر ناگوار نہیں تھا۔ اکابر صاحبہ کرام پر ناگوار ہونے کا مسئلہ خواہ مخواہ فرض کر لیا گیا ہے کیونکہ اکابر صاحبہ کے نزدیک اگر مروان کا کاتب عثمان ہونا غلط تھا تو جب حضرت عثمان نے حکام کی متعلقہ شکایات کے ازالہ اور تبدیلی کے لیے اعلانِ عام کیا تھا کہ جس کو اس قسم کی شکایت ہو اس کو دور کیا جائے گا۔ اس وقت کسی صاحب نے دخواہ صحابی ہو یا غیر صحابہ سے مروان کے تبدیل منصب کا مسئلہ سامنے نہیں رکھا اور نہ اس کی متعلقہ شکایات پیش کیں۔ (بحث اول میں حوالہ گز جھٹا ہے)۔ بعد کے لوگوں نے آہستہ آہستہ ان اغراض اپنے چون کر اٹھایا اور پھیلایا ہے، حالانکہ عہدِ عثمانی میں صاحبہ کرام اس پر معرض نہیں تھے۔

نیز یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ حضرت عثمان کے آخری تین سالوں میں بھی مروان کا کاتب رہا ہے اور اس دور میں مروان کا والد الحکم کی سال قبل یعنی ۲۳۴ھ میں فوت ہو چکا تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے پیشے کو منصب تصویر کرنا اور صاحبہ کرام پر اس کا ناگوار گزنا یہ ایک بالکل فرضی داستان ہے جس کو سیکار تاریخی روایات کے ذخیرہ سے بزر درستنباط کیا گیا ہے رکسی ضعیف

روایت کی رو سے) اغراض فائز نہیں کیا گیا
— اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت عثمان نے کسی قدیم صحابی کو مغزول کر کے اس کے عہدے پر مروان کو فائز نہیں کیا بلکہ ابتدا ہی سے یہ عہدہ اسے دیا گیا۔ ملاحظہ ہو۔

دیاریخ خلیفہ بن خیاط، جز اول، ص ۱۵۶-۱۵۷ تخت

تمسیہ عمال عثمان مطبوعہ بجفت اشرف عراق)

حضرت عثمان کی خلافت ایک وسیع و عرض سلطنت تھی جس کے تحت بے شمار علاقے اور صوبیہ جات تھے ان کا نام نظم و سنت حضرت عثمان کے ہاتھ میں تھا اور ان میں حکام کا عزل و نصب بھی حضرت عثمان کے تحت تھا اور اس میں مروان کی کنٹرول کو کوئی دخل نہ تھا وہ ایک غشی اور محترکے درجہ میں کام کرتا تھا۔ ان دو دراز مہماں پر عمال و حکام کے ذریعہ خود حضرت عثمان کا اعلیٰ حاکم ہونا قرین قیاس ہی ہے۔

قبل ازیں بحث اول میں سلطنت عثمانی کے مقبضات کی وسعت کا ایک حاکم درج کیا گیا ہے۔ یہاں پھر بطور یاد دہانی کے عثمانی سلطنت کا اجمالی نقشہ تحریر ہے جو ابن قتیبہ دیبوری نے "المعرفت" میں اور امام نووی نے تہذیب الاسماء میں لکھا ہے اور یہ عہد صدیقی و فاروقی سے مزید فتوحات و مقبضات شمار کیے جاتے ہیں۔

شلّا الری، والا سکندریہ، ساپور، افریقیہ (بیچ اپنے صوبیہ جات کے)، قبرس کے قلعے، سواحل بحر الروم، اصطخر الآخرہ، فارس الاولی، جور، فارس الآخرہ، طبرستان، داز بحر د، کران، بختان، الا ساورہ (بحری)، سواحل الاردن۔ مرو (بیچ اپنے علاقہ جات کے) وغیرہ۔

(المعرفت لابن قتیبہ، ص ۸۳-۸۴ تخت اخبار عثمانی)

(۲)۔ تہذیب الاسلام للنحوی، جلد اول، ص ۳۲۳

تحت عثمان بن عفان

ان تمام ممالک اور علاقوں جات پر حضرت عثمان کی بجائے مروان کی حکمرانی و فرمانروائی کا تصویر صحیح سمجھنا اور دوسروں کو باور کرنا محض خوش فہمی ہے اور واقعات کے برعکس ہے اور اس دور کی تاریخ پر بڑا ظلم ہے جسے منصفت مراج انسان قبول کرنے کو نیاز نہیں۔

مروان کی دیانتدارانہ حدیث مروان بن الحکم حضرت عثمان کا چچا نادبرادر تھا اور شخصی طور پر ایک اچھا اور دیندار انسان تھا۔ دینِ اسلام کی خدمات میں مصروف رہتا تھا۔ حضرت عثمان نے اس کو اپنی صاحزادی ام ابن الکبیر کی تکالیف قبل ازیں تذکرہ مروان میں اس کا حال دیا جا چکا ہے (معنی نسب قریش، ص ۱۱۲) تحت اولاد عثمان۔

حضرت عثمان کی دیانت دامت پر اعتماد کرتے ہوئے ہم یقین کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے کسی بے دین اور خلافتی شرعاً شخص کو اپنی صاحزادی کا تاثر نہیں دے دیا تھا بلکہ وہ دیندار آدمی تھا اور اس منصب و اعزاز کی اہلیت رکھتا تھا۔ نیروہ آیات و احادیث حضرت عثمان کے سامنے تھیں جن میں وارد ہے کہ عاسی و ظالم اور بدکردار انسان کی طرف دستِ تعامل دراز نہ کیا جاتے اور اس کے ساتھ دوستابہ رل بٹے قائم نہ رکھے جاتیں۔

محضی ہے کہ مروان کی دینی صلاحیت کی خاطر حضرت عثمان کا اس کے ساتھ ربط و تعلق قائم رکھنا ہی کافی ضمانت ہے جسے تاریخی ملغویات کی وجہ سے روشنیں کیا جاسکتا۔

عثمانی شہادت کیجے ایام اور مروان کا کردار شہادت عثمانی سے قبل کی واتا

ایسے رومنا ہوتے جن کی وجہ سے واقعہ شہادت پیش آیا۔ شہادت کے اسباب عمل کے متعلق ان ابجات کے آخر میں انشاء اللہ حسب مزورت مختصر اکلام کیا جاتے گا۔ اب یہاں اس موقع پر مروان کی متعلقہ چیزیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت عثمانؓ کا جب باخی و طاغی لوگوں نے محاصرہ کر لیا تو صحابہ کرامؓ نے باغیوں اور حضرت عثمانؓ کے درمیان متنازعہ فیہ مسائل کو حل کرنے کی جدوجہد کی اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ باغیوں کے شر سے مدافعت کی یہ مردان برابر شرکب رہا چنانچہ حضرت امام حسن وحسینؑ، حضرت ابن عمرؑ، ابن زبیرؑ اور مروانؓ تمام حضرات ہمیار گا حضرت عثمان کی حفاظت کے لیے ان کی حیلی میں داخل ہوتے اور مخالفین سے مقابلہ کرنے کی پوری آمادگی ظاہر کی تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ «میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم والیں ہو جاؤ اور ہمیار رکھوں اور اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ تو اس وقت اب عمر اور حسن وحسینؑ تو بہتر کئے لیکن ابن الزبیرؑ اور مروان نے کہا کہ تم نے پہنچے آپ پر لازم کر دیا ہے کہ مدافعت کی خاطر اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے (ابتدائی مراحل میں یہ ان حضرات کی طرف سے ایک پیشی کش تھی)۔

خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ میں اس چیز کو بالفاظ ذیل درج کیا ہے:-

«عن محمد بن سیرین قال انطلق الحسن والحسين و ابن عمرو و ابن الزبیر و مردان کلام شاک في السلاح حتى دخلوا الدار فقال عثمان اعزم عليكم لما رجعتم فوضعتهم اسلختكم ولزمتم بسوتكم فخرج ابن عمير والحسن والحسين فقال ابن زبیر و مردان و نحن نعزم على انفسنا لا نخرج»۔

تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص ۱۵۲-۱۵۳۔ ج اطبع اول
طبع بخط اشرف عراق تجسس عثمانی زمین عثمانؓ۔

یہ مقصود لوگ اپنے قلوب میں ایک غرض فاسد رکھتے تھے جس کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے کتنی جیلے تجویز کیے ہوتے تھے۔ ان جیل میں سے فساد کھلا کرنے کا آخری حیلہ یہ تجویز کیا کہ حضرت عثمانؓ سے مطابقات منوانے کے بعد واپس ہوئے اور کچھ مراحل دُور جانے کے بعد پھر یہ تمام تصری، کُفّر، مصری باغی یکدم مدینہ پر لپٹ پڑے اور پھر دوبارہ حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا اور صحابہ کرام پر اپنے توٹنے کی یہ وجہ ظاہر کی کہ ہم نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے ایک خط پکڑا ہے جس کو ناقہ سوار حاکم مصر کی طرف لے جا رہا تھا۔ اس میں تھا کہ جب یہ مصری و فدو اپس پہنچے تو اس کے فلاں فلاں آدمی کو سزا دی جائے۔ اس خط پر حضرت عثمانؓ کی مہر لگی ہوتی تھی اور خط بردار حضرت عثمانؓ کے اوپر پرسوار تھا۔

لہذا حضرت عثمانؓ نے ہمارے ساتھ بعہدی کر دی ہے اور ہمیں دھوکہ دیا ہے اس وجہ سے ہم عثمانؓ کو ختم کر دیں گے۔

صحابہ کرام نے جب واقعہ کی اصلاحیت معلوم کرنے کے لیے حضرت عثمانؓ سے گفتگو کی تو حضرت عثمانؓ نے حلف اٹھا کر فرمایا کہ مجھے اس جھپٹی کے متعلق کوئی علم نہیں اور نہ ہی میں نے تحریر کر دیا ہے (تو جواباً) باغیوں نے کہا کہ اس خط پر آپ کی مہر لگی ہوتی ہے اور آپ کے ہی اوپر پر خط بردار سوار ہے۔ راس یہے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ پھر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ مردان بن الحکم کا لکھا ہوا ہو گا اس کو ہمارے حراسے کیا جائے تو اس وقت مردان نے بھی حلف اٹھا دیا کہ میں نے نہیں لکھا، اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ اس معاملہ میں اور کچھ نہیں ہو سکتا اور مردان کو ان کے حوالے نہ کیا پھر باغیوں نے حضرت عثمانؓ کی حوصلی کا محاصرہ کر لیا۔ اور موقع پر حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا جس کی وجہ

مسلمانوں کے درمیان ایک بڑے فتنے کا دروازہ کھل گیا۔
ابن خلدون اس موقع کی تفصیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-
فَأَنْصَفُوا قَلِيلًا ثُمَّ رَجَعوا وَقَدْ لَبَسُوا بَكْتَابَ مَدْسَسٍ يَزْعُونَ
أَنَّهُمْ لَقُوَّةٌ فِي يَدِ حَامِلِهِ إِلَى عَامِلِ مَصْرِيَّانِ يَقْتَلُمُونَ وَلَحْفَ
عُثْمَانَ عَلَى ذَالِكَ فَقَالُوا مَكْتَنَا مِنْ مَرْوَانَ فَانْهَ كَاتِبَكَ خَلْفَ
مَرْوَانَ تَقْتَلُ لِيْسَ فِي الْحُكْمِ أَكْثَرُهُنَّ هُذَا نَحَا صَرُوهُ بَدَارَةَ
ثُمَّ بَيْتُهُ عَلَى حِينِ غَفْلَةٍ مِّنَ النَّاسِ وَقَتْلُوْهَا وَانْفَتَمْ بَابَ
الْفَتْنَةِ۔

رِفْضُهُ لِابْنِ خَلْدُونَ لِعِبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَلْدُونَ الْمَغْرِبيِّ
الْفَضْلُ الْثَّالِثُونَ فِي وَلَائِيَّةِ الْعَمَدِ صِصِّ ۲۱۵-۲۱۶
مطبع مصر ص ۳۸۲-۳۸۳، مطبع یروت۔

ایک مصنوعی خط [جعل خطوط صناعیہ کی جانب سے اپنے پروپیگنڈے کے لیے پھیلاتے تھے ان میں ایک خط یہ بھی تھا جو ناقہ سوار کے ذریعہ حاکم مصر کی طرف بھیجا جا رہا تھا۔ یہ حضرت عثمانؓ پر اقترا بانڈھ کر تیار کیا گیا تھا اور مردان کو تو کاتب عثمان ہونے کی وجہ سے شامل کر لیا گیا۔

قتل عثمانؓ کے لیے یہ ایک مقول بہانہ تجویز کیا گیا تھا۔ موئین علام نے ان خطوط کے جعلی ہونے کی صراحت کر دی ہے۔ این کثیر لکھتے ہیں کہ:

«هذا الأذب على الصحابة انما كتبته مزوررة عليهم كما كتبوا من جهة على طلحة والزيبارى الخارج كتبها مزوررة عليهم انكروها ... ولهكذا ازوره هذا الكتاب على عثمان ايضاً فانهم لم

یا موبہلہ ولہ دیلمیہ ایضاً۔

والبدایہ، ج ۷، ص ۵۷، ابجتہ مجی الاحزاب ای عثمان

مروان کو مطعون کرنے والی تاریخی روایات کا ایک جائز پیش نظر رکھیے۔ پھر جواب کے لیے قلیل سا انتظار فرمائیے۔

عثمانی دور کے آخر میں فتنہ انگریزی اور شرخی مردان کے سکرٹری کے ہمہ پر مامور رہنے کی وجہ سے ہوتی۔

اکابر صحابہ کرام اور حضرت عثمان کے ماہین تعلقات خراب کرنے کی مروان نے مسلسل کوشش کی۔

اس موقع پر مروان نے صحابہ کے مجمع میں ایسی تهدید آمیز تقریریں کیں جن کا سُننا صحابہ کے لیے "طلقاء" کی زبان سے ناگوار اور مشکل تھا۔

حضرت عثمان کے لیے اس موقع کی مشکلات پیدا کرنے کی ذمہ داری سراسر مردان پر عائد ہوتی ہے اور یہی عظیم فتنہ کا سبب بنا۔

عنصریہ ہے کہ محمد بن مسلم انصاری صحابی اور مردان کے ماہین سخت کلامی بحث علی کی مروان پر سخت تنقید کرنا اور تمام معاملہ کا اسے ذمہ دار کھہرا، حضرت عثمان کی بیوی نائلہ کا مروان کو غلط کار اور مفسد قرار دنیا وغیرہ، ان سب معاملات کی تان مردان پر آکر ٹوٹی ہے۔"

جو اباعرض ہے کہ جس تاریخی موارد کی بناء پر "مبارک خاکہ" بالتجویز فرمایا گیا ہے اس کو نقلًا عقلًا جانچ لیا جائے اور تجزیہ کر لیا جائے۔ اگر صحیح ہوا تو پھر یہ سب کچھ درست ہے۔ اگر معاملہ برعکس ہوا اور بنیاد ہی خراب ٹھہری تو اغترض

کی تمام عمارت ہی بیکار ہو گی۔ اب توجہ فرمائیے۔

اوّلًا— مروان کے ہمہ کتابت پر مامور رکھنے اور تقریب دینے کا مسئلہ بہاں نہ کوئی ہے وہاں یہ چیز "قالو" کے الفاظ سے نقل کی گئی ہے ریعنی یہ بات لوگ کہتے ہیں، حضرت عثمان کے دو تک بسند صحیح یہ بات نہیں پہنچی۔ واقعہ ک بسند صحیح پہنچا مشکوک ہو گیا۔ خدا جانے کس قسم کے لوگ ہیں؟ کیسے ہیں؟ جو مردان کو مامور کرنے اور تقریب دینے پر حضرت عثمان پر اغترض کر رہے ہیں؟ (طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۳۴-۲۵۲۔ تخت

مردان بن الحکم، طبع اول یمن)

پھر حضرت عثمان اور صحابہ کرام کے تعلقات کو مردان کا خراب کر دینا صحابہ کے مجمع میں مردان کا تہدید آمیز لکھر دینا، اس موقع کی مشکلات پیدا کرنے کی مردان کی ذمہ داری، محمد بن مسلم انصاری کا اور حضرت علی المتصی کا اور حضرت عثمان کی بیوی نائلہ کا مردان کے حق میں سخت تنقید کرنا اور تنخ نوائی کرنا وغیرہ۔ ان روایات کے ناقل اور راوی جناب حضرت واقدی صاحب میں "بلبری شریف" اٹھا کر ملاحظہ فرمائیں۔ متعدد مقامات پر یہ روایات درج ہیں۔ ذیل مقامات کو ملاحظہ فرمائیں:-

(تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۰۹-۱۱۲-۱۱۸-۱۱۹۔

تحت عنوان ذکر سیر من سارالی ذی خشب من اہل

مصر.. الخ۔ زیر حالات شاہد ہے۔ طبع قدیم مصری)

اہل علم حضرات تو معاملہ سمجھ گئے ہونگے مگر عوام دوستوں کے لیے عرض ہے کہ نہ کوئہ بالا روایات کا ناقل ایک غیر معتبر اور ضعیف شخص ہے جس کی اس نوع کی روایات کو قبول کرنا عالماء نے ترک کر دیا ہے۔ اس کی روایات صدق و کذب

کامجموعہ ہیں ان کو تسلیم کر لینا گویا سچ و جھوٹ کے انتیاز کو ختم کر دینے کے متراد
ہے۔ خصوصاً وہ چیزیں جن کی وجہ سے صحابہ کا بہترین دور راغدار ہوتا ہوا اور بالآخر
حضرت عثمان کی پوزیشن خراب ہوتی ہوا کو بالکل تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ روایات
جعلی ہیں۔ ان میں صدق و کذب کو مخلوط کر دیا گیا ہے۔

اب علم کی تسلی کے لیے ایک دو حوالے حضرت واقعی صاحب کی پوزیشن واضح
کرنے والے سچے خدست ہیں۔ القلیل یدل علی المکثیر۔

ما قدری پر بعض محققین علارنے بالفاظ ذیل نقدي کیا ہے۔ مثلاً میزان الاعتدال
میں علامہ ذہبی رکھتے ہیں :

(۱) ”..... قال احمد بن حنبل هو كذاب يقلب الاحاديث ...“

قال البخاری و ابو حاتم متوفى واستقر الاجماع على
و هن الواقعی د

دیزان الاعتدال للذهبی، ج ۳ ص ۱۰۔ طبع قدیمی مصری

تحت محمد بن عمر بن واقد الاسلامی

(۲) او تذكره الحفاظ میں ذہبی رکھتے ہیں کہ

”... لم استق توجته هنا لاتفاقهم على ترك حدديثه ... الخ“

(تذكرة الحفاظ، ص ۲۳۸، ج ۱ طبع بیروت، تحت

الواقعی محمد بن عمر بن واقد الاسلامی)

(۳) اور حافظ ابن حجر تہذیب میں درج کرتے ہیں کہ

”..... قال البخاری الواقعی مدنی سکن بغداد متوفى
الحادیث قال احمد بن حنبل الواقعی کذاب ..

..... قال الشافعی کتب الواقعی کلام کذب الخ“

تہذیب التہذیب لابن حجر، ص ۳۶۴-۳۶۵، ۹۷

تحت محمد بن عمر الواقعی

مطلوب یہ ہے کہ واقعی غیر معمداً در متوفی شفیع ہے۔ اس کی اس نوع
کی روایت متوفی اور غیر مقبول ہے اور دوسرے محدثین اور مؤذین کی روایات سے
قصح اور توافق کے بغیر واقعی کی روایات کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔
ثانیاً — بالفرض اگر مردانی کردار کا مجوزہ مذکورہ نقشہ درست ہے اور اس
موقعہ کے فساد اور خرابیوں کا بندیادی سبب مردان ہے تو پھر باشی حضرات حضرت
علیٰ، حضرت حسن و حسین، ابن عباس وغیرہ، اور دیگر صحابہ کرام، مثلاً ابن عمر، زید بن ثابت
ابو ہریرہ وغیرہم، حضرت عثمانؓ کی حفاظت کرنے اور ان کی حمایت کرنے اور ان کے
ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے سے درست بردا کیوں نہیں ہوتے؟ سچیار لگا کہ
مُاعت عثمانی کیوں کرتے رہے؟ پانی بند ہونے پر پانی پسچانے کے سامان کیوں
کیسے؟ حضرت عثمانؓ قسمیں دے دے کر ان کو تاویار الٹھانے سے روکتے تھے۔ یہ
لوگ پھر بھی آخری دم تک حفاظتی تدبیر کرتے رہے۔ اس مرحلہ میں حضرت عثمانؓ کا
کیوں ساتھ دیا اور ایسا کیوں تعاون کیا؟

تاریخ خلیفہ بن خیاط، جزء اول، ص ۱۵۰-۱۵۱۔

تحت فتنہ زمن عثمانؓ

یہ حضرات حضرت عثمانؓ کو صفات کہہ دیتے کہ یہ تمام شر و فساد مردانے
الٹھایا ہے جس کے ہاتھ میں آپ نے تمام سلطنت کی بائگ ڈور دے کر کی ہے اور
سیکرٹری خاص بنارکھا ہے تمام فتنہ کی ذمہ داری اس پر ہے لہذا مردان جانے
اور آپ کا کام جانے ہم اس غلط کام میں تعاون نہیں کر سکتے حکم خداوندی ہے کہ
”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْإِيمَانِ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِلَامِ وَالْعُدُوِّ إِنَّ اللَّهَ
يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ“

إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ - (ب ۶)

نیز یہ چیز بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ مصری وفد کے خل میں جو خط پکڑا گیا تھا جس میں محمد بن ابی بکر وغیرہ کے قتل کا حکم درج تھا، شتر سوارے کے رہبا رہا تھا وہ بھی اگر مروان نے ہی بھکر ارسال کیا تھا تو ایسے شریر انسان کو تو پہلے قتل کرنا چاہیے تھا اور عثمان کو قتل کر دیا گیا، لیکن مروان کو حجوڑ دیا۔ یہ کیا معاملہ ہے؟

ثالثاً — حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جنگ جمل پیش آئی۔ اس وقت مروان حضرت علیؓ کی جماعت کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ حضرت علیؓ کی جماعت کے مخالفین میں سے تھا حسینؓ نے مروان کے لیے حضرت علیؓ کے ہاتھ معاافی کی سفارش کی۔ انہوں نے معاافی دے دی۔ اس سفارش کا مسئلہ ذیل مقامات میں درج ہے اور قبل ازیں متعلقات مروان میں سُنتی و شیعہ دونوں کتب سے نقل کیا گیا ہے:

(سُنتی) (۱) — السنن لسعید بن منصور، ص ۳۶۶۔ باب جامع الشہادة روایت، ۲۹۳۔ طبع مجلس اعلیٰ کراچی۔ ڈا بیسل۔

(شیعہ) (۲) — بیان البلاغة، ص ۱۲۳۔ فی خطبۃ الہ علیہ السلام علم فیما ادعا الصلوۃ علی النبی، طبع مصری۔

بعقول مفترضین اگر مروان تمام شرارت کی طرح تھا اور اس کی وجہ سے فتنہ عثمانی پیش آیا تھا تو حسینؓ نے ایسے آدمی کی سفارش کیوں کی؟ اور حضرت علیؓ نے قبول کیوں کی؟ اس کو تو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ مروان کے خل میں سفارشیں اور معاافیاں کیوں جاری ہوئیں؟

ان تمام حالات پر غور و فکر کرنے سے مسلم ہوتا ہے کہ اس واقعہ عظیمہ اور اس کے مباری کا اصل سبب مروان کی کارست ایسا نہیں ہیں بلکہ اس کے اسباب دوسرے ہیں۔ اس کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ ایجاد اسے اگر میں منتقل عنوان

کام کر کے مختصرًا کلام کیا جاتے گا۔

— مفترض لوگوں کو جو کہ عثمانی دور کی خرابیاں خامیاں اور تقاضا مدد کرنے کے تصور خاطر ہیں اس لیے وہ اپنے مزدور مقصود کے انتام کے لیے اپنے زور قلم ستارخان کے ردی مواد سے یہ مباحثہ مستنبط فرماتے ہیں

— اغراض کنندگان کی اس کارکردگی سے مروان کو نقصان پہنچانے پہنچ گھرست یہ ناعثمانی خلیفہ اشاعر کا کردار ضرور عیوب دار ہوتا ہے اور ان کے خل میں سور ظنی تینا پھیلتی ہے (ری اسفاء)، ائمہ دو امامیہ راجعون۔

شُبَّهُ سُومٌ

بنو اُمیّہ اور الحکم کی اولاد مروان وغیرہ کا "مبعوث"

"ملعون" ہونا

مفترض دوست چند ایسی روایات اس موقع پر پیش کرتے ہیں جن میں بھی اُمیّہ پیغمبر اولاد حکم (مروان) وغیرہ کا مکروہ و مبغوض ہونا اور عین ہونا دکھایا جاتا ہے۔ اس مسئلے کی متعلقہ چند روایات سامنے رکھ کر یہاں مختصرًا بحث کی جاتی ہے تا لحقیقت ذاتی صح طور پر معلوم ہو سکے۔ اور اغراض کا بے جا ہونا ثابت ہو سکے۔

از الہ شُبَّهُ

اس مقام میں دو طریقہ سے بحث پیش خدمت کی جاتے گی۔
روایتہ — و درایتہ

۱۔ یعنی پہلے ان روایات کو باقیہ نقل کے جانچنا ہوگا روایت کے قواعد کا
روسوں سے ان کا کیا مقام ہے ؟ قابل قبول ہیں ؟ یا قابل رد ہیں ؟ علماء نے ایسا
روایات پر کیا حکم لگایا ہے ؟

۲۔ دوسرے یہ دیکھنا ہوگا کہ باعتبار عقل کے یہ روایات لائق تسلیم ہو سکتی ہیں یا
نہیں ؟ اور یہ واقعات کے بالکل متضاد و متعارض تو نہیں پائی جاتیں ؟ ان
چیزوں کے متعلق غور فکر کرنے سے خود بخوبی دشله واضح ہو جائے گا اور نقل مروایات دیکھی ہیں۔ اس میں یہ روایت دستیاب ہوتی ہے لیکن وہاں بنو امیہ
عقلًا بحث کر لینے کے بعد کوئی خفا باتی نہ رہے گا (انتشار اللہ تعالیٰ) کا اس الفاظ متفقہ و ثقیف کا ذکر موجود ہے ملاحظہ ہو:-
رسنداً حمد، ح ۳، ص ۴۶۔ تخت سنداًت الی بزدة
اسلی۔ اول مسند البصریین۔ طبع اول مصری)

یہاں سے واضح ہوا کہ اصل روایت میں بنو امیہ کے الفاظ ہیں ہیں بعد
بیض راویوں کی طرف سے روایت میں داخل کر دیتے گئے ہیں۔ اس کو ادراج
ہی کہا جاتا ہے اور یہ راویوں کے تصرفات کا ادنی کر شدہ ہے اور کئی راوی رقت
اس طرح کی بیشی کر دیا کرتے ہیں۔

ثانیاً۔ قابل غور یہ چیز ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے اور بنی
صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک قبیلہ بنو امیہ نہایت مبغوض ذکر وہ اور قابل
تھاتاً نبأ خضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل افعال کس طرح درست
ہے ؟ اور بنو امیہ کے ساتھ مندرجہ ذیل معاملات کیسے جاری رکھے گئے ہفڑا
کے ذریعہ یہ قبیلہ قابل مذمت والائق نفرت ہوا۔ اور عمل نبوی نے ان کے
تھیں معاملہ کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے۔

اسی طرح مبغوض ذکر وہ قبیلہ بنو امیہ کے ساتھ بنو ہاشم نے
الفتن واللاحِم ذکر بعض الاحیاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ اطفافی اور دیگر تعلقات کیوں قائم دائر کئے ؟ اور صدقی اکبر اور فاروق اعظم
 وسلم۔

(۱)

مبغوض ہونا

صحابہ بنو امیہ کے ساتھ عنادر کھنے والے دوستوں کی طرف سے
ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ ابو بزرہ اسلامی کہتے ہیں کہ بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک تمام قبائل میں سے بہت مبغوض (قابل نفرت) تین قبیلے تھے
ایک بنو امیہ، دوسرے بنو حنیفہ، تیسرا ثقیف تھے ॥

..... عن أبي بزدة الأسلمي قال كان البعض الاجياء الى
رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بنو امیة، بنو حنیفة و
ثقة .. .

المُشَدِّرُكُ للحاكم، ص ۸۰-۸۱، جلد رابع تخت کتاب
الفتن واللاحِم ذکر بعض الاحیاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ اطفافی اور دیگر تعلقات کیوں قائم دائر کئے ؟ اور صدقی اکبر اور فاروق اعظم
 وسلم۔

نے بھی بنو امیہ سے اپنے معاملات کیسے روکے؟ اور اسلامی حکومت میں کس طرح انہیں عمدہ مناصب دے دیتے؟ ذیل میں بطور یاد رہانی چند امور پیش کر دیتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ فرمائ کر مسئلہ لہذا میں تدبیر و تفکر فرمائیں۔ کتابوں کے حوالہ جات ان کے لیے قبل ازیں گزر چکے ہیں۔ رجوع فرمائ کر تسلی کر لیں۔

نسبی تعلقات

- ۱ - صاحبزادی حضرت رقیۃ بنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت عثمان اموی کے ساتھ تھا۔
- ۲ - صاحبزادی ام کلثوم بنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت عثمان اموی کے ساتھ تھا۔
- ۳ - ام جبیہ بنۃ ابن سفیان (اموی)، بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں۔
- ۴ - حضرت علیؑ کے حقیقی برادر حبیر طیار کے بیٹے (عبداللہ بن جعفر) کی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان کے بیٹے ابان بن عثمان بن عفان (اموی) کے ساتھ تھا۔
- ۵ - سیدنا امام حسینؑ کی لڑکی سکینہ بنۃ حسینؑ کا نکاح حضرت عثمان (اموی) کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان کے ساتھ تھا۔
- ۶ - سیدنا امام حسینؑ کی لڑکی فاطمہ بنۃ حسینؑ کا نکاح حضرت عثمان (اموی) کے پوتے عبد اللہ بن عرب بن عثمان بن عفان کے ساتھ تھا۔
- ۷ - سیدنا امام حسنؑ کی پوتی ام القاسم بنۃ حسن بن حسن کا نکاح حضرت عثمان (اموی) کے پوتے مردان بن ابان بن عثمان سے تھا۔ (ذمکورہ شنوں کے کتابی حوالہ جات سوا ام جبیہ کے "رحماء بنینهم" حصہ سوم عثمان کے باب ۲ - اسی طرح امیر معاویہ بھی کاتبِ نبوی تھے ریاست بھی مسلمات میں سے ہے)۔

اول میں تفصیلاً گزر چکے ہیں)۔

۸ - امیر معاویہ کی بہن رہن بنت ابی سفیان، اموی کا نکاح حضرت علیؑ کے چھارزادہ در حارث بن نوقل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کے ساتھ ہوا۔

۹ - حضرت علیؑ کے چھار حضرت عباس بن عبدالمطلب کی پوتی بابہ بنت عبد اللہ بن عباس کا نکاح امیر معاویہ کے بھتیجے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان (اموی) کے ساتھ ہوا۔

۱ - حضرت جعفر طیارؑ کی پوتی رملہ بنت محمد بن عبد اللہ بن جعفر کا نکاح پہلے سیمان بن ہشام بن عبد الملک اموی کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد امیر معاویہ کے بھتیجے ابوالقاسم بن الولید بن عقبہ بن ابی سفیان (اموی) کے ساتھ ہوا۔ ران رشتہ داریوں کے حوالہ جات قبل ازیں بحث ثانی میں امیر معاویہ کے خاندان کے ساتھ رشتہوں کے عنوان میں مذکور ہو چکے ہیں (رجوع فرمائیں)۔

ستیداکوئین صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جو قبیلہ مکروہ و مبغوض ہوا س کے ساتھ اس طرح کے برادرانہ تعلقات اور سبی روابط فائم کرنے کے کس طرح درست ہوئے؟ سچیے اور انصاف فرمائیے۔

غیر نسبی روابط

- ۱ - بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب میں حضرت عثمان (اموی) کا تب وحی تھے۔ (یہ مسلمہ مسلمات میں سے ہے)۔
- ۲ - اسی طرح امیر معاویہ بھی کاتبِ نبوی تھے ریاست بھی مسلمات میں سے ہے)۔

۳ - حضرت عثمان راموی) عہدِ نبوی میں متعدد دفعہ کئی امور کے ذمہ دار و عہد دار بناتے گئے۔

۴ - امیر معاویہ اموی کو عہدِ نبوی میں کئی امور کا والی بنا یا کیا اور عہدِ صدیقی و فاروقی میں متعدد بار امیر و حاکم بناتے گئے۔

۵ - حیث اول تخت عنوان "الشام" حرا لے دے دیتے گئے ہیں)۔

۶ - حضرت ابو سفیان رامیر معاویہ کے والد) اموی کوبنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بخراج کے علاقہ پر عامل و حاکم بنایا۔

۷ - منہاج السنۃ لابن تیمیہ، ص ۱۷۵-۱۷۶۔

۸ - المنشقی للنسہبی، ص ۳۸۲-۳۸۳۔

۹ - اور یزید بن ابی سفیان رامیر معاویہ کے برادر) اموی کو صدیق اکبر نے فتوح الشام کے لیے افواج پر والی و امیر بنا کر روانہ کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے یزید اپنے اکواس کام پر مامور رکھا۔ (بحوالہ مذکور)

۱۰ - حضور نبی کریم علیہ السلام نے عتاب بن امید اموی کو مکہ پر حاکم بنایا۔
(بحوالہ مذکور)

۱۱ - خالد بن سعید بن العاص اموی کو عہدِ نبوی میں بنی مدرج کے صدقات پر اور صنائع اور مین پر عامل و حاکم بنا یا کیا۔ (بحوالہ مذکور)

۱۲ - ابان بن سعید بن العاص اموی کو عہدِ نبوی میں پہلے سڑا یا پر عامل بنا یا کیا۔
پھر العلابن الحضری کے بعد الجرین کا حاکم مقرر کیا گیا۔ (بحوالہ مذکور)۔

۱۳ - عمر بن سعید بن العاص اموی کو عہدِ نبوی میں تیما، خیبر، قریٰ غزیہ پر حاکم

لہ ذکر نہیں۔ (بحوالہ مذکور)

بنایا گیا۔

(۱) — بحوالہ مذکور یعنی منہاج السنۃ، ص ۵، ۱۷۴-۱۷۵۔

(۲) — تخت جوابات مطاعن عثمانی طبع لاہور

(۳) — تاریخ خلیفہ ابن حیاط، ج ۱، ص ۶۱-۶۲۔ تخت
تسییۃ غالہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید الکوئینی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جو قبیله مکروہ و مبغوض و قابل نفرت ہوا سے یہ عزت کے موقع کیوں مہیا کیے گئے ہو اور نبوی، صدیقی، فاروقی دو دین ان لوگوں پر اختاذ کرتے ہوئے تھے مذکورہ ذمہ داریاں کیوں پر فرمائی گئیں ہو غور و فکر کے بعد خود فیصلہ فرمائیے۔

بنو امیہ کے حق میں حضرت علی کے اقوال [متعدد مقامات میں حضرت علی المرضی سے قبیلہ بنو امیہ کے حق میں فضیلت اور منقبت کے اقوال منقول ہیں جن سے حضرت علیؑ کے نظریات بنو امیہ کے متعلق واضح ہوتے ہیں۔ مثلاً:-

ابن سیرین کہتے ہیں کہ ایک شخص نے قبلہ قریش کے متعلق حضرت علیؑ سے سوال کیا تو حضرت علیؑ نے دیگر قبائل کی صفات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ

۱. لیکن صحیح یہ ہے کہ مکرون سعید بن العاص ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انساب درجال کی حامی مکمل اکابر میں (جو بندہ کے پاس ہیں) سعید بن العاص کی اولاد میں عمر و تو نہ مذکور ہے۔
لیکن عثمان بن سعید اولاد میں نہیں تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ناقل کے فلم سے ہو ہو یا کیا ہے۔ اور عمر و کی بجا تے عثمان لکھا گیا ہے تا حال بندہ کی تحقیق یہی ہے۔

لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرًا (منہ)

قبیلہ بنو امیة کے فضائل بالفاظِ ذیل بیان فرماتے۔

— ہمارے بھائی بنو امیة ہم میں سے بھاری عقل والے اور ورزی فہم درست والے ہیں

— ہمارے برادران بنو امیة زیادہ علم والے ہیں۔

— بہر حال ہمارے بھائی بنو امیة افواجِ جیوش کی قیادت کرنے والے ہیں۔

— لوگوں کو خواراک و طعام چیا کرنے والے ہیں اور عزت کی مدعا اور حرمت کی حمایت کرنے والے ہیں

عن ابن سیرین قال قال رجل لعلی اخباری عن قریش

قال ارذنا احلاماً اخوتنا بنی امیة

الصنف لعبد الرزاق، ج ۵ ص ۱۵۳ - تخت عنوان

بیعتہ الی بکر

..... فقال (علي) أرذنا احلاماً اخواتنا بنو امیة

(الصنف لعبد الرزاق، ج ۱۱ ص ۵۶، باب فضائل قریش)

..... فقال (علي)، أما اخواتنا بنو امیة فقادرة ادبية

ذاتة

(۱) المصنف لعبد الرزاق، ج ۱۱ ص ۵

فضائل قریش

(۲) كتاب الفائق للمخشري، ج ۲ ص ۲۶۳

تحت نون مع الجيم طبع کن۔

حاصلِ کلام

محضر یہ ہے کہ قولِ بعویٰ و عملِ بعویٰ کے ذریعہ اور حضرت صدیقؓ اور فاروقؓ اعظمؓ کے تعامل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ صحابہ بنو امیة کو مبغض و مکروہ جانا واقعات کے برخلاف ہے خود حضرت علیؓ کے فرائیں کے برعکس ہے بلکہ ان کا منظور و مقبول ہزا مستحسن دیپنڈیدہ ہے اور جن روایات میں بعض و کراہت بنی امیة کا ذکر پا یا گیا ہے وہ درست نہیں بلکہ رواۃ کی طرف سے مدرج معلوم ہوتی ہیں۔

۳

”ملعون ہونا“

اول (۱) — عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میرے والد اپنے گھر کڑپے بدلنے کے ناکریاں آکر مجلس میں شرکیے ہوں۔ اس اثناء میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے پاس یعنی شخص داخل ہو گا عبد اللہ کہتا ہے کہ میں اندر باہر دیکھتا رہا۔

حتیٰ دخل فلاں یعنی الحکم، حتیٰ کہ داخل ہوا فلاں شخص۔ راوی کہتا ہے یعنی حکم داخل ہوا۔

(بخاری المسند احمد، تحت روایات عبد اللہ بن

عمرو بن العاص)

قابل توجیہ بات ہے کہ یہ روایت اخبار آحاد میں سے ہے اگر اس کو صحیح تسلیم کریا جائے تو آپ نے کسی شخص معین کا نام لے کر لعنت نہیں فرمائی بلکہ یعنی شخص کے

داخل ہونے کی اطلاع کی پھر وہ فلاں شخص مجلس میں داخل ہوا۔ راویوں میں سے ایک راوی کہتا ہے کہ وہ حکم ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ اصل روایت میں "حکم" کا نام تصریح نہ کرو نہیں تھا لیکن بعد میں "فلاں" سے مراد "حکم" لیا گیا۔ اس طریقے سے یہ روایت اپنے مضمون پر صریح الدلالت نہ ہوتی بلکہ راوی کا اپنا مکان مُھِرہ۔

دوم (۲) — عبد اللہ بن زبیر سے منقول ہے کہ وہ کعبہ کے ساتھ ٹیک رکھتے ہوئے بیٹھے تھے۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کی ایک روایت سنائی کہ:-
«لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاناً و ماؤلہ من صلبہ»۔

دینی حضرت نے لعنت فرمائی فلاں شخص پر اور جو اس کی پشت سے اولاد ہوئی۔»

(مسند احمد تحت مُسنَّات عبد اللہ بن زبیر)
روایت نہ اخبار آحادیں سے ہے۔ اگر اس کو صحیح تسلیم کیا جاتے تو اس میں ایک یہ شخص اور اس کی اولاد پر لعنت کی گئی ہے جس کا نام اور تعین کچھ معلوم نہیں۔ نہ اس کا نام روایت میں ہے اور نہ یہ کسی راوی نے واضح کیا ہے۔

لہذا یہ روایت مدعا نہ کرو کو ثابت نہ ہوتی اور معلوم نہ ہو سکا کہ "فلاں" سے مراد کون شخص ہے؟ جو دلیل مدعا کو ثابت نہ کر سکے وہاں تقریب تام نہیں ہوتی۔

سوم (۳) — عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ:-

«أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعِنَ الْحَكْمَ وَلَدَهُ»۔
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "الحکم" اور اس کی اولاد پر لعنت کی۔

الْمُسْتَدِرُكُ لِلْحَاكِمِ، كِتَابُ الْفَقْنِ وَالْمَلَامِحِ تَحْتَ ذِكْرِ
الْغُضْنِ الْأَجَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، طَبْعُ اُولَى دُنْـ

اس روایت کی سند کے متعلق علماء کرام نے تقداً و برجح کر دی ہے لہذا یہ روایت درست نہیں اور نہ یہ قابل استدلال ہے مثلاً اس سند میں ایک راوی احمد بن محمد بن الجراح بن رشید بن المصري ہے۔ اس کے متعلق ذہبی نے تفصیل مُتدرک میں لکھا ہے کہ الرشیدی کو ابن عدی نے ضعیف قرار دیا ہے اور "میزان الاعتدال" میں لکھا ہے کہ الرشیدی کو ابن عدی نے ضعیف قرار دیا ہے اور "میزان الاعتدال" میں لکھا ہے کہ ابن عدی کہتے ہیں کہ ابن رشید کو لوگوں نے جھوٹا قرار دیا اور اس کی کئی مُتکر روایات ہیں اور اس سے کئی باطل اور جھوٹی چیزیں منقول ہیں۔

میزان الاعتدال للذہبی، جلد اول

تحت احمد بن محمد الرشیدی

اسی طرح سان المیزان میں بھی مذکور برجح پائی گئی ہے اور حافظ ابن حجر نے مزید لکھا ہے کہ احمد بن صالح الرشیدی کو کذاب کہتے تھے۔

رسان المیزان، جلد اول، ۲۵۸-۲۵

تحت احمد مذکور

اور کتاب الجرح والتعديل رازی را القسم اول۔ جلد اول) میں رشید بن مذکور پر برجح پائی گئی ہے۔ سند انہا میں مزید بعض راویوں پر بھی برجح موجود ہے لیکن اسی پر التفاکیر اجاہت ہے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ روایت سند اصح نہیں۔ فلہماً قابل حجت نہیں ہو سکتی۔

چھام (۴) — مُتدرک للحاکم کی ایک روایت میں واقعہ مذکور ہے کہ جب امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کی بیعت کے لیے مردان کو کہا تو مردان نے

لوگوں کے سامنے یہ بات رکھی تو اس وقت عبد الرحمن بن ابی بکر اور مروان کے درمیان اس مسئلہ میں تیز کلامی ہو گئی۔ عبد الرحمن نے کہا کہ یہ طریقہ ہر قل اور قصیر کا ہے مروان نے کہا کہ قرآن مجید کی آیت وَالَّذِي قَالَ لِوَالدَّيْهِ أُفِّتَ تَكْمَاً۔ ”تمہارے حق میں نازل ہوئی یہ پس یہ بات حضرت عائشہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا:-

— ”کذب و اللہ ما ہو بہ و نکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنة علی ابا مروان و مروان فی صلبہ... الخ

یعنی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مروان نے غلط کہا۔ اللہ کی فرم اس طرح پات نہیں ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ کو لعنت کی اور مروان اس کی پشت میں تھا۔“

المستدرک للحاکم، ج ۴، ص ۳۵۳- تحت الحکم
والملاحم تحت ذکر البعض الاحیاء الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

روایت انہا پر مندرجہ ذیل کلام کیا جاتا ہے:-

۱ - ایک تو یہ ہے کہ اس روایت میں انقطاع پایا گیا ہے۔ علامہ فہیمی نے اپنی تخلیص میں اس روایت کے تحت یہ لکھا ہے:-

”قلت فیہ انقطاع محمد لم یسمع من عائشة“

”یعنی محمد ابن زیاد نے حضرت عائشہ سے یہ روایت نہیں سنی“
 بلکہ درمیان میں کوئی اشخاص ساقط ہے جس کے ذریعے یہ روایت محمد کو پہنچی (خدا جانے وہ کیسا آدمی تھا)۔

”تلخیص مستدرک حاکم، ج ۴، ص ۱۸۴
تحت روایت)

۴ - دوسری بات یہ ہے کہ روایت مذکورہ (الیعنی عبد الرحمن اور مروان کی بابی مذکورہ گفتگو) مندرجہ ذیل مقامات میں اکابر علماء نے ذکر کی ہے لیکن اس مقام میں مروان اور اس کے والد حکم پر زبانِ بحث سے لعن طعن مذکور نہیں۔

— بخاری شریف میں عبد الرحمن اور مروان کی گفتگو مذکورہ کا ذکر ہے لیکن وہاں بھی حکم اور مروان پر لعن طعن کا کوئی ذکر نہیں۔

۱ — بخاری شریف، جلد ثانی، سورہ اختاف،
باب قولہ والذی قال لوالدیه اُفت لکما۔

۲ — الاصابہ، ج ۱، ص ۳۵۳- تحت الحکم۔

۳ — اسد الغاب للبلین اشیر، ج ۳، ص ۶۰۳۔ تذکرہ عبد الرحمن بن ابی بکر۔

۴ — الاصابہ لابن حجر، ج ۲، ص ۰۰۰۔ تذکرہ عبد الرحمن بن ابی بکر۔

۵ — البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۸۹۔ تذکرہ عبد الرحمن بن ابی بکر۔

(۸۷ھ) میں مذکورہ بابی گفتگو مندرج ہے لیکن مندرجہ بالاہ عدد کتب میں زبانِ بحثی سے مروان حکم پر لعن طعن کا اضافہ نہیں پایا جاتا اور جہاں کبھیں اس واقعہ میں حضرت عائشہؓ کی زبان سے لعن طعن کا اضافہ پایا جاتا ہے اس کے متعلق حافظہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ روایات صحیح نہیں۔

”دیروی انها بعثت الی مروان تعجبه و تؤنبه و تخبره بخبر فیہ ذم له ولابیه لا یصح عنہ“

”یعنی جن روایات میں یہ مردی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروان کو غتاب اور زبردستی کی اور ایک ایسی خبر دی کہ جس میں مروان اور اس کے باپ کے لیے ذمہ مذکور تھی تو وہ روایات صحیح اور درست نہیں۔“

البدایہ للابن کیش، ج ۸، ص ۸۹۔ تذکرہ

عبد الرحمن بن ابی بکر تخت شمس

مذکورہ پیش کردہ چیزوں کے ذریعہ ثابت ہوا کہ اس واقعہ کی جو روایات صحیح ہیں ان میں لعن طعن مذکور نہیں اور جہاں کہیں اس میں لعن دیکھا گیا ہے وہ مردیات صحیح نہیں۔ لہذا یہ روایت مدعاع کو ثابت نہیں کر سکتی اور تقریب تام نہیں۔

پنجم (۵)۔— حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ سے ایک روایت ذکر کی گئی ہے کہ :

”حضرت علیہ السلام کے دور میں اہل اسلام کے ہاں جب کوئی بچ پیدا ہوتا وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں دعا و برکت کے لیے حاضر کیا جاتا۔ آپ اس کے لیے دعا فرماتے۔ چنانچہ مروان بن الحکم پیدا ہوا تو اس کو حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آنچنانست فرمایا۔“

”هو الوزع ابن الوزع الملعون ابن الملعون“

”یعنی کرگٹ کا بیٹا کرگٹ ہے اور ملعون کا بیٹا ملعون ہے۔“

”مستشار للحاکم، کتاب الفتن و الملاحم تحت عنوان اذا

بلغت بخواہیۃ الرعین... الخ۔“

اس روایت کے متعلق علماء نے مندرجہ ذیل کلام کر دیا ہے۔ لہذا یہ روایت بالکل

بے اصل اور بے بنیاد ہے۔

۱۔ علامہ ذہبی نے مستدرک کی تخصیص میں اس روایت کے تحت فرمایا ہے کہ :-

”قلت لا والله وميناء كذبة ابو حاتم“

”یعنی حاکم نے روایت کو صحیح کہا تھا۔ اس کو رد کرتے ہوئے ذہبی فرماتا ہیں کہ اللہ کی قسم ایسی بات نہیں ہے اور اس روایت کے رادی میناء کو ابو حاتم رازی نے جھٹلایا ہے۔

(۱) تخصیص مستدرک للحاکم، ج ۴، ص ۲۹۷ تحت روایت۔

(۲) المغنى في الصعفان للذهبي، ص ۶۹۱ جزء ثالث
تحت میناء ابن ابی میناء۔

۲۔ ابن ابی حاتم رازی نے کتاب الجرح والتعديل جلد رابع قسم اول میں اسی راوی میناء رضوی (عبد الرحمن بن عوف) کے حق میں لکھا ہے کہ مبتدا الحدیث۔ دوی احادیث فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ممناکیر۔ لا یبعاً بعدیتہ کان یکذب۔“

”یعنی میناء حضور کے صحابہ کے حق میں منکر روایات روایت کرتا تھا۔ اس کی حدیث کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔ وہ جھوٹ بولتا تھا۔“

رکتاب الجرح والتعديل، ج ۴، ص ۳۹۵۔

قسم اول تحت میناء۔ طبع جید آباد (کن)

۳۔ ان جہاں نے اپنی کتاب الجرح وہیں میں میناء کے حق میں لکھا ہے کہ

”... وجہ التذکب عن حدیثه“

یعنی میناء کی روایت سے احتساب کرناؤ اجنب اور الگ ہو جانا لازم ہے۔

(۳)

نَذْرَتْ كِي روایات علماء کی نظروں میں

”صحابہ بنو امیہ“ اور ان کے ہم فوا اصحاب کے متعلق بعض روایات میں نذرت اور تقتیص دستیاب ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں کبار علماء نے روایات کے اس قسم کے ذخیرہ پر بڑا عمدہ کلام کر دیا ہے۔ نمونہ کے طور پر ہم ذیل میں اس کو نقل کرتے ہیں تاکہ صحابہ بنو امیہ کے خلاف روایات کا ایک گونہ جائزہ لیا جاسکے اور رشہ نہ اس کے تحت جو بعض لعن وغیرہ کی روایات ذکر کی گئی ہیں ان کا یکجا تجزیہ ہو سکے۔

ا۔ علامہ ابن قیم[ؓ] نے اپنی تصنیف ”المنار المنيف فی الصیحۃ والضیف“ کے فصل سینتیس^۳ میں مذکورہ روایات پر عجیب بحث کی ہے ناظرین کرام کے لیے اس میں سے چند جملے نقل کیے جاتے ہیں:-

..... و من ذالک الاحادیث فی ذم معاویۃ - وکل حدیث فی ذمہ فھوکذب - وکل حدیث فی ذم عمر و بن العاص فھوکذب - وکل حدیث فی ذم بنی امیہ فھوکذب

..... وکذالک احادیث ذم الولید و ذم مردان بن الحکمة

یعنی ان جعلی روایات میں سے وہ احادیث ہیں جو امیر معاویہ کی تقتیص میں منقول ہیں اور ہر وہ حدیث جو ان کی نذرت میں ہے دروغ اور جھوٹ ہے۔

اسی طرح ہر وہ حدیث جو عمرو بن العاص کی نذرت میں ہے جھوٹ ہے اور ہر وہ حدیث جو بنی امیہ کی نذرت میں ہے وہ دروغ ہے۔

(كتاب المجموع بين ابن حبان جزئانی، ص ۳۲۵ تخت نیاز،

مولی عبد الرحمن۔ طبع حیدر آباد دکن)

حافظ ابن حجر[ؓ] نے تہذیب میں کہا ہے کہ :-

”..... قال الجوزجاني انکوالائمة حدیثہ لسور مذہبہ۔

”..... قال ابن عدی انه يغلوفي التشیع ...“

”..... قال یعقوب بن سفیان ان لا یکتب حدیثہ

یعنی کبار علماء نے میناء کے برے مذہب کی وجہ سے اس کی حدیث سے انکار کر دیا ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ وہ شیعہ مذہب میں غلو رکھتا تھا۔ اور یعقوب بن سفیان نے کہا کہ میناء کی روایت کو نہ لکھا جائے۔

اور اس سے روایت نہیں جاتے۔“

(تہذیب التہذیب لابن حجر، ج ۱۰، ص ۲۹،

تحت میناء بن ابی میناء)۔

علماء کبار کی مندرجہ بالا تصریحات سے ثابت ہے کہ میناء کی بر قات بے اصل ہے اور اس سے اختناب کرنا لازم ہے۔

تنبیہ :-

مروان اور اس کے والد حکم کے سلسلہ میں اس قسم کے لعن طعن کی روایات کئی انواع کی صورت میں راویوں نے چلا دی ہیں ان کا شمار کر کے اختساب کرتا ایک بڑی طویل بحث ہے۔ ہم نے بطور نمونہ اس نوع کی چند روایات ناظرین کی خدمت میں پیش کر کے ان پر کلام کر دیا ہے کہ بعض روایات تو مدعاؤ ثابت نہیں کر سکتیں اور بعض دوسری روایات غیر معتبر راویوں کی وجہ سے بے اصل ہیں۔

.... اسی طرح وہ احادیث جو ولید اور مروان بن الحکم کی مذمت میں ہیں جعلی ہیں۔

(المنار المنيف فی الصیح و الضیف لابن قیم
فصل سنتیں، ص ۱۱۔ مطبوعہ حلب)

(۲) — ملا علی قاریؒ نے بھی اسی طرح ان مذمت و تفہیص اور یعن طعن پر کذب والی روایات کے متعلق یہ ذکر کیا ہے کہ :-

”وَمِنْ ذَالِكَ الْأَهَادِيْثُ فِي ذَمِّ مَعَاوِيَةَ وَذَمِّ عُمَرِ بْنِ الْعَوْنَى
وَذَمِّ بَنِ امِيَّةَ وَذَمِّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكْمِ الخ“

”یعنی ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ان جعلی روایات میں وہ احادیث ہیں جو امیر معاویہ کی مذمت میں اور عمر و بن العاص (صحابی) کی مذمت میں ہیں اور قبیلہ بنی امیّہ کی مذمت میں ہیں اور اسی طرح مروان بن الحکم کی مذمت میں مردیات بھی جعلی ہیں۔“

۱۔ موضوعات ملا علی قاری، ص ۶۰۔ ایضاً مطبوعہ مجتبائیہ

فصل دعاء و صبحہ جہلہ استبین الى السنة۔

۲۔ الاسرار المفوعة فی اخبار المؤمنون، ص ۲۷۷، یعنی

موضوعات کبیر ملا علی قاری مطبوعہ بیروت لبنان۔

۳۔ کوثر النبی از مولانا عبد العزیز پیر بارڈی (حصہ دوم)

تحت بحث احادیث موصوعہ (قلی)

— اس فن کے مشاہیر علماء نے امت مسلمہ پر واضح کر دیا ہے کہ بنی امیّہ کے مشہور مشہور حضرات کے حق میں یعن طعن دمذمت و تفہیص دکھلانے والی روایات راویوں نے اپنے تصنیف فرما کر قوم میں نشر کر دی ہیں۔ اب اس قسم کے ذخیرہ روایات

پر نظر کرنے سے لوگوں کو کسی غلط فہمی میں بنتا ہو کر ان کے حق میں بظنی کاشکار نہیں ہونا چاہیے علماء نے ”احتفاق حق“ کا اپنا فرضیہ خوب ادا فرمایا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص حق بات کو قبول نہیں کرتا اور خواہ مخواہ ”نزیغ عن الحق“ کی راہ اختیار کرتا ہے۔ تو یہ ”قصب“ ہو گا جس کا انجام بخیر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے والحق حق ہے۔ حق ان سیّئے“ یعنی حق بات اس کی زیادہ حقدار ہے کہ اس کی اتباع کی جاتے۔

— (۲)—

مذکورہ روایات عقل و درایت کی روشنی میں

- ۱۔ مسلسل میں اس مسئلہ پر غور کرنا ہے کہ اگر الحکم اور اس کی اولاد مروان وغیرہ پر یعن طعن کی مذکورہ بالاروایات درست میں اور اگر درسان بنبرت) سے الحکم اور اس کی اولاد ملعون ہے تو چھ مندرجہ ذیل چیزوں کیسے صحیح ہوئیں۔ مثلاً:-
- ۲۔ حضرت عثمانؓ کی طرف سے مروانؓ کو اپنا داماد کیسے بنایا گیا؟
- ۳۔ حضرت عثمانؓ نے مروانؓ کو اپنا کتاب کیسے تجویز فرمادیا؟
- ۴۔ حضرت عثمانؓ نے مروانؓ کو ”بھرین“ کا حاکم اور ولی کیسے بنایا؟
- ۵۔ حضرت عثمانؓ نے الحکم کو زمیح اس کی اولاد کے مدینہ میں قیام کی کیسے اجازت دے دی؟ کیا حضرت عثمانؓ کو حضور علیہ السلام کے یعن طعن کے فرمودات حکومت نہیں تھے؟ یا چھ ان فرمایں بنبرت سے متاثر نہ ہوتے؟ کوئی بات درست ہے؟ حضرت عثمانؓ کی دیانتداری و جانشانی کے تمام کو تذکرہ رکھیں اس کے بعد کوئی فیصلہ کریں۔
- ۶۔ اگر یہ خاندان زبان رسالت کے ذریعے لاائق نفرت، قابل حقارت اور

لعن کا مورد ہے تو حضرت علی المرضی نے قبلہ بنو امیہ (جس کی الحکم اور ان کی اولاد ایک طری شاخ ہے) کے حق میں مذکورہ بالاضمیت و منقبت کے اقوال کیسے فرمادیتے اور ان کے عمدہ خصال کس طرح شمار کر دیتے؟ ۶۔ نیز حضرات حسین بن علی نے جنگ محل میں مروان کی گرفتاری پر مروان کو رہا کر لئے کے لیے حضرت علیؑ کے ہاں سفارش کس طرح کر دی؟ اور پھر حضرت علیؑ نے اس کے حق میں سفارش کیسے منظور فرمائی؟ ۷۔ سہل بن سعد (صحابی)، علی بن الحسین ہاشمی (یعنی زین العابدین تابعی)، عروہ بن زبیر تابعی، سعید بن اسیب تابعی وغیرہم اکابرین امت نے مروان کی دیانت پر کیسے اعتماد کیا۔ اور اس سے روایات حدیث کیسے حاصل کیں؟

۸۔ امام مالکؓ نے اپنے "مؤطا" میں مسائل شرعی میں اعتماد کرتے ہوئے مروان سے متعدد مسائل کیسے نقل کر دیتے؟

۹۔ امام محمد بن حسن الشیبانی نے اپنے "مؤطا" میں مروان سے بہت سے مسائل شرعی کیسے نقل کر دیتے؟

۱۰۔ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ مدینہ طیبہ پر ایسے مروان کا نائب مناب اور قائم مقام ہونا کیسے گواہ کرتے تھے؟

۱۱۔ حضرت سیدنا زین العابدین کا قول اموی خلفاء کے حق میں کیسے صحیح ہوا؟ جب کہ ایک شخص کے جواب میں آپ نے فرمایا:-

"بل نصلی خلوفهم و نناکھهم بالسنة"

"یعنی ہم بنی امیہ خلفاء کے پیغمبر نمازیں پڑھیں گے اور ان کے مانند رشتہ داری کا تعلق سنت کے مطابق قائم کریں گے"

۱۔ سیدنا زین العابدینؑ کے حق میں علامہ زہری کا قول کس طرح صحیح ہو گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ احسنهم طاعۃ احتجهم الی مروان و عبد الملک بن مروان۔ یعنی اہل بیت حضرات میں سے سیدنا زین العابدین مروان و عبد الملک بن مروان کے نہایت عمدہ تابعاء بین اور اس کی طرف زیادہ محبت رکھنے والے ہیں۔ ۲۔ مزید تدبیر فرمائیے۔ اگر بالفرض فرمان نبوی کے اعتبار سے بنی امیہ مذکوم و مبغوض ہیں اور خصوصاً الحکم اور اس کی اولاد مروان وغیرہ ملعون ہے تو پھر ایسے منوس خاندان کے ساتھ حضرت علی المرضیؑ کی اولاد شریف نے رشتہ داری کے نسبی تعلقات کیسے قائم فرمادیتے؟ اور لطف یہ کہ متعدد رشتہ حضرت علیؑ کی اولاد نے مروان کی اولاد کو دیتے ہیں ان سے یہ نہیں مٹلا:-
را) رملہ بنت علی بن ابی طالبؑ مروان کے بیٹے معادیر کے نکاح میں تھی
(۲) حسن ثانی کی طریقی (زمینہب) مروان کے پوتے ولید بن عبد الملک بن مروان کے نکاح میں تھی۔

(۳) امام حسنؑ کی پوتی زنفیہ بنت زید بن امام حسنؑ مروان کے پوتے ولید بن عبد الملک بن مروان کے نکاح میں تھی۔

(۴) امام حسنؑ کی پوتی (خديجہ بنت الحسین بن حسنؑ) مروان کے بھائی الحارث بن الحکم کے پوتے اتمیل بن عبد الملک بن الحارث کے نکاح میں تھی اسی خدیجہ کو امام کلثومؑ کے نام سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

(۵) خدیجہ اہدا کے نکاح کے بعد ان کی چچا نزادہ ہیں (محمدہ بنت الحسن المشنی بن امام حسنؑ) مروان کے حقیقی بھائی الحارث بن الحکم کے پوتے اتمیل بن عبد الملک بن الحارث کے نکاح میں تھیں۔

مذکورہ بالا امور کے حالہ جات قبل ازیں امیرعاویہ اور مروانؑ کے حالات میں

دے دیتے گئے ہیں، رجوع فرمائی کی جا سکتی ہے۔

قابل غوریہ بات ہے کہ کیا حضرت علیؑ کی اولاد نے بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے
یہ تمام فرمودات دین میں بعض کرایہ تھے۔ (عن غیرہ مذکور ہے) یکسر فرمائش کرتے ہوئے
خاندان مردان سے ذاتی تعلقات رشتہوں کی صورت میں استوار کریے۔ یا یہ روایات
ان کے ذریعہ ان لوگوں کے سامنے ہی نہیں آئی تھیں۔ بلکہ بعد میں زاویوں نے اپنے
اپنے مقاصد کی خاطر تصنیف فرمائی قوم میں نشر کر دیں۔

ناظرین کرام میں بڑے بڑے فہیم، ذہین، فطیین، ذکی، مفکر موجود ہیں یہ من
گویا اس مسئلہ کی مختلف جوانب پیش کر دی ہیں۔ منصفانہ غور و خوض فرمائی میدھتے
بہتر نتائج خود برآمد کر سکیں گے۔ ہماری طرف سے صرف اتنی گزارش ہے کہ گروہی
تعصیب سے بالاتر ہو کر غور فرمادیں۔

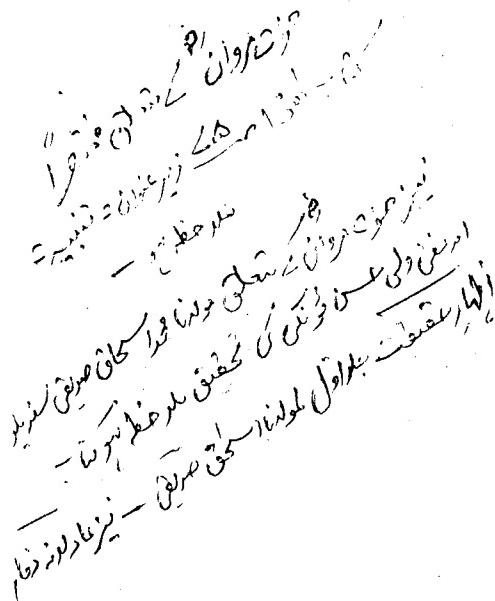
بحث مردان کا خاتمه

مردان بن الحکم کے لیے پہلے غصہ حالات دیتے گئے۔ اس کے بعد مردان
کے متعلقہ چند ایک مشہور و شہور اعتراضات کے جوابات پیش کیے ہیں۔ ان دونوں
بخشوش میں کما تھے علی مواد ہم نہیں پیش کر سکے۔ بعض تاریخی کتب (مثلاً تاریخ بلده مشق
کامل این عساکر وغیرہ) میں حاصل نہیں۔ اس وجہ سے یہ تھیں ناممکن ہیں۔ تاہم
مالا یدریک کٹلانا تیرک کٹلہ کے قاعده کے موافق جو کچھ ماحض تھا وہ پیش کر دیا گیا۔
قبل ایں بحث ہذا کی ابتداء میں بھی ذکر کیا گیا۔ اب دوبارہ آخر

بحث میں لکھا جاتا ہے کہ کسی مسئلہ میں بھی افراط و تقریط مناسب نہیں ہوتی۔ اس
بناء پر مردان کے معصوم عن الخطاء او غلطی سے مبترا ہونے کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔

بہت ممکن ہے کہی موقعاً میں مردان سے غلطی ہوئی ہو لیکن ساتھ ہی مردان کی خوبیوں
کو اور دینی و قومی خدمات کو یکسر ختم کر کے اس کی خامیوں کی داستانیں نشکرنا بھی
کوئی "کار خیر" نہیں اور نہ اسلام روپی کی یہ کوئی بہترین خدمت ہے۔

سلفت صالحین کے طرقیہ پر "خذ ما صفا و درع ماکدر" پر عمل کرنا مناسب
ہے۔ حقیقت کو حق کہنا، غلط بات کی حمایت نہ کرنا یہ اسلام طریق ہے اور تعصیب
سے اجتناب کی بہترین صورت ہے۔ اگر قبول خاطر ہو جائے۔



بجٹ شاٹ

بجٹ اہد امیں اس مسئلہ کو دو طریقے سے پیش کیا جاتا ہے۔ ایک طریقے تو یہ ہے کہ معلوم کیا جائے ”اقربانوازی“ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ شرعاً کس طرح محمود اور صحیح ہے؟ اور کن کن صورتوں میں نہ موم اور قبیح ہے؟ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ واقعات کے اعتبار سے اس مسئلہ کو معلوم کیا جاتے اور دو رعنائی سے پہلے گذشتہ اور احمد بن بوسی، عہد فاروقی اور باعده اسے ایام عہد متفقہ میں غور و فکر کر لیا جاتے کہ ان ایام میں رشته داروں کو مناصب دینے میں کیا طرز اختیار کیا گیا؟ اور عہدہ جات تقسیم کرنے میں قبلیہ داری کی رعایت رکھی گئی؟ یا قبیلہ کو حکومت کے مناصب سے الگ رکھا گیا؟ ان ہر دو طریقے سے مسئلہ ہذا خوب واضح ہو جاتے گا۔

طریق اول

شریعت میں اقرباء کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) — وَأَغْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا قِبْلَةِ الَّذِينَ أَخْسَانَاهُمْ ذِي

الْقُرْبَى وَالنَّبِيَّا وَالْمَسَالِكِينَ .. الخ

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شرک نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان اور بخل اکرو اور رشته داروں کے ساتھ اور بیتائی اور مساکین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (قرآن مجید۔ پارہ پنجم۔ پاؤ اول)

(۲) — إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَا عِنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ بِعِلْمِكُمْ تَذَكَّرُونَ۔
ویعنی اللہ تعالیٰ امر کرتے ہیں انصاف کرنے کے ساتھ اور احسان کرنے کے ساتھ اور رشته داروں کو ان کے حقوق دینے کے ساتھ اور منع فرماتے ہیں بے چیزی کے کاموں سے اور بڑے کاموں سے اور زیارتی کرنے سے۔ (رپارہ ۱۳۱ - پاؤ چارم)

حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضور نبی کیرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
”عن ابن عمِّ عَمِّ رَسُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْبَرَّ إِنَّمَا يَصِلُ الْوَجْلَ وَذَلِيلَهِ (بعد ان یوں)
یعنی کامل صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے والد کے بعد اس کے احباب کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا معاملہ کیا جاتے۔

(۱) — مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۱۳۔ باب فضل صلة اصدق فاعل المأباب والام و نحوها طبع نور محمدی دہلی

(۲) — ابو داؤد شریف، ج ۲، ص ۳۵۳۔ باب فی بر الوالدین طبع مجتبائی دہلی۔

اسی طریقہ بہت سی نصوص شرعیہ میں اقرباء کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے اور اپنے رشته داروں کے ساتھ اچھا معاملہ رکھنے کی تاکید ہے۔

ہذا حضرت عثمان بن نے اپنے رشته داروں کے ساتھ عہدہ اور منصب کے معاملہ میں اگر رعایت فرماتی ہے تو یہ شرعی احکام کے موافق ہے۔ طریقہ شریعت کے برخلاف نہیں۔

”اقربانوازی“ کے نہ موم اور ناجائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ غیر کے حق کو

دباکر اپنے قریبی کو دے دیا جاتے۔ اسی طرح دوسرے شخص کے خلیفہ کو صلح کر کے اس کی اجازت کے بغیر اپنے رشته دار کو مستحق قرار دیا جاتے۔ یہ طریقہ کا تشریع میں قبیح شمار کیا جاتا ہے۔

اگر یہ صورت نہ ہو تو رشته دار کو منصب عطا کرنے میں کچھ سبق نہیں بشرطیکہ وہ اس کا اہل ہو۔

طریقہ ثانی

اس طریقہ کے متعلق ناظرین کرام کی خدمت میں دو زبردست کے چند اہم منصب اور عہدے پہلے ذکر کیے جاتے ہیں جو سید الکوئین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشته داروں (بنو امیہ اور بنو هاشم) کو عنایت فرماتے تھے۔ اس کے بعد دورِ فرازی اور اس کے بعد عہدہِ قضوی کے مناصب ذکر کیے جائیں گے جو انہوں نے اپنے اقرباء کے لیے تجویز فرمائے تھے۔ تاکہ اس مسئلہ کو اہل فہم ذکر حضرات واقعات کی شکل میں حل فرمائیں۔ اور باقی ادووار کے ساتھ عثمانی دور کا تقابل و توازن بھی قائم کر سکیں۔

دُوْزبُوی میں اقتیاب کیلئے مناصب ہی کے چند واقعات

اول — حضور علیہ السلام نے اپنے داماد حضرت عثمان بن عفان کو اپنے دورِ رسالت میں کئی اہم مناصب اور عہدوں پر فائز فرمایا مثلاً۔
ا۔ کتابت و حجی کا عہدہ انہیں عنایت فرمایا گیا اور کتابت و حجی میں حضرت عثمان شامل تھے۔

ا۔ زاد العadal ابن قیمؒ (ج ۱، ص ۲۹) میں فصل فی کتابہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۔ السیرۃ النبویہ لابن کثیر، ج ۳، ص ۴۶۹۔ تحت
کتاب الوجی وغیرہ میں یہ یہ۔

۷۔ سیرۃ الحلبیۃ، ج ۳، ص ۳۶۳۔ باب ذکر المشاہیر
من کتابہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸۔ جواہر السیرۃ لابن حزم، ص ۲۶۰۔ تحت کتابہ صلی اللہ
علیہ وسلم۔

۹۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر قریش مکہ کی طرف حضرت عثمانؓ کو حضور علیہ السلام
نے اپنا سفر نیا کر روانہ فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کی یہ سفارت صحابہ سنہ اور سیرت کی عام کتابوں میں غزوہ
حدیبیہ اور صلح حدیبیہ کے موقعہ پر مذکور ہے۔

ر مشکوٰۃ شریعت، باب مناقب عثمان الفصل
الثانی والثالث، ص ۵۶۱۔ ۵۶۲ طبع نور محمدی (ہلی)
۱۰۔ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرضی کو غالباً ایک بار مدینہ شریعت پر
اپنا نائب بنایا تھا اور حضرت عثمانؓ کو متعدد و فتح مدینہ طبیبہ پر اپنا قائم مقام اور خلیفہ
بنایا۔ ایک دفعہ غزوہ ذات الرقاع میں مدینہ پر اپنا خلیفہ بنایا۔ دوسری دفعہ غزوہ
غطفان میں اپنا قائم مقام بنایا۔

۱۱۔ استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المدینۃ
فی غزوۃ ذات الرقاع عثمانؓ بن عفان و استخلفہ ایضاً
علی المدینۃ فی غزوۃ ذات الرقاع۔

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۹۔ قسم اول تحت
ذکر اسلام عثمانؓ طبع اول یہین۔

(۲) — مہماج الرُّشْتَه لابن تیمیہ، ج ۲، ص ۱۶۔
اگر بالفرض کسی صاحب کو حضرت عثمانؓ کی مذکورہ متعلقہ چیزوں میں المعاودۃ الی المطلوب“ پائے جانے کا شہبہ نظر آتے تو ان کی بجائے مندرجہ ذیل بنی امیہ کے قریبی اشخاص کے مناصب کو سامنے رکھیں اور مسئلہ میں غور فرمائیں۔

دوم — حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ کے والدین بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے باعثت صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے لیکن سید الکنوین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بُت شکنی کے لیے حضرت ابوسفیانؓ اور میثہ بن شعبہ کو روایت فرمایا۔ انہوں نے اس کو گرا کر پاش پاٹ کر دیا۔
..... فابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الائان بیعت اباسفیان بن حرب و المغيرة بن شعبہ فیهم دمها۔

(۱) — بیت ابن میثام، ج ۲، ص ۵۳۔ ۱۴۵ تخت حالات و فوائد تقویت۔

(۲) — البدایہ لابن کثیر، ج ۵، ص ۳۴۰۔ ۳۷۵ تخت قروم و قد تقویت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوم۔ اوایلی قرض [قبیلہ بنی تقویت میں عروہ نامی اور الاسود نامی] دو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان کو منتخب فرمایا تاکہ وہاں سے مال کے کران دونوں کے قرض کو اتار دیں۔ پس حضرت ابوسفیان نے حسب فرمان نبوی ان کا قرض ادا کیا۔

فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اباسفیان
ان یقضی دین عروہ و الاسود من قال الطاغية فلم اجمع

(۲) — کتاب الحجر لابن جعفر بغدادی، ص ۱۲۶ تخت امراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۳) — تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۶۲ تخت عممال نبوی۔

بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھا حضرت عیاس بن عبدالمطلبؓ کے یہ زمانہ جاہلیت میں بھی دوست تھے۔ فتح مکہ کے روز حضرت عیاسؓ کی ترغیب سے ایمان لائے تھے اور بعد ازاں اسلام بھی خاص ہم نشین اور صاحب رہے۔
بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیانؓ کو کئی منصب اور عبد عطا فرمائے اور کئی اہم ذمہ داریاں ان کے سپرد فرمائیں۔ ان میں سے ذیل میں صرف چند چیزیں بالاختصار پیشِ خدمت ہیں جو حضرت عیاسؓ کے مناسب ہیں۔ مثلاً نجران کے علاقہ پر حضور علیہ السلام نے ابوسفیان اول۔ نجران کا حاکم ہونا [کو عامل اور حاکم بنایا۔

وَ اسْتَعْمَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَجْرَانَ؟

(۱) — کتاب نسب قریش مصعب الزپری، ص ۱۲۲
تخت ولد حرب بن امیہ۔

المغيرة مالها قال لابي سفيان ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قد امرک ان تقضی عن عرقۃ والاسود وینهمما فقضی عنہما ۱۷
رسیرت ابن بشام، ج ۴، ص ۲۶۵ تخت
امرو فـ تقویف واسلامہ

چھارم : تقسیم مال | ایک دفعہ کے مکر میں سید الکوئین صلی اللہ علیہ وسلم نے مال حضرت ابوسفیان کی تحول میں دیا گیا اور ان کے ذریعے قریش مکہ میں تقسیم ہوا یعنی نفع مکہ کے بعد کا واقعہ ہے چنانچہ اس واقعہ کو عمر بن فخوار نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

”دعائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قد اراد ان
یبعثنی بمال الی ابی سفیان یقسمہ فی قریش بمکة بعد الفتح
.... فمضینا حتی قد منا مکة فد فعت الممال الی ابی
سفیان ... الخ“

- (۱) طبلمات ابن سعد، ص ۳۲-۳۳، ج ۴، قسم ثانی.
طبع لیدن تخت عمر بن فخوار
- (۲) السنن الکبری للبیهقی، ج ۱، ص ۱۲۹ کتاب
آداب القاضی - باب الاقتیاط فی قراءۃ الكتاب
تبییہ: حضرت ابوسفیان کے حق میں بہت سے مناقب و فضائل
حدیث و سیرت و تاریخ اسلامی کی کتابوں میں پاتے جانتے ہیں اور ان کے مجاہد
کا زلمے ولی خدمات بہت کچھ دستیاب ہیں (ہم نے یہاں ان میں سے صرف چار عدد
ذکر کر دیتے ہیں) ان کی تمام یعنی خدمات اور مساعی پر تھسبب دُور کر کے منصفانہ نظر

رنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت موصوف کے خلاف جو کچھ مواد روایات میں
دکھائی دیتا ہے (خواہ طبیری میں ہو یا جسٹری وغیرہ میں) وہ داقعہ کے
اعتبار سے صحیح نہیں اور فتنی تجزیہ کی روشنی میں وہ مروایات عموماً مسدّاً مجرور و مقدور
ہیں۔ یا پھر وہ معروف روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے تلقاً منکر میں یا شاذ میں
ان صورتوں سے خالی نہیں۔

— اور جن حضرات نے حضرت ابوسفیان علیہ السلام عنہ کے کردار کو خراب
رنے اور ان کے دینی مقام کو گرانے والی مروایات کا ذکر کیا ہے انہوں نے مقام
صحابہ کا لاحاظہ کیا ہے نعلم کہ صحابہ کو ملحوظ رکھا ہے، نہ شان صحابہ کی رعایت کی ہے۔
بلکہ ان روایات کے حق میں فتنی تجزیہ کرنے کی تخلیف ہی گواہ نہیں فرمائی تاکہ ان پر ان کا
نقم و اغض ہو سکتا اور درایت کے اعتبار سے اس مواد کا ملاحظہ ہی نہیں کیا کہ اس کا
واعداً کے برخلاف ہونا معلوم ہو سکتا۔ قبائلی تعصب، خاندانی نفرت، فسی انتیازات
کی وجہ سے ہیں ورنہ ان چیزوں کو نقلًا و عقلاً جانچ لینے سے کوئی بات مانع نہیں تھی۔
(بِهِ اَمْ اَللّٰهِ تَعَالٰی خَيْرُ الْمُدَّاِيِّ وَعَافَا هُمْ عَنِ الْعَصِيَّةِ)

سوم — حضرت ابوسفیان کے لیے کیزی زید بن ابی سفیان میں جو امیر معاویہ
کا بڑے بھائی ہیں اور رضوی علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار ہیں یعنی حضرت کو حرم تحریر
از المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے برادر ہیں۔ اس صورت میں زید بن ابی سفیان
اپ کے بارے نسبتی ہوتے اور حسنہ علیہ السلام ان کے بھنوئی ہوتے ٹبری عنده صلاحتیں
کے لامک تھے۔ نفع مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے۔ بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت
میں غزوہ ہنین میں شرکیہ ہوتے اور ان کو آپ نے غزوہ ہنین سے بہت سامال عنانی
را یا تھا۔

سیرت اور اسلامی تاریخ کے علماء نے ان کو زید الغیر کے نام سے یاد کیا ہے۔

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۷، ق ۲۶، هـ ۱۲۰۔ تخت ذکر یزید بن ابی سفیان اموی۔

(۲) البدایر، ج ۷، ص ۹۵۔ تذکرہ یزید بن ابی سفیان
تخت راحدہ طبع اول۔

یزید بن ابی سفیان کو بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لیاقت اور صلاحیت کی بناء پر اپنے عہدِ نبوت میں متعدد اعزاز بخشت اور کتنی مناسب ان کو نصیب ہوئے تھا:
(۱) یزید بن ابی سفیان کا شمار کتابیان وحی نبوت میں کیا گیا اور علماء نے کتابیان وحی کا شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

..... و معاویۃ بن ابی سفیان ای و اخوا یزید ... الخ ۲

(۱) جواہر السیرۃ لابن حزم، ص ۲۴۰۔ سیرت جلبیہ، ج ۳، ص ۳۶۳۔ باب ذکر تخت کتابہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) المثابر من کتابہ صلی اللہ علیہ وسلم،
حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن ابی سفیان کو قبیلہ بنی فراس کے صدقات پر عامل و حاکم بنایا۔ وہ قبیلہ ان کے نہیں کا تھا۔

یزید بن ابی سفیان صحن حرب بن امیہ بن عبد شمس القرشی الاموی ایم اشام و اخوا الحلیفہ معاویۃ کان من فضلاء الصحابة من مسلمة الفتح۔

و استعمله النبي صلی اللہ علیہ وسلم علی صدقات بنی فراس
و كانوا أخوا الله ... الخ ۳

(۱) الاصابع مع الاستیعاب، ص ۶۱۹، ج ۳۔

تخت یزید بن ابی سفیان ۴

(۲) اسد الغاب، ص ۱۱۲، ج ۵۔ تخت یزید مذکور

(۳) اور ابو جعفر بن عبادی نے کتاب المحرر میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن ابی سفیان کو تیما کے علاقے پر بھی امیر بنایا تھا۔
— ویزید بن ابی سفیان فی رامڑہ، علی تیما... الخ ۵

رکتاب المحرر، ص ۱۲۹۔ تخت امراء رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

چھام — حضرت ابو سفیان فی کے لئے کے امیر معاویۃ مشہور و معروف صحابی ہیں اور بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں یعنی حضرت کے حرم عقیرم اُم المؤمنین ام حمیم بنت ابی سفیان فی کے بھائی ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت امیر معاویۃ اُم المؤمنین ام حمیم بنت ابی سفیان کو آنحضرت کے برادریتی ہونے کا شرف حاصل ہے اور دروسی یہاں بن ابی سفیان کو آنحضرت کے برادریتی ہونے کا شرف حاصل ہے کہ حضرت امیر معاویۃ بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بھی ہیں یعنی اُم المؤمنین ام حمیم کی بہن قریۃ الصقر اُمیر معاویۃ کے نکاح میں تھیں جیسا کہ قبل ازیں بحث ثانی میں نبی روابط کے تخت تفصیلًا ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۱) نسب قریۃ المصعب النبیری، ص ۱۲۲-۱۲۳۔

تخت ولد ابی سفیان بن حرب۔

(۲) کتاب المحرر، ص ۱۰۴۔ طبع جیدر آباد دکن۔

(۱) امیر معاویۃ بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کے عہدہ پر فائز فرمایا ہوا تھا۔ دیگر کتابیان وحی کے ساتھ ان کا شمار تھا جیسا کہ علماء سیرت لکھارے ذکر کیا ہے۔

البنت علامہ ابن حزم اور علی بن برہان الدین الجلبي وغیرہ مانے مزید تصریح کر دی ہے کہ یزید بن ثابت التصاری اور رفعہ کم کے بعد) امیر معاویۃ آنحضرت رسالتاً بصلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کتابت کے بیسے حاضر باش خادم تھے چاہے

وَحِيٌّ كَلِّ كِتَابٍ هُنْ خَواهُ غَيْرُ وَحِيٍّ كَيْ هُوَ -

... . وَكَانَ زَيْدَ بْنَ ثَابَتَ مِنَ الْأَزْمَةِ النَّاسُ لِذَاكَ ثُمَّ
تَلَاهُ مَعَاوِيَةُ بَعْدَ الْفَتْحِ فَكَانَ مَلَازِمِيْنَ لِكِتَابَتِهِ بَيْنَ يَدِيهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَحْيِ وَغَيْرِ ذَاكَ لَا عَمَلَ لِهِمَا إِغْرِيْ
ذَاكَ -

— جَوَامِعُ السِّيرَةِ لِابْنِ حَزَمِ الْأَنْدَسِيِّ، ص ۲۷

تَحْتَ كَتَابَهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

— سِيرَةُ الْجَلِيلِيَّةِ، ج ۳-۴، ۳۶۳-۳۶۴. بَابُ ذِكْرِ الشَّاهِيْرِ
مِنْ كَتَابِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

(۴) — عَهْدِ بَنْبُوريِّ مِنْ لِعْضِ اذْفَاتِ حَضْرَتِ اِمِيرِ مَعَاوِيَةِ كَوْنِيْ بْنِيْ أَقْدَسِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَّلَ لِكُوْنِيْ كَوْنِيْ مَعَاوِيَةَ دِينِيْنَ كَيْ لِيْبِيْ رِوَايَةَ فِيْ تَحْتِهَا - چَنَّا پَجَّهَ
وَالْأَنْلَى بْنَ جَمْرَ كَوْحَضْرَتِ اِمِيرِ مَعَاوِيَةِ كَيْ ذَرِيْبِيْهِ زَمِينَ عَنْيَاتِ فِرْمَانِيْ كَيْ سَقَى قَبْلَ اِزِينِ
يَهْ وَاقِعَةِ بَحْثِ اَوْلَى كَيْ عَنْوَانِ "الشَّامِ" كَيْ اِبْدَاءِيْمَ ذَكْرِ کِيْ جَاهَظَاهَ -

(۱) — تَارِيْخُ كَبِيرِ اِيْمَامِ بَجَارِيِّ، ص ۵۷-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴. جَلَدُ بَاعِثِ
الْقَسْمِ الثَّانِيِّ تَحْتَ دَائِلَ بْنَ جَمْرَ -

(۲) — اَسْدُ الْغَابَةِ، ج ۵ ص ۸۰-۸۱. تَحْتَ دَائِلَ بْنَ جَمْرَ -

(۳) — الْاَصَابِيَّ، ج ۳، ص ۹۲-۹۳-۹۴. ذَكْرُ دَائِلَ بْنَ جَمْرَ -

حَضْرَوْ عَلَيْهِ اِسْلَامُ كَيْ قَرِيْبِيْ رِشْتَهِ دَارِانَ رِجَبِيْ بْنِ اِمِيرِيْهِ سَهِيْ (ہِیْ) کَيْ چِنْدِ مَنَاصِبِ
ہِمْ نَزَّلَ ذَكْرِ کِيْ ہِیْ جَوَانَ کَوْهَدِ بَنْبُورِتِ مِنْ دِينِيْتَےِ گَنْجَ: اَبْ زَيْلَ مِنْ وَهْ چِنْدِ عَهْدِيْ
ذَكْرِ کِيْ جَاتَتِ ہِیْ جَرْبَنِیْ اَقْدَسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَّلَ اپَنَےِ رِشْتَهِ دَارِانَ بْنِيْ بَاشَمَ کَوْ
عَنْيَاتِ فَرَمَتَتِ تَخَّهَ -

دَوْرِ نَبِيِّ مِنْ بَنِيْ بَاشَمَ كَعَبَدَهُ جَاتَ

(۱) — بَنِيْ اَقْدَسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَّلَ اپَنَےِ چَحَّا زَادَ بَلَدَ حَضْرَتِ جَنْبَرِ طَيَّارَ کَوْغَدَهُ مَوْتَهُ شَهَمَ مِنْ مِيرِ فَلَكَنْ بَارَ
بِحِجَّاتَهَا - اِنْكَهَ سَاحَهُ عَبْدَ الشَّبَنَ رِوَايَةً اَوْ زَيْدَ بْنَ حَارَشَ رِجَبِيْ یَيْكَهُ جَوْدَهُ گَيْرَ مَقْرَرَ فِرْمَانَتَهَا -

(۲) — سَيْدَ الْكَوْنِيْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَّلَ غَزَوَهُ خَيْرَ کَهُ اَخْرَى اِيَامَ شَهَمَ مِنْ جَسْبَهُ مَوْقَعَهُ فَرَخَ خَيْرَهُ مَنْتَهِيَهُ -
حَضْرَتِ عَلِيِّ اَلْمَاضِيِّ کَوْ اِمِيرِ شَکَرَ مَقْرَرَ کَهُ کَرَ کَهُ رِوَايَةَ فَرِيْمَا -

(۳) — نَيْزَ حَضْرَتِ عَلِيِّ اَلْمَاضِيِّ کَوْ بَنِيْ کَهُ کَعَبَدَهُ جَاتَ اَنْجَيَهُ مَنْ یَكِيْتَ فَعَدَ حَالَمَ تَجْيِيزَ فَرِمَارَ اِسَالَ کَيْا تَهَا -

(۴) — غَزَوَهُ تَبَرُّکَ شَهَمَ کَهُ مَوْقَعَهُ پَرِّ جَبَ اَنْجَابَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَوَهُ بَنِيْ بَاشَمَ مِنْ تَشْرِيفَتِهِ لَهُ گَنْتَهُ
عَلِيِّ اَلْمَاضِيِّ کَوْ قَوْقَیِ طَوْرِ پَرِّ خَانَگَیِ اَمْوَارِ کَهُ یَيْنَهُ مَيْزَنِ طَبِیْبِیْهِ اِنْپَانَا سَبَبَ نَيْمَا تَهَا -

یَهْ وَاقِعَاتِ چَوَکَهُ سَيْرَتِ طَبِیْبِیْهِ اَوْ اِسْلَامِیِّ تَارِیْخَ کَهُ مَشْهُورَ لَوْرِ مَسَلَّمَاتِ مِنْ ہِیْ اِسَ بَنَپَرِ حَالَجَاتَ
لَرِجَ کَهُنَسَ کَیْ ضَرُورَتِ نَهِیْںَ سَمَحَیَ کَیْ اَوْ مَضْمُونَ مِنْ طَوَالَتَ سَهِيْ اِبْتَنَابَ کَرَنَیْبِیْ خَصَوصَهَا مَطْلُوبَیَهُ -

مَنْدِرِ جَاتَ بَالَّا کَهُ ذَرِيْبِیْ مَحْلُومَ ہُنْوَا کَهُ حَضْرَوْ عَلَيْهِ اِسْلَامُ کَهُ دَوْرِ بَارَکَ مِنْ
انْبَانَبَ نَزَّلَ اپَنَےِ بَنِيِّ اِمِيرِیَهِ رِشْتَهِ دَارِولَ اَوْ بَنِيِّ بَاشَمَ اَقْرَبَا کَهُ مَوْقَعَهُ مَوْقَعَهُ بَهْدَرَےِ
اَوْ مَنَاصِبِ غَنِيَّاتِ فَرَمَتَتِ مَذَکُورَهُ بَالَّا تَهَا اَمْتَهَنَمَ وَاقِعَاتِ مِنْ یَهْ تَعَالَمَ اَوْ کَارِکَرَدَگَیِّ

شَلَّهَ اِنْدَا کَوْ وَاضِعَ کَرَتِیَهُ ہِیْ کَهُ حَضْرَتِ سَيْدَ زَانِ عَمَانَبَنِ عَمَانَ نَزَّلَ بعضَ اَقْرَبَا کَوْ مَنَسَّا
ہِیِ کَهُ سَلَّمَیِّنِ کَرَتِیَهُ بَدِیدَ طَرَازِ اَنْتِیَا زَنِیِّنِ کَمَا بَلَکَ اِسَ سَلَّمَیِّنِ تَشْرِفَتِ شَمَانَ کَاطِرِ عَمَلِ نَرَقِیِّ طَرَنِیِّ کَهُ مَطَابِقَتِ تَهَا -

نَیْزَ وَاضِعَ ہُنْوَا کَهُ اِسَ سَلَّمَیِّنِ حَضْرَتِ شَمَانَ کَهُ کَوْنَیِّ عَلَطِیِّ سَرِزَدَ
نَہِیْںَ ہَرَنَیِّ تَهِیِّ اَوْ زَنِیِّ بِیِّ اَنَّ کَاَیَ کَامَ شَرِعَاً وَ اَخْلَاقَاً دَسِيَّاً سَتَّهُ غَلَطَ تَنَحَا اَوْ رِاْمَ اِمَرِکَتِنِ

سَيْدَ الْمَرْلِيْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَهُ خَلِيفَ رَاشِدَ (حَضْرَتِ شَمَانَ) کَوْ مَسْلَهَ بَنِیَا مِنْ غَلَطَ کَارِدَ وَ
خَلَا کَارِرَادِ دِینِیَهُ سَهِيْ سَهِيْ بَنِیَا مِنْ غَلَطَ کَهِنَتَهُ وَالْوَلَنِ کَوْ غَلَطَ کَارِدَ اَوْ غَلَطَ کَارِدَ اَوْ غَلَطَ کَارِدَ اَوْ غَلَطَ کَارِدَ

عَهْدِ فَارَوْقِیِّ مِنْ اَقْسَرِ بَانَوَانِیِّ

(۱) — حَضْرَتِ سَيْدَ زَانِ فَارَوْقِیِّ (خَلِمَ نَزَّلَ اپَنَےِ قَرِيْبِيِّ رِشْتَهِ دَارِ قَدَمِهِنِ نَطَعُونَ کَوْ بَحْرَنِ کَادَلِ وَحَاْكَمَ بَنِیَا نَفَدَهُ
حَضْرَتِ عَمَرِ بْنِ عَوْنَانِیِّ (عَوْنَانِیِّ حَصَصَهُ جَوَامِنِ المُؤْمِنِینِ بِیِّنِ) اَوْ رَانَ کَهُ اَلْكَهَ عَبْدَ الشَّبَنَ عَمَرِ کَهُ مَابُونِ سَخَّنَ

— الاصحاب، ج ۲، ص ۳۴۳ — نخت عبد الله بن عباس -

دوم — قشم بن العباس بن عبد المطلب :-
 حضرت عليؑ نے اپنے چاڑا دبھائی قشم بن العباس کو مکہ شریف اور
 طائف کا والی بنایا۔
 (مکہ نکر مرتہ) و ولی قشم بن العباس فلم ينزل عليه مارمة (کہ)
 والیاً حتی قتل علىؑ ۝

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۸۵ تک تیتہ)
 عمال علی بن ابی طالبؑ)
 و کان علی مکۃ والطافت قشم بن العباسؓ^۲
 (تاریخ ابن حجر طبری، ج ۶، ص ۵۳ دا آخر شمسیہ
 اور اسی سال رحمۃ الرحمہ میں قشم بن العباس نے حضرت علیؑ کی طرف سے لوگوں
 چج کرایا اور وہ ان لوگوں حضرت علیؑ کی طرف سے مکہ شریف کے حاکم تھے۔
 (مکۃ مکرمۃ وج بالناس فی هذہ السنۃ رسالتہ^۳)
 قشم بن العباس من قبل علیؑ علیہ السلام و کان قشم
 یوم مئذن عامل علیؑ علی مکۃ الخ^۴

تاریخ ابن حجر طبری، ج ۶، ص ۷۷ - در آخرین
شصت

— مزید یہ بات بھی علماء نے لکھی ہے کہ حضرت علی المرضی اپنے چچا زاد برادر مسجد بن العباس بن عبدالمطلب کو بھی مکہ شریف کا ولی بنایا تھا جنما پنجہ دارقطنی کی کتاب الخروۃ کے حوالہ سے درج ہے کہ :-

«..... عن سير بن الخطاب استعمل قدامة بن مقطعين على الحرس وهو خال حفصة وعبد الله بن عمر»

- ١۔ المصنف لعبدالرزاق جزء ۹ جس ۲۳-۲۴

باب من صد من اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم

٢۔ تاریخ نبی پیر بن خیاط درج اجنبی تخت تسمیہ عمال عمر بن الخطاب

٣۔ حضرت عمر رک کے قبیلہ بنی عدی سے ایک بزرگ المغان بن عدی ہیں وہ جب شہر کے مہاجرین میں سے تھے۔ ان کو حضرت عمر رضی عنہ میسان کے علاقوں کا ولی بنایا تھا۔ اگرچہ بعد میں اس منصب سے الگ کر دیا گیا۔

— وانہ من هماجرة الحبشة وولی عمر النعمان هذا میسان -

عہدِ مرتضوی میں خویش نوانی

اسی طرح حضرت علی المتصفؑ نے اپنے دو خلافت میں قریباً چھ عدد یا اس سے زیادہ پنچ رشته داروں کو اعلیٰ مناصب دیئے اور مختلف تعاونات پر ان کو ولی و حاکم بنایا۔ اقل۔ عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن یاشم :

حضرت علیؑ نے اپنے چاہزادہ برادر (عبداللہ) کو میں کے علاقے کا ولی بنایا۔
۳۷ھ اور ۴۰ھ میں ان کو رج کا امیر سمجھی تقرر کیا۔

فحجاج الناس سنة ٦٣ وسنة ٦٥ هـ وهمات عبد الله بالمدنة

- (١) — تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۸۳-۱۸۵، تجتیح
تمییز عمال علی بن ابی طالبؑ۔

(٢) — کتاب نسب قریش مصعب الزیری، ص ۲، تجتیح
ولد العاس بن عمدا المظلہ۔

”..... وذكر الدارقطني في كتاب الآخرة
ان علياً ولاة مكة“

الاصابه لابن حجر، ج ۳، ص ۳۵ - تحت

عبد بن العباس بن عبد المطلب - ۸۳۲

مندرجات بالا کے ذریعہ واضح ہو اکہ مکہ شریف پر حضرت علیؑ کی طرف سے متعدد ولی یکے بعد دیگرے مقرر ہوتے۔ ان میں قشم بن العباس اور عبد بن العباس دونوں ہاشمی حضرات تھے اور چازادہ برادر تھے۔

سوم تمام بن العباس بن عبد المطلب :-

حضرت علیؑ المرتضی نے اپنے ایام خلافت میں مدینہ شریف پر پہلے سهل بن حنف کو ولی بنایا۔ اس کے بعد ان کو معزول کر کے اپنے چازادہ برادر تمام بن العباس کو مدینہ کا ولی بنایا۔ بعض لوگ اسی کو ثامر بن العباس بن عبد المطلب کے نام سے بھی تعریف کرتے ہیں۔

(المدینۃ الطیبۃ) شاعذله (سہل بن حنف) و ولی
تمام بن العباس“

۱ - تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۸۵ - تحت تسمیہ
عوالی بن ابی طالب)

۲ - تاریخ ابن جریر طبری، ج ۶، ص ۳۵ - در آخر ۳۴

چهارم عبد اللہ بن العباس بن عبد المطلب:-

حضرت علیؑ المرتضی نے بصرہ کے علاقہ پر اپنے چازادہ برادر عبد اللہ بن العباس کو ولی و حاکم نایا جب ابن عباس باہر کمین تشريعیے جلتے تو زیاد کو اپنا قائم مقام بناتے۔

(المصورة) ... و ولی عبدالله بن العباس فشخص ابن عباس
و استخلف زیاداً“

تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۸۶ - تحت تسمیہ عمال
علی بن ابی طالب۔

”... و كان على البصرة عبد الله بن العباس ... الخ“

تاریخ ابن جریر طبری، ج ۶، ص ۳۵ - در آخر ۳۴

پنجم محمد بن ابی بکر:-

حضرت علیؑ المرتضی نے اپنے متبنیٰ محمد بن ابی بکر رجوك آپ کی بیوی اسماء بنت عیین سے حضرت ابو بکرؓ کا لڑکا تھا، کو مصر کا ولی بنایا پھر وہ وہاں قتل کر دیا گیا، (مصر) ... فولی محمد بن ابی بکر فقتل بھا ...“

۱ - تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۸۶ - تحت

تسمیہ عمال عالی بن ابی طالب۔

۲ - تاریخ ابن جریر طبری، ج ۶، ص ۳۵ - در آخر

سنة ۳۷ھ.

ایک تائیدی حوالہ

علامہ ابن تیمیہ نے مہاجۃ اللہ، جلد ثالث میں مذکورہ بالا ہر پانچ اقارب مرتشوی کو کجا ذکر کیا ہے اور اس مقام میں یہی مضمون مذکور ہے کہ حضرت علیؑ المرتضی نے ان پانچ قریبی رشتہ داروں کو ان کلیدی اسمیوں پر اپنے دور خلافت میں منعین فرمایا۔ اہل علم کی تسلی کے لیے بعدینہ عبارت درج کی جاتی ہے۔
”... و معلوم ان علیاً ولی اقاربہ من قبل ابید و امسأ“

کعبا اللہ و عبید اللہ ابی عباس فول عبید اللہ بن عباس علی الیمن ولی مکہ والطائف قشم بن العباس راما المدینہ فقیل انہ ولی علیہا سہیل بن حنیف و قیل شامة العباس و اما البصرۃ فول علیہا عبد اللہ العباس ولی علی مصر ربیہ محمد بنت ابی بکر الدی ربات فی جھرہ۔

(منہاج السنۃ، ج ۳، ص ۲۴، تخت جربات
مطاعن عثمانی)

ششم — نکورہ پانچ غزیزوں کے علاوہ ایک اور رشتہ دار یعنی حضرت علی کا خواہ زادہ رجعہ بن ہسیرہ بن ابی وہب القرشی المخزوی جس کی ماں کام ام ہانی بنت ابی طالب ہے کو حضرت علی المرضی نے خراسان کے علاقہ کا ولی بنایا۔
۱۔ ”... بعث علی بعد مارجع من صفين جعدۃ بن هبیرۃ المخدوی و ام جعدۃ ام ہانی بنت ابی طالب الی خراسان فانتہی الی ابرشمر“

ـ تاریخ ابن جریر طبری، ج ۳، ۵ - ج ۶ - آخر ۷۳۴ھ

۲۔ ”... ولی خراسان علی... الخ“

۳۔ الاصابہ، ج ۱، ص ۲۳۸ تخت حرفت الجم ۱۱۶

(رجعہ بن ہسیرہ)

۴۔ الاصابہ، ج ۱، ۲۵۵ تخت القسم الثاني ۱۲۶۵

(رجعہ بن ہسیرہ)

تائیدی حوالہ جات

(شیعہ کتب سے)

حضرت علیؑ کے دور کے حکام اور رؤلاۃ رجو حضرت علیؑ کے قریبی رشتہ دار ہیں کا مختصر ساختہ کرنا ظریں کے سامنے پیش کیا گیا ہے جس میں تقریباً سات عدد افراد ذکر ہوتے ہیں یعنی عبید اللہ بن عباس، قشم بن عباس، معبد بن عباس، تمام بن عباس، عبد اللہ بن عباس، محمد بن ابی بکر اور رجعہ بن ہسیرہ۔

اب اس مسئلہ کی تائید میں شیعہ متضیں کی طرف سے ایک دوسرے پیش نہ ملت ہیں تقدیم شیعی مورخ یعقوبی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ المرضی نے عثمان بن عفان کے حکام کو ابو موسیٰ اشعری کے بغیر شہروں اور علاقہ جات سے معزول کر دیا اور اپنے چچا زاد برادر قشم بن عباس کو نکہ کا ولی بنایا اور عبید اللہ بن عباس کو مین کا ولی بنایا۔

— وعزل علیؑ عثمان عن البلدان خلاف ابی موسیٰ الاشعري
کلمة فيه الاشتراك فيه و ولی قشم بن العباس مكة و عبید الله

بن العباس اليمين“

(تاریخ یعقوبی راحمہم ابی یعقوب بن جعفر انکاتب

العباسی المعروف بیعقوبی ۲۵۹ھ) ج ۲، ج ۲، ص ۱۰۹

تحت خلافۃ امیر المؤمنین علی علیہ السلام جدید طبع بیروت

— وکتب ابوالسود الدٹی وکان خلیفۃ عبد اللہ بن العباس بالبصرۃ الی علیؑ... الخ“

ـ تاریخ یعقوبی، ج ۳، ص ۲۰۵ تخت خلافۃ

امیر المؤمنین علیہ السلام طبع جدید بہرہ ت

حاکم و ولی بناء نے میں مجبور ہو گئے تھے بعض باصلاحیت صحابہ کرام مقنول ہو گئے تھے بعض فوت ہو چکے تھے اور کچھ حضرات تعاون نہیں کر رہے تھے اور کچھ حضرات فرقی مقابل سے منافق ہو گئے تھے۔ اس قسم کی مجبوریوں کی وجہ سے حضرت علیؑ نے اپنے چاڑا زاد برادران کو کلیدی اسامیوں پر منعین کیا۔

اس شبکے ازالہ کے لیے مختصر اتنا بیان کر دینا کافی ہے کہ مذکورہ بالا مسدرت واقعات کے خلاف ہے اس لیے کہ صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد حضرت علیؑ المتفقی کے علاقہ خلافت میں موجود تھی اور حضرت علیؑ کے خلاف نہ تھی۔ اگر ان سے استفادہ کیا جانا تو حکومت کے امور میں حصہ لینے کی صلاحیت کھٹی تھی۔ اتنی بایا قلت کثیر تعداد صحابہ کی موجودگی میں اپنے اقربار کی طرف مجبور ہونے کا تحمل مغض خوش نہیں ہے اور غدر لنگ۔ ہے۔

جو صحابہ کرام مرتضوی حلقة خلافت میں مقیم تھے ان میں سے بعض حضرات کی ایک

مختصری فہرست ناظرین کرام کے ملاحظہ کے لیے سپیش خدمت ہے مثلاً

(۱) عبد الرحمن بن ابی بکرؓ (۲) انس بن مالکؓ

(۳) زید بن ارشدؓ (۴) حکیم بن حنامؓ

(۵) ابو ہریرہؓ (۶) سعید بن زیدؓ

(۷) موقن بن سیارؓ (۸) عمران بن حصینؓ

(۹) جبیر بن مطعمؓ (۱۰) ابو مخدودؓ (رموز نبوی)

(۱۱) عمر بن حزم الانصاریؓ (۱۲) احمد طیب بن عبد الغفرانیؓ وغیرہ

(۱۳) عثمان بن ابی العاصؓ المتفقی (۱۴) قبس بن سعد بن عبادۃ خالقیؓ

(۱۵) لہزب بن علقمہؓ

دلائل نظر ہوں۔ اسد الخاہ۔ دول الاسلام للنبی۔ الاصابیہ معہ الاستیما۔

مندرجات بالا کے ذریعے واضح ہو گیا کہ مرتضوی دورِ خلافت میں حضرت علیؑ کے قریبی رشتہ دار کلیدی اسامیوں پر مقرر تھے اور علیؑ مناصب پر فائز تھے اگر یہی چیز اقربانو ازی سے تعبیر کی جاتی ہے جس کو عثمانی دور کے مقربین احباب حضرت عثمان پر بطور طعن تجویز کرتے تھے۔ تو یہ حضرت علیؑ کے دور میں واضح طور پر پائی جاتی ہے۔ یہ اس دور کا مسئلہ مسئلہ ہے۔

ہماری راستے میں یہ حضرت عثمان پر کوئی طعن نہیں نہاجس کو طعن تصور کر لیا گیا، بلکہ ایک وقتی مصلحت اور مقامی ضرورت تھی جو حضرت عثمانؓ نے اختیار فرمائی تھی۔ جیسا کہ حضرت علیؑ کے دور پر ہم اقربانو ازی کے مسئلہ میں اقرار ارض نہیں کرتے بلکہ اس چیز کو اس دور کے وقتی تقاضوں پر محمول کرتے ہیں۔

اس طریقہ سے ان دونوں بزرگوں کا اخiram بھی محفوظ رہتا تھا اور تایکی واقعات کا صحیح محمل بھی قائم ہو جاتا ہے۔

اور اگر بات کو خواہ مخواہ طول دینا مطلوب ہو اور جایجا طعن کھڑے کرنے ہوں تو پہلے دور نبوی کو ملاحظہ کیجئے۔ بعد دورِ فاروقی کو دیکھئے، پھر مرتضوی دور کو جانچیجے۔ اس کے بعد عثمانی دور کو سامنے رکھئے۔

— نذکورہ سب ادوار میں اقربانو ازی کی گئی ہے اور قریبی رشتہ داروں کو مناصب دی ہوتی رہی ہے پھر صرف حضرت عثمانؓ کے دور کو ہمی کیوں دورِ طعن تجویز کیا جاتا ہے۔

ایک غدر اور اس کا جواب

حضرت عثمانؓ کے دور پر اقربانو ازی کا اقرار ارض قائم کرنے والوں کی طرف سے یہ بھی غدر لنگ سپیش کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؑ اپنے دورِ خلافت میں اقربار کو

مطلوب یہ ہے کہ اس قسم کے صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد نے میاں موجود تھی جن کو حکومت کے مسائل میں منصب دیا جا سکتا تھا۔ اقرباء کی طرف رجوع کرنے کی ہرگز مجبوری نہ تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے جس طرح وفتی تقاضوں کے تحت اقرباء کو شامل حکومت کیا تھا، ٹھیک اسی طرح حضرت عثمانؓ نے بھی عصری تقاضوں کے پیش نظر بعض اقرباء کو منصب عطا فرماتے تھے۔ یہ دونوں دور اس مسئلہ میں قابل طعن اور لائق اعتراض نہیں ہیں لیکن حضرت علیؓ المرضیؓ کے دور کو اقرباء نوازی کے طعن سے بچانا اور حضرت عثمانؓ کے دور کو اس میں ملوث و مطلعون کرنا خالص جانبداری اور گروہی تعصیب ہے جس سے قبائلی عصیت نمایاں ہوتی ہے اور قوم میں باہمی منافرت و اختلاف کی بنیادی استوار ہوتی ہیں۔ اس سے اہل اسلام کو بچانے کی ضرورت ہے۔

یہاں پر بحث شامل تھم ہوتی ہے۔

اقرباء کے لیے مالی عطیات

گذشتہ بحثوں میں حضرت سیدنا عثمانؓ کے اقرباء کے لیے مناصب دہی کا تذکرہ کیا گیا۔ اب اس بحث، رابع میں حضرت عثمانؓ کے خوش واقارب کے لیے مالی عطیات کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

حضرت عثمانؓ کے دور پر اعتراض کرنے والے احباب نے اس مسئلہ میں بھی عده طریقے اغراضات قائم کیے ہیں اور لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے رشتہ داروں کو بیت المال سے ناجائز طریقے سے مالی عطیات دے دیتے اور بیت المال کے اموال کی غلط تقسیم کر دی اور بے جا طریقے سے اپنے اقارب کو اموال عنایت کر دیتے جس کی وجہ سے لوگوں میں نفرت کے آثار پیدا ہوتے۔ وغیرہ۔

ابن مطہر الحلالی الشیعی فرماتے ہیں:-

وكان يوشاهدہ بالاموال الکثیرة من بيت
مال المسلمين . . . الخ

(منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ لابن المطہر الحلالی الشیعی
الرافضی (المتوافق علیہ) ص ۲۰۷ تھے)
طبع جدید لامع
مطبوعہ در آخر منہاج السنّۃ جلد چہارم

یعنی اپنے رشتہ داروں کو حضرت عثمان مسلمانوں کے مال سے اموال کثیرہ دیتے تھے۔

معتضد دوستوں نے حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ پروپگنڈا انہایت سلیقہ سے کیا ہے کہ ان کے نزدیک صلحہ رحمی کا تقاضا تھا، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے۔

ہمہتے ہیں کہ

(۱) — حضرت عثمانؓ کہا کرتے تھے کہ شیخینؓ نے اپنا مالی حق بیت المال کے اموال سے ترک کر دیا تھا اور یہی نے اسے لے کر اپنے اقارب میں تقسیم کیا۔

(۲) — حضرت عثمانؓ فرماتے تھے کہ شیخینؓ اس مال کے معاملہ میں اپنے نفسوں کو اور اپنے اقارب کو روکتے اور باز رکھتے تھے اور یہی نے اس معاملہ میں صلحہ رحمی کی تاویل کی ہے۔

(۳) — حضرت عثمانؓ فرماتے تھے کہ شیخینؓ اپنے قرابت داروں کو اموال کے روکنے کے مسئلہ میں ثواب حاصل کرتے تھے اور یہی اپنے قرابت داروں کو یہ مال دے کر ثواب حاصل کرتا ہوں۔

مندرجہ ذیل نوع کی روایات سے اقتراضات مستنبط کیے گئے ہیں۔

(۱) — محمد بن عمر الدوادی) - محمد بن عبد اللہ - عن الذهري
قال لـعـاـولـيـ عـثـمـانـ وـاعـطـىـ اـقـرـبـاءـهـ المـالـ وـتـاـوـلـ فـيـ
ذـالـكـ الصـلـةـ الـتـيـ اـمـرـاـلـلـهـ بـهـاـ وـاـتـحـدـ الـامـوـالـ وـاـسـتـسـلـفـ
مـنـ بـيـتـ الـمـالـ وـقـالـ انـ اـبـاـ بـكـرـ وـعـمـرـ مـنـ بـيـتـ الـمـالـ تـرـكـ
مـنـ ذـالـكـ مـاـ هـوـ لـهـ مـاـ وـاـنـیـ اـخـذـتـهـ فـقـسـمـتـهـ فـيـ اـقـرـبـائـیـ
فـاـنـکـرـاـ النـاسـ عـلـیـهـ ذـالـكـ ॥

(۱) — طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۲۴۰۔ ذکر سیرۃ عثمانؓ طبع یہاں

(۲) — انساب الافتخار للبلاذری، ج ۵، ص ۲۵۔ تختہ ذکر انکروان من قیر غمانؓ

(۳) — نیز یہاں حضرت عثمانؓ کا ایک قول ذکر کیا جاتا ہے جو ان روایات کا ہم مفہوم درج مضمون ہے۔ المسور بن حزم نے تقلیل کیا ہے۔ اس کا راوی بھی واقعی صاحب ہے۔

(۴) — طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۲۴۰۔ بدلہ ثالث ذکر سیرۃ عثمانؓ

(۵) — انساب الافتخار، ج ۵، ص ۲۵۔ ذکر انکروان من قیر غمانؓ

(۶) — و قال أبو مختف والواقدي في روايتها إنكم الناس على عثمان فقال إن له قرابه و رحمة قالوا أما مكان لابن بكر و عمر قرابة و ذور حميم؟ فقال إن ابا بكر و عمر كانا يحتسبان في منح قرابتهم وأنا احتسب في اعطاء قرابتي . . . الخ ॥

رانساب الافتخار للبلاذری، ج ۵، ص ۲۸۔

تختہ ذکر انکروان من سیرۃ عثمانؓ

مندرجہ بالا قسم کی روایات کے پیش نظر مفترض لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر مذکورہ بالا اقتراضات قائم کیے تھے۔ یہ چند روایات بطور نمونہ کے ہم نے باشد ذکر کر دی ہیں۔ اہل علم حضرات ان پر نظر دالئے سے خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ ان کا پایہ اعتماد کیا ہے۔ عام ناظرین کی خدمت میں ہم یہوضاحت عرض کرتے ہیں کہ اس قسم کی روایات جن پر اس طعن کی مدار ہے، وہ واقعی اور ابو مختف جیسے ظالم راویوں کی مرہون شدت ہیں اور یہ لوگ فِن روایت میں کذاب اور دروغ گو ہیں اور صحابہ کرامؓ کے خلاف اس قسم کی روایات کا نشہ کرنا ان کا نظری شیوه ہے اور علماء کے نزدیک یہ کہ نہ ہو گی ہے۔ (میرزا الانعام الدل فہی اور تہذیب التہذیب عقلانی ملاحظہ ہوں) ہذا مذکورہ بالا اقتراضات حضرت عثمانؓ پر تصنیف شدہ روایات سے تجویز کئے

گئے ہیں اور باکل بے سوال ہیں ان کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔
تنبیہ

مندرجہ بالا روایات طعن اُبڑا کے لیے بطور ضابطہ اور قاعدہ کے معتبر پیش کرتے ہیں۔ اجمالاً ان پر نقلًا کلام کر دیا ہے اور ان پر عقلًا کلام عنقریب ذکر کیا جائے گا قبول سا منتظر فرمادیں۔

— اور ہن روایات میں حضرت عثمانؓ کے رشتہ داروں کے صریح نام لے کر مالی عطیات کا ذکر کیا گیا ہے اب ان کو ایک ترتیب سے ہم ناظرین کرام کی خدمت میں رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان پر روایۃ و درایۃ کلام کیا جائے گا تاکہ ناظرین یا نمکین پر اس طعن کی حقیقت آشکارا ہو سکے اور معلوم ہو جاتے کہ یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے اور حضرت عثمانؓ نے اس معاملہ میں کوئی غلط اقدام نہیں کیا۔ اور آئین شرعی کے خلاف ہرگز نہیں کیا تھا۔

پہلے قابل اغراض روایات پیش کی جاتی ہیں اس کے بعد ان پر بعدضور درست بحث کی جاتے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عثمانی رشتہ داروں کے حق میں

مالی عطیات کی روایات

مفترضین حضرت عثمانؓ کے رشتہ داروں (جنہیں مالی عطیات دیتے گئے تھے) کی ایک فہرست پیش کیا کرتے ہیں ہم یہاں چند رشتہ داروں کی تعداد اور ان کو عطاشدہ اموال کی قلیل سی تفصیل درج کرتے ہیں جس سے اصل مسئلہ کی نزیعت خوب معلوم ہو جاتے گی۔

مروان بن الحكم اور آل الحكم کے لیے
(۱) — بلاذری نے اپنی مشہور کتاب
«آنساب الاشراف» میں یہ واقعہ

عبداللہ بن الزبیر کی زبانی ذکر کیا ہے کہ:-

حضرت عثمانؓ نے ہم کو ۲۶ حصہ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی ماتحتی میں افریقیہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ عبداللہ بن سعد کو بہت سماں غیرت حاصل ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے عظام کا خمس ریعنی پانچواں حصہ، مروان بن الحكم کو عطا فرما دیا۔

..... عن الواقدي عن أسماءة بن زيد بن أسلم عن نافع
مولى الزبير عن عبد الله بن الزبير فاعطى عثمان مروان
بن الحكم خمس العظام الخ

روايات الاشراف للبلاذري، ج ۵، ص ۲۷۔ تحت
ذکر ما انکروا من سیرۃ عثمانؓ
(۲) — بلاذری نے درسی روایت اتم بکر بنت المسورین المخمرہ کے ذریعہ ذکر کی ہے۔ اس نے اپنے والد المسور سے نقل کیا ہے کہ المسور اور مروان کی ایک معاملہ میں باہمی گفتگو ہوتی تو المسور نے بطور طعن مروان کو کہا کہ حضرت عثمانؓ نے تمہیں افریقیہ کا خمس عطا کر دیا۔

..... عن الواقدي عن عبد الله بن جعفر عن اتم بکر
بنت المسود فاعطاک ابن عفان خمس افریقیة الخ

روايات الاشراف للبلاذري، ج ۵، ص ۲۸۔

تحت ذکر ما انکروا من سیرۃ عثمانؓ

(۳) — اس مسئلہ میں بلاذری کی تیسری روایت میں یوں مذکور ہے کہ:-

”عبدالله بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمانؑ کا رضاعی بھائی تھا۔ سیدنا عثمانؑ نے افرنقیہ پر اس کو حاکم بنایا۔ ۲۷ھ میں اس نے افرنقیہ کو فتح کیا۔ مروان بن الحکم اس کے ساتھ تھا۔ افرنقیہ کی غنیمت کے خس کو مروان نے ایک لاکھ دینار سے خریدا اور دوسرے قول کے مطابق دو لاکھ دینار سے خس خریدا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؑ سے گفتگو کی پیش حضرت عثمانؑ نے وہ تمام رقم مروان کو سخشن دی۔ اس بات کی وجہ سے لوگ سیدنا عثمانؑ کو ناپسند جانتے گے“

”..... عن لوطنين يحيى ابى مخنف عمن حدثه قال كان عبد الله بن سعد بن ابى سرح اخا عثمان من الرضاعنة وعامله على المغرب فغدا فرقية سنة سبع وعشرين فافتتحها وكان معه مروان بن الحكيم فاتبع خمس الغنية بما شاء الف او ما شئ الف دينار فكلم عثمان فوهي والله فانك الناس ذالك على عثمان“

رانساب الاشراف للبلاذري، ج ۵، ص ۲۸

تحت ذكر ما انكره من سيرة عثمانؑ

(۳) — اور تاریخ طبری میں مروان اور آل الحکم کو افرنقیہ کے مال سے مال کثیر عطا کرنے کا واقعہ واقعی کے ذریعے مندرجہ ذیل عبارت میں منقول ہے:-

”..... قال الواقدى وكان الذى صالحهم عليه عبد الله بن سعد ثلاثمائة قنطرة ذهب فامر بها عثمان لآل الحكيم قلت اول مروان قال لا ادرى“

ذماریخ الطبری، ج ۵، ص ۵۔ سنتہ ۲۷ھ

ذکر البر عن فتحها عن سبب ولايته عبد الله بن سعد
نصر و عزل عثمان عمرو بن العاص (طبع قديم مصری)
اور اسی واقعہ کو البدایہ میں این کثیر نے تھوڑے سے تغیر الفاظ کے ساتھ
واقدی کے ذریعے اس طرح ذکر کیا ہے کہ جتنے اموال کثیرہ پر ایں افرنقیہ کے ساتھ
عبدالله بن سعد بن ابی سرح نے صلح کی تھی۔ وہ سب اموال حضرت عثمانؑ نے ایک
ہی یوم میں آل الحکم کے بیے یا بیویوں دیگر آل مروان کے بیے دے دیتے۔“

— قال الواقدی وصالحه بطريقه على الف دينار
وعشرين الف دينار فاطلقها كلها عثمان في يوم واحد لآل
الحكم ويقال لآل مروان۔“

البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۲، سنت عثمان
ثم دخلت سنتہ سبع عشرین (۲۷ھ) غزوہ افرنقیہ
— طبری اور ابن کثیر کی ان ہر دو مندرجہ روایات میں تصریح موجود ہے
کہ جن مال پر ایں افرنقیہ سے عبد الله بن سعد بن ابی سرح کی صلح ہوئی تھی را کچھ اس
مال کی مقدار میں مختلف عبارات ہیں (ان اموال کثیرہ کو حضرت عثمانؑ نے آل الحکم
یا آل مروان کو عنایت فرمایا تھا۔

ہر دو کتب بالایمیں یہ مسئلہ (قال الواقدی) یعنی ”واقدی نے فرمایا“
ذکر و منقول ہے۔

اس گزارش کو ناظرین ملاحظہ کیں۔ عنقریب تفصیلات آرپی ہیں۔

(۴) — سیدنا حضرت عثمانؑ کے متعلق مروان بن الحکم کو مال دینے کی
روایت معرض لگ طبقات ابن سعد سے بھی تقلی کیا کرتے ہیں۔ اس میں
ذکر کورہ ہے کہ :-

”حضرت عثمانؑ نے اپنے اقرباء اور اہل بیت کو عامل و حاکم نیا
اور مروان بن الحکم کے بیٹے مصر کے خمس عطا کرنے کا آرڈر لکھ دیا۔“

— اخیرنا محمد بن عمر (الواقدی) حدثی محمد بن
عبدالله عن الزهری قال واستعمل اقرباء و
اہل بیتہ وكتب لمروان بخمس مصروف اعطانا قرباء
المال المخ“

طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۲۳۷ تخت

ذکر سمعیۃ عثمانؑ، طبع لیدن)

یہ بھی بابا واقدی صاحب کی روایت ہے۔

یہی روایت جو طبقات ابن سعد میں اس مقام میں مذکور ہے یہ یعنیہ
انساب الائشراف بلاذری، جلد ۵، ص ۲۵ پر تخت مانکرو امن سیرۃ عثمانؑ
وامرہ درج ہے۔ وہاں یہ الفاظ ہیں:-

”وكتب لمروان بن الحكم بخمس افریقیة واعطی
اقاربہ المال“

بلاذری کی یہ روایت بھی ”عن الواقدی“ سے شروع ہے مطلب یہ ہے کہ
طبقات ابن سعد اور انساب الائشراف بلاذری میں یہ روایت واقعی کے زیر یہ
ہی منقول ہے۔ ایک جگہ اس نے مصر کے خمس کمال دینا درج فرمادیا ہے اور
دوسری کتاب میں خمس افریقیہ کا مال عطا کرنا اس نے نقل کر دیا ہے (یہ صریح تضاد
بیانی ہے) حالانکہ مصر قوان واقعات سے بہت پہلے سنہ ۲۲ھ اور اللہ ہی عین فاطمہ
وورمیں مفتوح ہو چکا تھا۔ اب اس عثمانی دور میں ان اموال مصر سے خمس نکلنے کا
کوئی جواز نہیں ہے۔

(۴) — فرید ایک اور روایت بلاذری نے ذکر کی ہے کہ حضرت عثمانؑ کے
پاس صدقہ کے اونٹ پہنچنے تو حضرت عثمانؑ نے وہ سب اونٹ اپنے
چھاڑا دبرادر حارث بن الحکم کو عطا فرمادیتے۔“
عبارت ذیل میں یہ مسئلہ مذکور ہے اور واقدی صاحب اس کو
نقل کرنے والے ہیں۔

”عن الواقدی عن عبد الله بن جعفر عن ام بکر عن ابیها
قالت قد مت ابل الصدقۃ علی عثمان فو هبها للحارث بن
الحکم بن ابی العاص“

”انساب الائشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۲۸
تخت ذکر مانکرو امن سیرۃ عثمانؑ۔“

— اور بلاذری نے اس مقام میں ایک اور
سعید بن العاص کے لیے
روایت نقل کی ہے اس میں مذکور ہے کہ حضرت
عثمانؑ نے اپنے قریبی رشتہ دار سعید بن العاص (راموی) کو ایک لاکھ درہم عنایت
فرمادیتے۔ اس روایت میں ذکر ہے کہ دیگر اکابر صحابہؓ نے حضرت عثمانؑ پر اس معاملہ
میں اعتراض کیا اور سیدنا حضرت عثمانؑ نے جواب دیا۔“
یہ تمام روایت واقدی صاحب اور لوطین بھی ابوحنفہ نے نقل کی ہے اور
یہ ان دونوں کے فرمودات عالیہ میں سے ہے:-

— وقال ابوحنفہ والواقدی في روایتهما انکروا الناس
على عثمان اعطاءه سعید بن العاص مائة ألف درهم فكلمه
على والذبيه وطلحة . . . المخ“

انساب الائشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۲۸ تخت
ذکر مانکرو امن سیرۃ عثمانؑ

ذکورہ بالا قسم کی روایات اور بھی تاریخ کے ذخائر میں دستیاب ہو سکتی ہیں لیکن چند روایات یعنی سات عدد ہم نے بطور نمونہ پیش کر دی ہیں اور ان کے نقل کرنے والوں کے نام بھی صراحتہ ذکر کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد نقل و سند ان پیغام برخشنہ کی جاتی ہے اور بعد ازاں باعتبار عقل اور درایت کے ان کے متعلق کلام ہو گا۔ اس طریقے سے طعن نہادا (یعنی مالی عطیات کے طعن) کلبے وزن ہونا اور بے صلہ ہونا خوب و واضح ہو جاتے گا۔

روایۃ بحث

(گذشتہ روایات صحیہ)

ناظرین کرام کی خدمت میں ہم نے یہ چند روایات اختصار آپسیں کر دی ہیں۔ جن میں حضرت عثمان رضی کے حق میں باعتبار مال کے اقتصر با نوازی کا طعن تجویز کیا گیا ہے۔

ان میں پہلی تین عدد روایات بطور فاعدہ و قانون کے ذکر کی جاتی ہیں ان پر سند اکلام کر دیا ہے اور وہ تینوں روایات واقعی صاحب اور ابو المنف لوطین بھی سے منقول ہیں۔ یہ دونوں راوی خوب مجروح ہیں جیسا کہ عقریب اس پر حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان کے بعد ہم نے وہ روایات ذکر کی ہیں جن میں حضرت عثمان رضی سے مال حاصل کرنے والے رشته داروں کے نام کی تصریح کر دی گئی ہے۔ یہ سات عدد روایات درج کی گئی ہیں۔ یہ بھی واقعی صاحب سے منقول ہیں اور کچھ لوطین بھی ابو المنف اور واقعی روانوں سے منقول ہیں اور ایک روایت ابو المنف مذکور سے منقول ہے۔

علامہ فن نے ان دونوں روایوں پر بڑی تفصیلی جرح کی ہے اور قبل ازین

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلقات میں اور مروان کے شہر دوم کے جواب میں ان پرقدار کلام ہو چکا ہے۔
تاہم اس موقع پر بھی ہم پھر ناظرین کے سامنے ان ہر دو راویوں پر جرح پیش کرتے ہیں تاکہ ان روایات کا بے اصل ہونا اچھی طرح نمایاں ہو جاتے۔
الواقعی اس کا نام محمد بن عمروں و اقدال اسلی الواقعی ہے۔ امام احمد نے فرمایا ہے
کہ شخص بہت بڑا جھوٹا ہے اور روایات میں تصرف کیا کرتا ہے۔
اب معین فرماتے ہیں اس کی روایت نہ لکھی جاتے۔ امام بخاری گفتہ ہیں کہ یہ شخص ترکت ہے ابو حاتم اور نسانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث گھڑتیا تھا۔ اب مدینی کہتے ہیں
روایت کو گھڑتیا ہے۔

— قال احمد بن حنبل هو كذا ب يقلب الاحاديث قال
اب معين لا يكتب حدیثه۔ قال ابخاری متبروك قال ابو حاتم
والنسانی يضع الحديث ... الخ

(۱) میزان الاعدال للذہبی، ج ۳، ص ۱۱۷ تخت
محمد بن عمرو بن واقع۔

(۲) تہذیب التہذیب لابن حجر، ج ۹، ص ۳۴۳-۳۶۶
تخت محمد بن عمرو الواقعی۔

”قال الذہبی فی المعنی“ مجھہ علی ترکہ و قال النسانی کان یضع الحديث“

(۳) المعنی للذہبی، ج ۲، ص ۱۹۶ تخت محمد بن عمرو واقع

”قال ابن حبان و كان یروع عن الثقات مقلوبة وعن الاثبتات
المعضلات كان احمد بن حنبل رحمه الله یکذبته ...
... یقول المدینی الواقعی یضع الحديث ... الخ“

تصویر کیا جاسکتا۔

مالی عطیات کی دیگر روایات خمس افراقیہ وغیرہ کے متعلق

تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے رضاعی برادر عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو افراقیہ کا خمین دے دیا تھا (جوبیت المال کا حق تھا)۔

نیز روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ عبد اللہ بن خالد بن اسید اور مردان کو بیتلل کا بہت سامال بیخشت عطا کر دیا تھا۔

متقرضین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے بیت المال کے اموال کی غلط تقسیم کی اور اپنے اقارب کو ناجائز طور پر اموال کثیرہ دے دیئے۔

درجہ جواب

— (۱)

پہلی بات یہ ہے کہ اس قسم کی روایات تایخی ہیں جن کے صحیح اور سقیم ہونے میں دونوں اتحادی ہیں اور ان محتمل روایات کو صحیح احادیث کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

(۲)

دوسری بات یہ ہے کہ علمائے اس نوع کی روایات پر کلام کر کے غیر صحیح اور متكلّم فیہ قرار دیا ہے جس کی وجہ سے ان کی صحت پر اعتماد کرنا مشکل ہے۔
(۱) مثلاً قاضی ابو بکر بن العربي نے فرمایا ہے کہ خمس افراقیہ کا کسی ایک شخص کو عطا کیا جانا صحیح نہیں ہے۔

— (۲) اما اعطاءه خمس افراقیہ لواحد فدریح ۔۔۔

(۳) — کتاب المجردین لابن حبان، ج ۲، ص ۲۸۳۔ بخت

محمد بن عمر بن ماقد۔ طبع دکن۔

— قال ابن معروف اللسان متنزوك مع سعة علمه:

(۴) — لسان الميزان، ج ۶، ص ۸۵۲۔ بخت

الواقدي محمد بن عمرو۔

محقر یہ ہے کہ جن روایات میں واقدی منفرد ہوں وہ روایات قابل جست نہیں ہوتیں۔

ابو مخفف لوطن بن سعی اس کا نام لوطن بن عیین اور کنیت ابو مخفف ہے۔ یہ قدر کا اخباری آدمی ہے۔ علماء فرماتے ہیں۔ اس پر کوئی اعتقاد نہیں اور فرمایا کہ روایت کے باب میں یہ کچھ بھی نہیں اور علماء کہتے ہیں۔ یہ جلنے والا شیعہ ہے اور شیعوں کا قصہ گورا وی ہے۔

— لوطن بن عیین ابو مخفف آخباری، لا یوثق به۔۔۔ ترکہ ابو حاتم وغیرہ۔ قال الدارقطنی ضعیف و قال عیین بن معین تیس بشقہ ۔۔۔ و قال مرتۃ لیس بشقہ۔۔۔ قال ابن عدی شیعی محتق صاحب اخبارهم ۱۱ الخ

(۱) — میزان الاعتدال للذهبی، ج ۲، ص ۳۶۰۔ بخت

لوطن بن سعی۔

(۲) — لسان الميزان لابن حجر عقلانی، ج ۳، ص ۳۹۲۔

تحت لوطن بن سعی۔

— محقر یہ ہے کہ اس قسم کی جرح مفصل کے ساتھ جو راوی موجود ہوں ان کی روایت پر اعتماد کرنا سراسر غلط ہے۔ ان روایات کو کسی طرح درست نہیں

العواصم من القواسم، ص ۱۰۰-۱۰۱۔ تحت

جوابات اغراض (۲۱)

(۲) — نیز ازالہ الغفار میں شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ:-

”اہل تاریخ نے بغیر تحقیق کے بیت المال میں اسراف کے قصہ ذکر کر دیتے، ان میں بعض تو محض افراط و جھوٹ ہیں اور ان کے بعض میں واقعہ کے بیان میں ملاوٹ اور آمیخت کر دی گئی ہے۔ لہذا ان قصتوں کے نقل کرنے میں ہم اپنے اذفات کو صرف نہیں کرتے“
..... اما قصص رکیکہ کہ اہل تاریخ بغیر تحقیق ذکر می کرند از اسراف در بیت المال و حجی ساختن شجر وغیرہ آں چوں بعض محض مفتری است و بعض ازان قبلیں کہ در سر و قصر افراط داخل شدہ۔ اذفات خود را بتسودید اور اس باقیہ مبتدا مشغول نہی سازیم“

دانالہ الغفار مقصود دوم، ص ۲۴۸۔ تحت جوابات

مطاعن عثمانی۔ طبع اول تقدیم۔ (بریلی)

(۳) — اور شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اشنا عشریہ میں لکھا ہے کہ مردان کو افریقیہ کا خمس دیا جانا بالکل غلط ہے۔

”وقصہ بغشیدن خمس افریقیہ کہ مردان سنت نیز غلط محض است“

تحفہ اشنا عشریہ، ص ۳۱۱۔ تحت طعن سوم عثمانی

طبع جدید لاہور)

(۴)

”خمس افریقیہ“ والی روایات کو بالفرض اگر درست تسلیم کیا جائے تو اس کا حل طبری کی روایات میں موجود ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت عثمان بن نے اغراض

ہونے کے بعد خمس ندوی عبد اللہ سے بیت المال میں واپس کر دیا تھا۔ چنانچہ اس کی تصوری سے تفصیل روایت ذیل سے ہم پیش کرتے ہیں جس کے ذریعہ اصل مسئلہ صاف ہو سکے گا۔

طبری نے فتح افریقیہ کے موقعہ پر ذکر کیا ہے کہ :-

”جو مال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غزوہ افریقیہ میں عایت فرمایا تھا اس کو عبد اللہ بن سعد نے شکریوں اور فوجیوں میں تقسیم کیا اور اس مال سے خمس نکالا۔ پھر حسبِ دستور اس خمس کے پانچ حصے کیے، پانچوں حصہ خود لیا اور خمس کے باقی چار حصے ایک شخص ابن و سیمہ النضری کے زیریہ مدینہ شریف میں حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھجوائے۔ ... اس موقعہ پر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں ایک و فدر نے پانچ کرشکایت کی کہ عبد اللہ بن سعد نے خمس ایک حصہ ہے۔“

حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہے اس کو حصہ سے زیادہ عطا کیا ہے۔ ... اس کے متعلق میں نے بطور وعدہ کے کہہ رکھا تھا کہ فتح افریقیہ ہونے پر آپ کو خمس الخمس دیا جائے گا۔

اب یہ معاملہ آپ لوگوں کے اختیار میں دیا جاتا ہے کہ اگر آپ حضرات اس پر راضی ہونگے تو جائز رکھا جاتے گا اور اگر آپ ناپسند کریں گے تو اس مال کو ہم لوٹا دیں گے اور بیت المال کی طرف واپس کر دیں گے۔

شکایت کنندہ و فدر نے کہا کہ ہم عبد اللہ کو خمس الخمس دینے پر ناراض ہیں تو حضرت عثمانؓ نے فرمان دیا جو کچھ مال عبد اللہ نے اس موقعہ پر لیا ہے واپس کر دیا جائے اور عبد اللہ کی طرف حضرت عثمانؓ نے

فرمان لکھا کہ آپ اس مال کو واپس کر دیں۔

پھر اب وندنے مطالبہ کیا کہ عبد اللہ بن سعد کو وہاں سے مغزول کر دیں ہم ان کی امارت نہیں چاہتے . . . تو حضرت عثمانؓ نے عبد اللہ کی طرف لکھا کہ ایک ایسے آدمی کو اپنا قائم مقام تجویز کر دیں جس پر طرفین راضی ہوں اور خس الخس کو فی سبیل اللہ تقییم کر دیں یہ لوگ مال ہذا کے بینے پر ناراض ہو رہے ہیں پس عبد اللہ نے اسی طرح کر دیا۔ افریقیہ کو قلع کیا اور واپس مصراً گئے . . . (الغ)

“ . . . و قد امرت له بذالك و ذاك المکما لآن
فإن رضيتم فقد جازوا سخطهم فهو ردٌّ . قالوا فانا نسخطه
قال فهو ردٌّ وكتب إلى عبد الله برد ذالك واستصلاحهم
قالوا فاعزله عنافانا لنريه ان يتآمر علينا وقد وقع
ما وقع فكتب إليه ان استخلف على افریقیة رجلًا من
ترضى ويرضون واقسم الخمس الذي كنت نفلتك في
سبيل الله فانهم قد سخطوا النفل فعل ورجح عبد الله
بن سعد إلى مصر وقد فتح افریقیة . . . (الم) ”

زنایخ ابن جریر طبری، ج ۵ ص ۳۹ - سنۃ

۲۷ھ، ذکر الخبر عن فتحها سبب ولاية عبد
بن سعد بن ابی سرح مصر وعزل عثمان عمر وبن
العاشر عنہا)

(۳)

اور جو طبری کی بعض روایات میں عبد اللہ بن خالد بن اسید اور مروان بن الحکم

کے متعلق مال کثیر عطا کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس کا جواب طبری کی روایت ذیل میں موجود ہے۔

روایت اس طرح ہے کہ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں چند اصحاب رضت علی، حضرت معاویہ اور حضرت زبیر وغیرہم) جمع تھے۔ اس مجلس میں دیگر امور کے علاوہ حضرت عثمانؓ کے رشتہ داروں کو مال دینے پر گفتگو ہوئی حضرت عثمانؓ نے یہ بات فرماتی کہ میں نے اقریاء کو جو مال دیا ہے میرے خیال میں یہ میرا دینا درست ہے۔ اگر تم لوگ اس کو خطاب سمجھتے ہو تو اس مال کو داپس کر لو میں تھاہری بات کو تسلیم کر لو یا ماضیں مجلس نے کہا آپ نے شیک فرمایا۔ یہ بات شیک ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ نے عبد اللہ بن خالد بن اسید اور مروان کو بہت سامال مروان کو بیکشت پندرہ ہزار اور عبد اللہ بن خالد کو پچاس ہزار روپیہ دے دیا تھا۔

پس ان حضرات نے ان دونوں (عبد اللہ اور مروان) سے مذکورہ مال واپس سے لیا اور بخوبی درضا مندی مجلس ہذا سے واپس ہوتے۔

“ . . . و رأيت ذالك لى فان رأيتم ذالك خطأ فردو

ذامر لامركم تبع قالوا أصبت واحسنت قالوا اعطيت

عبد الله بن خالد بن اسید و مروان و كانوا يزعمون الله

اعطى مروان خمسة عشر ألفاً و بن اسید خمسين ألفاً

فردوا منه ما ذالك فرضوا و قبلوا و خرجوا راضين ”

زنایخ ابن جریر طبری، جلد ۵، ص ۱۰۱۔

تحت سنۃ ۳۵ھ

مطلوب یہ ہے کہ :-

مال کثیر دینے کے اغراض کو طبری کی ان ہر دردرایاتِ مندرجہ نے صاف کر دیا کہ اگر بالفرض حضرت عثمانؓ نے مال کثیر پیش کیا تو مال کثیر بکشت عبد اللہ بن سعد، عبد اللہ بن خالد اور مردان کو دیا تھا تو اغراض ہو جانے کے بعد حضرت عثمانؓ نے وہ مال واپس کر دیا تھا۔ اور اس واپسی پر مفترضین لوگ رضا مند ہو کر خوش ہو گئے تھے۔ اس طریقے سے حضرت عثمانؓ سے یہ اغراض ساقط ہو گیا۔

تبذیلیہ :-

طبری کی مندرجہ بالا روایات کے ذریعے جب افریقیہ کے خمس کا اغراضِ رفع ہو گیا تو طبری سے نقل کرنے والے مورفین مثلاً الکامل ابن اثیر، البدایل ابن کثیر اور تاریخ ابن خلدون وغیرہم کے اس موقعہ کے مالی اغراضات مندفع ہو گئے اور ان کے لیے کسی دیگر جواب کے پیش کرنے کی حاجت نہ ہی۔ اس وجہ سے کہ مذکور متأخرین نے طبری سے ہی نقل کر کے خمس افریقیہ کے متعلق اغراضات ذکر کیے تھے۔

(۵)

ان معروضات کے بعد اب یہ صورت پیش کی جاتی ہے کہ اگر بالفرض حضرت عثمانؓ نے اپنے اقرباء یا غیر اقرباء کو سیست المال سے مالی عطیات دیتے ہوں تو اسلام میں ان کی صورتِ جواز کا کیا درجہ ہے؟ خلیفہ اپنی راستے اور اجتہاد کے اعتبار سے کسی کو مالی عطیات دے سکتا ہے یا نہیں؟ خلیفہ کا اس نوعیت کا مجہد اُ فعل صحیح ہے یا نہیں؟

تو اس کے لیے ہم ذیل میں چند چیزیں پیش کرتے ہیں۔ ان پر توجہ فرمائیں سے مسئلہ نہ احل ہو جائے گا۔

(۱) — امام مالکؓ اور علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ خلیفہ تو

خمس کے معاملہ میں اپنی راستے پر عمل کر سکتا ہے اور جو اس کی مجہد ان راستے ہو اس کو نافذ کر سکتا ہے اور مالی عطیہ کسی ایک شخص کو عطا کرنا بھی اس کے لیے جائز ہے۔

..... آنہ قد ذهب مالک و جماعةٰ إلی ان الامام
یدی رأیہ فی الخمس و ينفذ فیہ ما ادّا ایہ اجتناد کو وان
اعطاء کا لواحد جائز۔

العواصم من القواسم للقضايا ابی بکر بن العربی،
ص ۱۰۰-۱۰۱ تخت جوابات اغراض ۲۱۱

(۲) — خلافت فاروقی کے دور میں حضرت عمرؓ کی طرف سے "بنیع" کے مقام میں حضرت علی المرضیؓ کو ایک قطعہ اراضی عنایت کیا گیا جو بیش قیمت اور معقول آمدنی کا ذریعہ تھا۔ حضرت علی المرضیؓ نے اس عطیہ اراضی کو سجنگشی منتظر کر لیا تھا اور کسی صحابی نے اس پر اغراض نہیں کیا تھا۔ یہ واقعہ مندرجہ ذیل مقامات میں علماء نے ذکر کیا ہے اور قبل ازیں اس کا اندر راجح "رحماء بنینم" حصہ فاروقی کے باب دوم فصل رابع، ص ۱۸۹-۱۹۰ میں ہو رکھا ہے، بطور یاد رہانی کے بہاں بھی اس کو نقل کیا جاتا ہے۔

— برلن الدین الطراوی الحنفی نے "الاسعاف فی احکام الاوقافات" میں تحریر کیا ہے کہ:-

".... عن عبدالعزیز بن محمد عن ابیه عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان عمر بن الخطاب قطع لعلی بن بنیع ثم اشتري علی ای قطیعتہ التي قطع له عمنا شیاء خفف فيہ ساعینا فبیناهم يعلمون اذ تجز علیہم مثل العنق الجزو من الماء فاتی علیہ فدش. کہا زالی ملحوظاً هما ز من علیہ الف و سق"

- (۱) — *كتاب الأسماء في أحكام الأذنافات*، ص ۷-۸۔
لبرهان الدين ابراهيم بن موسى الطراوبي الحنفي۔
سن تابیعہ کتاب اہدا شد۔
- (۲) — *وفاء الوفاء للسمهودی*، ج ۳، ص ۱۳۲۳ فصل
الثاث من تخت لفظ "بیس" طبع بیروت۔
- (۳) — اسی طرح حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت علی المتصنیؓ کو
اپنے حاکم عبداللہ بن عامر کے ذریعے خراسان سے واپس پہنچتیں ہزار درهم
یکشتم عناصر فرماتے تھے اور حضرت علیؓ نے قبول فرماتے تھے اور کسی مجال
نے اس پر اقتراض نہیں کیا تھا۔
- طبقات ابن سعد میں عبارتِ ذیل میں یہ واقعہ مذکور ہے۔
- فقال (عثمان) لابن عامر قبح الله رأيك أتوسل
إلى علیٰ بثلاثة الآلات درهم قال كرهت ان اغرق ولما ادر ما
رأيك قال فاغرق قال فبعث اليه بعشرين ألف درهم وما
يتبعها قال فراح على الى المسجد فاستوى الى حلقتہ وهم عتبہ اکون
صلات ابن عامر هذا الحبی من قریش فقال علىٰ هو سید
فتیان قریش غير مدافیع ۴

طبقات ابن سعد، جلد ۵، ص ۱۳۲۳۔ تذکرہ

عبداللہ بن عامر۔ طبع لیدن۔

قبل ایں یہ واقعہ "رحمان بنینم" حصہ سوم (عثمانی) کے باب پچھارم تخت عzano
"نبوی رشتہ داروں کے مالی حقوق" ص ۱۵۵، ج ۳ پر درج ہو چکا ہے۔

— از، س، د، و، اقطاعات کے ذریعے مرشد منفرد گا کر خالقہ، قرق، این

خصوصی اختیارات کے تحت مالی عطیات ملت کے بعض افراد کو عنایت کر سکتا ہے
اور اس کا یہ فعل شرعاً صحیح اور درست ہے ورنہ حضرت علی المتصنیؓ کا مذکورہ واقعہ
میں اموال کا حاصل کرنا غیر صحیح اور نادرست ہوگا جیسا ہر دو خلفاء کرام کا دینا نہ ادا
ہوگا۔ حالانکہ اس چیز کا کوئی قائل نہیں ہے (خوب غور فرمادیں)۔

(۲) — نیز یہ چیز بھی واضح ہے کہ حضرت عثمانؓ کے مالی عطیات کا بیت المال
سے عطا کرنا آثار ب اور باشمیوں کے ساتھ کچھ مخصوص نہ تھا بلکہ اس وقت
کے جیع اہل اسلام بیت المال کے اموال سے حصہ پاتے تھے۔ حضرت حسنؓ
بصری فرماتے ہیں کہ میں نے سبابے حضرت عثمانؓ خطبہ دے رہے تھے اور
فرما رہے تھے کہ اے لوگو! تم ہم پر کیا اغراض کرتے ہو؟ اور کیا عیب
لگاتے ہو؟ ہر دن تم میں مال تقسیم کیا جاتا ہے۔ کوئی دن تم میں ایسا نہیں گزرا
جس میں تم میں مال تقسیم نہ کیا جاتا ہو۔ حضرت حسن بصریؓ فرماتے تھے کہ میں نے
حضرت عثمانؓ کے منادی کو دیکھا ہے۔ وہ آواز لگاتا کہ اے لوگ صبح پہنچ کر
اپنے عطیات حاصل کر لو۔ پس لوگ صبح اکیس بینچ کر حاصل کر لو۔ پس وہ صبح
وہ آواز لگاتا کہ اے لوگو! باپنی خوراکیں صبح پہنچ کر حاصل کر لو۔ پس وہ صبح
پہنچ کر اپنی پوری خوراکیں حاصل کرتے تھے۔ اور بساں پوشاکیں، گھنی اور شہزادک
وہ آکر حاصل کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ اپنی کتاب "قرۃ العینین" میں یہ واقعہ درج
کرتے ہیں اور ابن کثیرؓ نے بھی حسن بصریؓ کی روایت لکھی ہے۔ اور شاہ عبدالغفارؓ
نے تختہ اثناعشریہ "جواب مطاعن" میں یہی روایت نقل کی ہے۔
— عطا یا یہ جزیئہ اور از بیت المال مخصوص نہیں دادا آثار ب
کا مقدمہ اما امام صدر، عو. الحـ. الدصـ، قـ، ممعنت عثمانؓ

ہمیں وہ اپنے ذاتی مال سے دینا ہوں بیت المال (یعنی مسلمانوں کے مال) سے دینا نہ میں اپنی ذات کے لیے حلال سمجھتا ہوں اور نہیں دوسروں کے لیے۔
وَقَالُوا إِنَّمَا أَحَبُّ أَهْلَ بَيْتِ الرَّحْمَنِ وَأَعْطِيهِمْ قَامًا حَتَّىٰ فَانَّهُ

لم يحمل معهم على جورٍ بل احمل الحقائق عليهم -

واما اعطاؤهم فاني اعطيهم من مالى ولا استخل

امواجاً، المسلمين لنفسه ولا احد من الناس ... الخ.”

(۱) تاریخ این جریه، ج ۵، ص ۳۰۳ انجت

۳۵ کلامِ عثمانی متعصّلین کے جواب میں۔

^(٢) — تاريخ الاسلام للذهبي، ج ٢، ص ١٢٦ - تحت

- १०

۴) اسی طرح البدایہ میں ابن کثیرؓ نے حضرت عثمانؓ کا یہ فرمان تقلیل کیا ہے۔
طعن کرنے والوں کے جواب میں فرمایا کہ میں جو کچھ اپنے اقربار کو عطا کرتا
ہوں، وہ ابتنے زائد مال سے دیتا ہوں۔

..... ثم اعتذر (عثمان) عما كان يعطي اقرباءه بانه من فضل الله

(البيان لابن كثير، ج ٢، ص ١٤٩ تحت سورة العنكبوت)

(۳) — نیز یہ چیز بھی مورخین (طبری وغیرہ) نے حضرت عثمانؑ کی سیرت میں درج کی ہے کہ حضرت عثمانؑ نے مسلمانوں کے بیت المال سے کوئی تنخواہ اور وظیفہ نہیں لیا بلکہ حضرت عثمانؑ فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم ! میں نے مسلمانوں کے مال سے خوراک نہیں حاصل کی بلکہ میں اپنے مال سے اپنا خرچ خوراک حاصل کرتا ہوں اور تم لوگوں کو معلوم ہے کہ میں قوم قریش میں

يُحطّب يَقُولُ يَا إِيَّاهَا النَّاسُ إِنَّمَا تَفْتَهُونَ عَلَىٰ هُنَّا وَمَا مِنْ يَوْمٍ إِلَّا
وَأَنْتُمْ تَفْتَهُونَ فِيهِ خَيْرًا قَالَ الْحَسْنُ وَشَهَدَتْ مِنْ نَادِيهِ
يَبْنَادِي يَا إِيَّاهَا النَّاسُ أَعْدُوا عَلَىٰ عَظِيمَاتِكُمْ فَيُغَدِّرُونَ
فَيَا خَذُوهُنَّهُمْ وَافْرَأُهُمْ يَا إِيَّاهَا النَّاسُ أَعْدُوا عَلَىٰ ارْزَاقِكُمْ فَيُغَدِّرُونَ
يَنِيَا خَذُوهُنَّهُمْ وَافْرَأُهُمْ يَا حَتَّىٰ وَاللَّهُ لَقَدْ سَمِعْتَهُ اذْنَانِي يَقُولُ
عَلَىٰ كَسْوَتِكُمْ فَيَا خَذُوهُنَّهُمْ وَالْحَلْلُ وَأَعْدُوا عَلَىٰ السَّمْنِ وَالْعَسْلِ
»الْمَخْرُجُ«

١). — فرقة العينين في تفسير لشخن، ص ٢٠٣-٢٦٤.

خت حوا مطاع ختنین، از شاه ولی اللہ محبت دلی

— السداة للإذكشاف، وجع، مرسى، فضلاً عن ذكر شئون

من سرته... الخ

٣) — تکفیر اثناعشریه فارسی از شاهزاد العزیز، ص ١٠، پیغمبر

عَشْرَ مِنْ مَطَاعِنِ عَثَمَانَ، تَحْتَ طَعْمٍ، سُونَّ طَعْمٍ، حَدَّبَ لَامِوَّا -

(4)

اگر نہ کوہہ چیزوں سے صرفِ نظر کر لی جلتے تب بھی یہ بات توجہ کے قابل ہے کہ
حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت کے آخری ایام میں مالی طعن کرنے والوں کے جواب
میں ایک بسוט کلام (جو طبری نے نقل کیا ہے) فرمایا تھا اس میں آپ نے تصریح کا
فرمایا تھا کہ :-

(۱) میں اپنے اقارب اور اعزہ کے ساتھ محبت رکھتا ہوں اور ان کو مال بھی عطا کرتا ہوں لیکن ان کے ساتھ میری محبت کرنے مجھے کسی فلم و جو کری طرف مائل نہیں کرتا ملکہ تم، اب کے حقوق،زادا کرتا ہے، ام، حکومت، امن اور اکادمیا .. ۱۰۰

مالدار آدمی ہوں اور میری بہت بڑی تجارت ہے:
 وَاللَّهُ مَا آتَهُ مِنْ مَالٍ إِلَّا كُلَّهُ
 مِنْ مَالٍ إِنَّ تَعْلَمَ أَنِّي كُنْتُ أَكْثَرَ قُدْسِيَّةَ مَالًا وَأَجَدَّهُ فِي
 الْتَّجَارَاتِ... إِنَّمَا

(تاریخ ابن حجر ایوب طبری، ج ۵، ص ۱۳۶ تخت

شہر، ذکر بعض سیر عثمان بن

ان مندرجات کے ذریعے یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت عثمان بن اپنے اقرباء کو
 جو مال غنایت کرتے تھے وہ اپنے زائد مال سے دیتے تھے بیت المال سے نہیں
 دیتے تھے جتنی کہ وہ اپنا خرچ خوار اک بھی بیت المال سے نہیں لیتے تھے۔ (صحابہ اللہ

عقل و درایت کے اعتبار سے بحث

اس مقام میں درایت کے اعتبار سے چند ایسی معروضات پیش کی جاتی
 ہیں جن سے مسئلہ کی اصلیت نمایاں طور پر سامنے آسکتی ہے اور اعراض بالا کی
 خفت اور سبکی واضح ہوتی ہے۔

(۱)

پہلی یہ بات ہے کہ مسئلہ ہزار اموال المسلمين کی تقسیم کی شرعی نوعیت کیا
 حضرت عثمان بن پر محنتی تھی؟ کیا وہ اس مسئلہ میں کتاب و سنت کے احکام سے
 ناواقت تھے؟ اور کیا حضرت عثمان کو یہ فرق معلوم نہ تھا کہ اپنی کے ساتھ مسئلہ
 رحمی کے تفاصیل کو بیت المال سے پورا کیا جاتا ہے یا اپنے ذاتی مال سے؟
 اور تقسیم مال کے اختیارات اور اس کی شرعی حدود کیا ان کو پوری طرح معلوم نہ

تھیں؟ یا ان مسائل کو جانتے کے باوجود ان پر عمل نہیں کرتے تھے؟
 یہ چیزیں ایک مخلص مسلمان کے لیے غور کرنے کے قابل ہیں جو کہ وہی تعصب
 سے بالآخر ہو کر غور کرنا چاہے تو کہ سکتا ہے اور اپنی دین ادا نہ اتے خلیفہ راشد
 کے حق میں خود فائم کر سکتا ہے۔

(۲)

دوسری چیزیہ ہے کہ حضرت عثمان کی دینات، امانت، اور صداقت پر اعتماد
 کرتے ہوئے صلح مدد یعنی میں سید الکوئین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کے ہاتھ
 کو اپنا ہاتھ قرار دے کر یہ عثمانی کی عظمت فائم کر دی تھی اور اس بعیت میں شامل ہوئے
 والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندگی کا تکمیلہ غنایت فرمادیا۔
 یہ عثمانی کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ہاتھ خدا کی رضا اور احکام شرعی

کے خلاف اموال کی تقسیم نہیں کرے گا

نیز اس ہاتھ پر اقتت کے اکابر صحابہ رضیت عبدالرحمن بن عوف، حضرت
 علی، حضرت زید بن حضرت سعد بن ابی وفا صنف نے دینی اعتماد کی بنا پر ہاتھ رکھ کر
 بیعت خلافت کی تھی اور اس ہاتھ کو بالاتفاق منتخب کیا تھا۔
 لہذا اس سے اموال کی غلط تقسیم کی نسبت صحیح نہیں۔ اور یہ ہاتھ مالی تقسیم
 دیناتدارانہ طور پر ہی کرے گا۔

منقریہ ہے کہ ان ہر دو انتخابات میں حضرت عثمان کا انتخاب ان کی دین میں
 پختگی کا بین ثابت ہے اور ان کی دینات کے لیے پوری صفائح ہے۔
 لہذا یہ دین کے ہر حکام میں صحیح العمل اور متعتم تھے اور اسی پر ان کا خاتمه
 بالآخر مجاہدین کا یہ کہنا کہ وہ اموال کی تقسیم کے مسئلہ میں غلط کار تھے یہ عثمانی
 دینات کو داعدا کرنا ہے جو کسی طرح صحیح نہیں۔

(۳)

تیسرا یہ چیز ہے کہ خمس افریقیہ کے مال کی غلط تقسیم کا اعتراض نہ ہے، یا
ستھہ میں رجب افریقیہ کی فتوحات حاصل ہوئیں (قائم کیا گیا۔ پھر اس کے بعد
قریباً سنتھہ میں خراسان، طبرستان اور جرجان وغیرہ کی فتوحات ہوئیں۔ ان
فتوات میں اکابر صحابہ اور اکابر اشیٰ حضرات سیدنا حسنؑ، سیدنا حسینؑ،
حضرت عبد اللہ بن عباسؑ، حضرت عبد اللہ بن عمرؑ، عبد اللہ بن عمر و بن العاصؑ اور عبد
بن زبیر وغیرہ شریک ہوتے۔

اگر فتوحات افریقیہ کے اموال کی تقسیم غلط ہو چکی تھی تو ان حضرات نے یہ
طعن اور اغراض حضرت عثمان کی تقسیم پر کیوں نہ اٹھایا؟ اور اس کے بعد آنے والے
غزادت نہ ہے میں خاموشی سے کیوں شریک ہوتے؟ اگر سبقہ فتوحات میں
قواعد شرعی کے خلاف مال تقسیم ہوا تھا تو ان حضرات پر لازم تھا کہ پہلے اس کی
اصلاح کرواتے اور بعد میں نہ ہے میں ہونے والے غزادت میں شریک ہوتے
مگر ایسا نہیں کیا۔

تو ان کی عملی کارروائی سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ افریقیہ کے مال کی تقسیم میں
کوئی صحیح اغراض قائم نہیں تھا اور نہ ہی کوئی سبقم واقع تھا۔ یہ محض بعض مخالفین
عثمان کا پروپیگنڈا تھا جسے مومنین نے نقل کر دala۔

قبل ازیں شرکت غزادت ہڈا کے حوالہ جات "رحمانیتیم" حصہ سوم عثمانی
کے باب چہارم میں رحمت عہداں خلافت عثمانی میں ہاشمی حضرات کی شرکت ہے
درج ہو چکے ہیں مقام ذیل میں تفصیلات ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵، ص ۲۵۔ تخت نہ ہے۔

(۲) البدایہ لابن کثیر، جلد ۷، ص ۳۱۵۔ تخت نہ ہے۔

آخر بحث الحج

مالی عطیات کی بحث مختصر پیش کی گئی ہے۔ اس پر انساف کی نظر ڈالنے سے
یہ نقشہ سامنے آتا ہے کہ:-

(۱) — وہ روایات جن سے "مالی عطیات" کے کیس تیار کیے جاتے ہیں وہ عموماً
قصہ گو، دروغ گو، اور اخباری قسم کے لوگوں سے اب تاریخ نے فراہم کی ہیں لیکن
پرانگماڈ کر کے ایک خلیفہ راشد کے دامنِ دیانت کو داغدار کرنا کسی طرح
صحیح نہیں۔

(۲) — اور اعطایات اموال کے جو واقعات تحقیقہ درست ہیں وہ حدود شرعی سے خارج
اوڑ خلیفہ کے اختیارات سے متباوز نہیں تھے۔ اس پر حضرت عثمان کی طرف سے
صفاقی کے بیانات اس کے مژید ہیں۔ جو ذکر کر دیتے گئے ہیں۔

(۳) — حضرت عثمان کا علیٰ مقام ہبہ بلند تھا۔ فقہاء صحابہ کرام میں ان کا شمار
ہوتا تھا۔ صدیقی خلافت وقاروی خلافت کی مشاورتی مجالس کے رکن رکن تھے۔
دنیٰ مسائل کے لیے اہل حل و عقد کے مقام پر فائز تھے۔

لہذا حضرت عثمان کے حق میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ مالی تقسیم کے ان
سائل سے نابدر یا نادافت تھے۔

..... اور یہ تصور کرنا کہ تقسیم اموال کے مسائل سے واقف تو
تھے لیکن ان پر علدار نہیں کرتے تھے اور بھی مشکل ہے، کوئی مخالف عثمان
ہی یہ چیز را اور کہ سکتا ہے، دوسرے شخص سے یہ نہیں ہو سکتا۔

(۳) — پھر خمس افریقیہ کی تقسیم کے مسئلہ میں افریقیہ کی مہم کے بعد کی فتوحات کو سامنے رکھنے سے یہ مسئلہ حل ہو رہا ہے صحا بہ کرام (شمول ہاشمی حضرات کے) افریقیہ کے بعد والے غزوات میں شامل ہونے اور شرکت کرنے سے واضح ہو گیا کہ خمس افریقیہ کی تقسیم میں کوئی سبق تھا ورنہ یہ حضرات غلط تقسیم پر کیسے رضامن ہو گئے؟ اور تعاون علی الائم والعدوان کیسے اختیار کر لیا؟ خوب غور فرمادیں۔

— حاصل یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے حق میں ناجائز طریقہ سے تقسیم مال کے اعتراضات بے اصل میں حضرت نے جو اموال اپنے اقرباء کو دیئے تھے ان کا شرعاً صحیح محمل اور حداز موجود ہے حدود و شرعی سے متجاوز ہونے کا پروگریڈ ابکل بے حقیقت ہے۔ حضرت عثمانؓ غنیٰ ہونے اس سلسلہ میں کوئی غلط کام نہیں کیا جس کی وجہ سے انہیں مطعون قرار دیا جاتے۔

بحث خامس

عثمانی دور کے آخری مراحل اور ان کا متعلقہ کلام

حضرت سیدنا عثمانؓ کے دور پر مفترض لوگوں نے آخری ایام کے متعلق کئی اسم کی بحثیں پیدا کر لی ہیں جو دور از حقیقت ہیں اور اصل واقعات کے خلاف ہیں۔ مثلاً:-

(۱) — بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران اپنے اقرباء کو ٹبرے ٹبرے مناصب پر مسلط کر دیا، ہبھوں نے کہتی قسم کی خرابیاں اور مظلوم کیے۔

نیز حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتمہ داروں کو بیت المال سے جائز طور پر موقع بہ موقع اموال کثیرہ عطا فرمائے۔

ان چزوں کی وجہ سے قبل میں نفرت پیدا ہوئی قبیلہ پرتی کے مقصبانہ رایات اٹھ کھڑے ہوتے اور تعصیب کی دبی ہوئی چنگاریاں بھر ک اٹھیں، ہبھوں نے خلافت راشدہ کے نظام کو جلا کر خاک کر دیا اور یہ چیزیں مقل عثمان پر ٹھہر ہوئیں۔

(۲) — اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اقرباؤ نازی کے علاوہ حضرت عثمانؓ عفانؓ نے شریعت میں کہتی قسم کے بدعتات پیدا کر دیتے۔ لہذا تمام مسلمان ان مخلافت ہو گئے۔ آخر کار لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔

"...، نہادنے المسلم،...، کلهم حق تقل و عابدو انعالہ... المز"

دینباج الکلامۃ فی معرفۃ الاماتہ لابن المطہر الحلی الشیعی.
بحث اختتام مطاعن عثمانی، ج ۴، ص ۴۸، مطبوعہ

عفانی کا بیان ملاحظہ فرماؤں۔ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حسنؑ سے نقل کیا ہے
در آخر دینباج الشیعی، طبع لاہور) مسئلہ ہذا کو صحیح طور پر معلوم کرنے کے لیے بحث خاص میں «بیان مرحل» فرماتے تھے کہ :-
کے نام سے چند چیزیں یہاں ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں منصفا
غور کرنے سے عثمانی دور کے آخری مسائل بہترین طریقہ سے واضح ہو جائیں گے
اور وہ نقشہ جو مفترض احباب نے ان ایام کے متعلق پیش کیا ہے اس کا بعد ازا
ز صواب و خلاف داقعہ ہونا خوب طرح معلوم ہو سکے گا۔
«امیر المؤمنین حضرت عثمانؑ کا فرمان اور حکم بارہ سال چلتا رہا۔ ان
کی امارت میں لوگوں نے کوئی بُرا تی نہیں دیکھی، حتیٰ کہ فاسقی لوگ آگئے
اور ابلیں مدینہ نے حضرت عثمانؑ کے معاملہ میں نرمی سے کام لیا زیادی
شدت اختیار نہ کی، لہذا وہ مقصد میں کامیاب ہو گئے۔»

— حدثنا سلیمان بن حرب ثابو هلال قال سمعت الحسن
يقول عمل أمير المؤمنين عثمان بن عفان شنت عشرة سنة
لانيكون من امارته شيئاً حتى جاء فسقة فداهن والله
في أمره أهل المدينة «

(تاریخ صغیر امام بخاری، ص ۳۲ طبع الآباد (ہند)
تحت ذکر من امات فی خلافة عثمانؑ)۔

علامہ ابن العربي المالکی اس موقع کی بحث کرتے

ان العربی المالکی کا قول ہوتے فرماتے ہیں کہ :-

«حضرت عثمانؑ کے دور میں کوئی بُرا تی نہیں تھی، نہ اول دور میں
اور نہ آخر دور میں اور نہ بھی صحابہ کرامؓ نے اس موقع پر کوئی بُرا تی کی
تھی۔ مخاطب کو کہتے ہیں جو تم کو اس موقع کی بُری خبری سنائی جاتی ہیں وہ
باطل ہیں ان کی طرف التفات کرنے سے اجتناب کریں۔

..... فلم یأت عثمان منکراً لافاً اول الامر ولا في
آخره ولا جاء الصحابة بمنکر وكل ما سمعت من خبر باطل ایاک

بیان مرحل

(۱)

حضرت عثمانؑ کے دور کے متعلق لوگوں کا یہ تاثر دنیا کہ دور عثمانی کے آخر
میں حضرت عثمانؑ کے عمال و حکام کی وجہ سے کئی قسم کے منکرات اور برائیاں بھیل ہی تھیں
اور احکام شرعی کی خلاف ورزی ہونے لگی تھی جن کی وجہ سے لوگ حضرت عثمانؑ پرعن
کرنے لگے اور ان کے خلاف نفرت کے جذبات لوگوں میں بھیل گئے۔ واقعات ان العربی المالکی کے خلاف
کے خلاف ہے۔ اقت کے متعدد کبار علماء نے درہذا کے متعلق صفائی کے بیان
دیتے ہیں اور منکرات اور برائیوں کی نقی کر دی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس
دور میں ایسا نہیں ہوتا تھا جس پر شرعاً طعن کیا جا سکے۔ یا اس کو موجب فتن اور
کا سبب قرار دیا جاسکے۔

امام بخاری کی طرف سے صفائی کا بیان | اب پہلے امام بخاری کی طرف سے

والعواصم من القواسم، ص۔ ۶۰۔ طبع سہیل الکتبی لاهور) طرح پڑتے تھے۔ اور عوام میں پریشانی کے اثرات نہیں تھے۔ اس چیز کے متعلق مُؤخِّین حضرت عثمان کا مقام بیان کرتے ہوتے ہیں کہ مُندر بَذَلِیل بیانات ملاحظہ فرماؤں پہلے اس دور کے وفدر کی ایک رپورٹ پیش عثمان کی اور ان کے دور کی بہترین صفاتی پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عمر، عبداللہ بن زبیرؓ سے معتمدین کے بیانات حاضر خدمت ہیں۔ امید ہے ان کے برحق امام تھے یہاں تک کہ وہ شہید کیے گئے۔ اور ان کے دور میں کوئی ایسی بات نہیں ملاحظہ کے بعد اطیبان کا سامان ہو جائے گا۔

حضرت شیخ جیلانی کافرماقی | حضرت شیخ جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں حضرة خداوند کے بارے میں اس دور کے اکابر حضرات جناب سالم بن عبد اللہ عثمان کی اور ان کے دور کی بہترین صفاتی پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عمر، عبداللہ بن زبیرؓ سے معتمدین کے بیانات حاضر خدمت ہیں۔ امید ہے ان کے پائی گئی تھی جس کی وجہ سے ان کو مطریون کیا جاسکے، یا ان کی طرف فتن کی نسبت کی جاسکے، یا ان کے قتل کا سبب قرار دیا جاسکے۔

اور روافض نے حضرت عثمان کے خلاف یہاں بہت کچھ کہا ہے۔

— وَبَايْعَ عَلَىٰ ثُمَّ بَايْعَ النَّاسَ (جمع فصار عثمان بن عفان خلیفةٌ بَيْنَ النَّاسِ بِالْعِاقَادِ إِلَّا فِي الْمَكَانِ (عثمان)، إِمَامًا حَقَّاً إِلَى أَنْ مَاتَ وَلَحِيَ وَجَدَ فِيهِ امْرًا يُوجِبُ الظُّنُنَ فِيهِ وَلَا فَسْقَةَ وَلَا قَتْلَةَ خَلَاتَ مَا قَاتَلتَ الرَّوَايَفِضَ تَبَّأَلَهُ

(غنیۃ الطالبین مترجم، ص۔ ۱۲۰) فصل ویقعد کے مساواً ادمی بھی مختلف مقامات میں پھیلاتے۔ زنا کے حالات کی صحیح و اپی ابل السنة۔ ایخ۔ از حضرت شیخ جیلانی رپورٹ حاصل ہو سکے۔ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو مصر کی طرف روانہ کیا تھا۔

الموافق ۶۱ھ۔ طبع قدیم لاهور)

انہوں نے وہ اپس پہنچ کر اطلاع کی کہ آسے لوگوں نے کوئی بُری بات وہاں دوسری یہ چیز کر کی جاتی ہے کہ حضرت سیدنا عثمان کی خلافت کے ایام نہیں دیکھی۔ عوام المسلمين اور خواص دونوں طبقوں نے کوئی بُری بات نہیں معلوم میں عوام کی ضروریات کو پُرپُرا کرنے کے لیے صحیح انتظامات تھے۔ اور لوگوں کی شکایتیں مسلمانوں کا معاملہ ٹھیک چل رہا ہے۔ اور مسلمانوں کے حکام ان میں انصاف کرتے رہنے کے لیے پُورا اہتمام کیا جاتا تھا۔ حکام کو امر بالمعروف (بہتر کاموں کا ہیں اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں۔

حکم کرنا) وہی عن المُنْكَر (برائیوں سے روکنا) ادا کرنے کا حکم جاری ہوتا تھا۔

۱۔ طلاق سے قمام و ۲۔ کو صھو صدر تناک تھے، اور ملکا، انتظامات ملک میں کسی عاضدہ ہم عمار ملنے اور نہم بدگئے ہم، انتظام اور رہاثاں کا عالم تھا۔

نگہاں عبداللہ بن سعد بن ابی سرخ کا مصر سے خط پہنچا۔ اس میں اطلاع درج تھی کہ مصر میں ایک قوم ریسی مفترضین و خالقین عثمان تھی، جس نے عمار کو (بہلا پھسلہ کر) اپنی باتوں کی طرف مل کر لیا ہے اور عمار کے پاس وہ جمع ہوتے ہیں ان کے نام یہ ہیں : عبد اللہ بن سعید ایوبی بن سا۔ خالد بن ملجم۔ سودان بن حمران۔ کنانہ بن بشیر (وغیرہ)

— ان تبعث رجالاً من ثم تشق إلى الامصار حتى يرجعوا إليك بأخبارهم فدعوا محمد بن مسلمة فارسله إلى الكوفة وارسل أسماء بن زيد إلى البصرة وارسل عبد الله بن عمرا إلى الشام وفرق رجالاً سواهم فرجعوا جميعاً قبل عمار فقالوا أيها الناس! ما انكرنا شيئاً دلاناً كرهه! علام المسلمين ولاعواهم فقالوا جميعاً الامر امر المسلمين الان امرائهم يقطعون بينهم ويقومون عليهم واستبطأ الناس عيارةً حتى ظنوا انه قد اغتيل فلم يفجأهم الكتاب من عبد الله بن سعد بن ابی سرخ بخبرهم ان عمار قد استحاله قوم بمصر وقد انقطعوا اليه منهم عبد الله بن سوداء وخالد بن ملجم وسودان بن حمران وکنانة بن بشير

(تاریخ طبری، ج ۵، ص ۹۹) مختصر هشتم

ذکر میر من سار الى ذي خشب من اهل مصر (الغ) ذور عثمانی کی کیفیت کو اپنے مندرجہ ذیل بیان میں پیش کرتے ہیں وہ ملاحظہ کریں چنانچہ ارسال و فواد کا ذکورہ واقعہ تاریخ ابن خلدون میں بھی مذکور ہے۔ اس کی افرماتی ہیں کہ :

عبارت اور ترجمہ دینے میں تنویل ہوتی ہے۔ اس بناء پر صرف حوالہ کتاب درج ہے، رجوع فرمائکر تصدیق کریں۔ (تاریخ ابن خلدون (عبد الرحمن بن خلدون المغربي)، ج ۲، ص ۱۰۲، مختصر مدعا الاستقاضة على

مندرجہ بالا اطلاع کے ذریعے یہ متصاف ہو گیا کہ عثمانی خلافت کے ایام میں مکتات نہیں تھے اور عام و خواص اس دور میں کوئی برائی نہیں دیکھتے تھے یہ سارا نظام دین اور شریعت کے ماختت تھا یعنی اسلامی نظام راجح تھا اور لوگوں میں انصاف قائم کیا جاتا تھا۔ اور اس دور کے عمال و حکام ظالم اور جائز نہیں تھے بلکہ اپچھے لوگ تھے اور عام کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔

فَاعْدَهُ لِلَاكْثَرِ حُكْمَ الْكُلِّ | یہاں توجہ کے لائق یہ چیز ہے کہ ملک میں انتظامی تیکاٹ اعلان کرنے کی خاطر متعدد و فور متشتمل برائے براہ راست (اپنے) ارسال کیے گئے تو سواتے ایک عمار بن یا پسر کے سب کی دایپسی رپورٹ یہ ہے کہ ملک کے معاملات سب صحیح چل رہے ہیں۔ ملکی نظام رعایا کے حق میں درست ہے مظالم نہیں ہو رہے بلکہ عدل و انصاف قائم ہے پس عام قاعدہ یہ ہے (لَاكْثَرِ حُكْمَ الْكُلِّ) ۔

تو اس مقام میں بھی یہی صورت صحیح ہے جو سب حضرت نے اگر بیان کی ہے۔ عثمانی عثمانی کی باتوں سے عمار بن یا پسر کے تماشہ بربانے کی کمی و جہر ہو سکتی ہیں۔ لہذا اکثر حضرات کی اطلاع کو صحیح سمجھا جاتے گا اور ایک شخص کی راستے کو متفرد راستے کا درجہ دیا جاتے گا۔

عُثَمَانِيَّ وَرَوْكِيَّ كَيْفِيَّتِيَّ مُتَعْلِمٌ سَلَامُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَيْمَانِ | حضرت عبد اللہ بن عمر کے صاحبزادے سالم بن عبد اللہ

«حضرت عثمان جب سے خلیفۃ المسلمين متقرر ہوتے تھے، آخری حج کے بغیر تمام سالوں میں انہوں نے خود حج کرتے (دان کے دو میں

لوگ امن و امان میں تھے حضرت عثمان کی طرف سے حکام اور کارندوں کو حکم لکھ کر ارسال کیا جاتا اور جن لوگوں کو ان کے متعلق کوئی شکایت ہے تو ان کو بھی لکھ دیا جاتا کہ دونوں فرقی ہر سال حج کے موقع پر حاضر ہوں (تاکہ شکوہ شکایات سن کر ان کا ازالہ کیا جاسکے) اور شہروں میں لوگوں کی طرف حضرت عثمان تحریری فرمان ارسال کرواتے کہ نیکی کا سکم کیا کرو، اور بُرانی سے باز رہو۔

اور لوگی مسلمان اپنے آپ کو ذبیل و عاجز نہ سمجھے۔ میں قوی شخص کے مقابلے میں ضعیف آدمی کے ساتھ ہوں جب تک وہ مظلوم ہے۔
ان شاء اللہ تعالیٰ۔

لوگوں کی بھی حالت رہی اور اسی حالت پر قائم تھے، حتیٰ کہ بعض لوگوں نے اس طریقی کا رکو تفرقی امت کا ذریعہ اور افراقِ قوم کا وسیلہ بنایا۔ (یعنی جاوے بے جا اغراضِ کھڑے کر کے اختلافات کی راہ پیدا کر لی)۔
”... عن سالم بن عبد الله قال لما ولی عثمان حج سوانحه
كلما لا آخر حجة

..... وَأَمْنَ النَّاسَ وَكَتَبَ فِي الْأَمْصَارَانِ يَوْاْفِيدُ الْعَالَمَ فِي
كُلِّ مُوْسَمٍ وَمَنْ يَشْكُو هُمْ وَكَتَبَ إِلَى النَّاسِ إِلَى الْأَمْصَارَانِ أَمْرَاهَا
بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهُوا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَا يَذْلِلُ الْمُؤْمِنُ فَانْفَسَهُ فَانِي مَعَ
الضَّعِيفِ عَلَى الْقَوِيِّ مَادَمَ مَظْلُومًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ -

فَكَانَ النَّاسُ بِذَلِكَ فَجَرِيَ ذَلِكَ إِلَى أَنْ اخْتَدَلَ أَقْوَامٌ
وَسِيلَةً إِلَى تَفْرِيقِ الْأَمْمَةِ؛

(تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۲، نکت ۲۵۴، ذکر
بعض سیر عثمان و بنی اللہ عنہ)

اور البدایہ میں یہ ضمنوں مختصرًا بالفاظ ذبیل ذکر ہے:-

”.... یلزم عمالہ بحضور الموسم کل عام ویکتب الى الرعايا
من كانت له عند احی منهن مظلمة فليوات الى الموسم فاذ
آخذلة حقه من عامله الخ“

البدایہ لابن کثیر، ح ۷، ص ۲۱۸۔ نکت فصل
ومن مناقبہ البخار وحسناتہ العظيمة... الخ“

حضرت عبد اللہ بن الزبیر کا بیان، لوگوں میں سے ہیں ان کی زبانی عثمانی
ذبیل کا نقشہ مصنفوں نے نقل کیا ہے۔ ناطرین کرام اب اس کو ملاحظہ فرمادیں۔

عبد اللہ موصوت کے ذبیل خلافت میں خارجیوں نے حضرت عثمان نے اللہ
عنه پر اعراضات کیے رہی وہی اعراضات تھے جو سائی ذہنیت والے لوگوں نے
حضرت عثمان پر تجویز کے ہوتے تھے (ان کے جواب میں عبد اللہ بن الزبیر نے
حضرت عثمان کی دیانت، صداقت، حسن کردار، اور حسن عمل کی خوب صفائی پیش
کی جو ذبیل میں نقل کی جاتی ہے۔

”..... فَسَأَلُوهُ عَنْ عَثَمَانَ فَإِجَابُهُمْ فِيهِ بِمَا يَشُوُّهُمْ

وَذَكْرِهِمْ مَا كَانَ مُتَصَافًا بِهِ مِنَ الْأَيْمَانِ وَالْتَّصْدِيقِ وَالْعَدْلِ
وَالْأَحْسَانِ وَالسَّيْرِ تَحْمِلَهُ وَالرَّجُوعُ إِلَى الْحَقِّ إِذَا تَبَيَّنَ لَهُ
فَعْنَدَ ذَلِكَ نَفَرُوا عَنْهُ وَفَارَقُوا ...“

البدایہ لابن کثیر، ح ۸، ص ۲۳۹۔ نکت امارة

عبد اللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہما)

یعنی خارجیوں نے ابن زبیر سے عثمان کے کردار و عمل کے متعلق سوالات یکے

ابن زبیرؓ نے جو جوابات ذکر کیے وہ ان کو ناگوار اور بُرے معلوم ہوتے۔ ابن زبیرؓ نے ان کے سامنے ذکر کیا کہ حضرت عثمانؓ ایمان و تصدیق کے ساتھ مقصود تھے، صاحبِ عدل و انصاف تھے۔ احسان و اکرامؓ ان کی صفت تھی، عمدہ اخلاق و کلدار کے مالک تھے، حق بات کو قبول کرنے والے تھے جب بھی حق سامنے آتا جب عثمانی سیاست کا بیرقشہ انہوں نے سنائو این الزبیرؓ سے تنفس ہو گئے اور این الزبیرؓ کو چھوڑ کر الگ ہو گئے راس لیے کہ سبائیوں کی طرح خارجی بھی عثمانؓ کے خلاف تھے۔ ان کا مقصود بیخاک کہ اگر ابن زبیرؓ کی راستے کے موافق رہے تو ساتھ دینگے ورنہ تمام ان چھوڑ دیں گے۔

مودودی این جریطہ کے ساتھ سے کتابت کے تحت جلد متابع ہیں واقعہ اندھا کو بڑا مفصل لکھا ہے مگر یہ اختصار کے پیش نظر الیاذیہ کے حوالہ پر اکتساب کیا ہے۔

ختصر یہ ہے کہ سالم بن عبد اللہؓ اور ابن زبیرؓ کو کے بیانات نے واش کر دیا کہ ذفر کی مذکورہ بالا روپرٹ جو حضرت عثمانؓ کے عدید میں صحابہ کرامؓ نے لاکر پیش کی تھی وہ صحیح تھی اور عبد عثمانؓ میں دینی و ملکی انتظامات درست تھے۔ انصاف قائم تھا اور عوام میں قبائلی عصیت کی وجہ سے کسی قسم کی پریشانی اور بے چینی برگز موجود نہیں تھی۔

(۳)

مذکورہ بالامندراجات کے ذریعے یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ حضرت عثمانؓ کے دور میں دینی و انتظامی معاملات درست تھے اور اکثر دشیتر اوقایات میں کسی قسم کی خرابی واقع نہیں تھی لیکن اس دور کے آخری لیام میں جس قسم کے تغیرات پیدا ہوئے ان کی ایک خاص نوعیت تھی اور ان کے دواعی و اباب مخصوص قسم کے تھے۔

آغاز تغیرات | دورِ نبوت سے لے کر اب تک بے شمار قویں دائرہ اسلام

میں داخل ہوئیں اور اسلام کا ہر دور میں بول بالاہنگا۔ اللہ کا كلہ تمام ممالک پر غالب آگیا۔ تمام اقوام نے دینِ اسلام کو قبول کر لیا۔ غلبہ اسلام کو روکنے کے لیے کسی قوم کو حرب نہ ہے۔ تمام مذاہب شریعتِ اسلامیہ کا حکم تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

اس صورت میں جن اقوام کو اسلام کے ساتھ خاص عادت اور دشمنی تھی دن ظاہر میں اسلام کے غلبہ کو روکنے کے لیے دشمن نہیں رکھتی تھیں۔ انہوں نے اہل اسلام کو نقصان پہنچانے کا دوسرا راستہ اختیار کیا، وہ یہ تھا کہ درپرداہ اسلام میں باہمی اختلافات کی سیکیم چلا جائے۔ ظاہر میں اسلام کی خیر خواہی اور اسلام پرستی کا دعویٰ قائم رکھا جاتے۔ زبان پر دینِ اسلام کی محبت و اطاعت نلاہر جباری رہے اور باطن میں اسلام میں اسلام کے ساتھ عناد و نفاق کے سلسلہ کو چلا جایا جاتے۔ یہ اسلام میں افراط پیدا کرنے کی کھبری سازش تھی جو درپرداہ شروع کی گئی۔

حد و عناد پیش نظر تھا | ان لوگوں نے عثمانی خلافت کے آخری لیام میں حد و عناد پیش نظر تھا | عناد کی بنا پر حضرت عثمانؓ کی مخالفت کی تھی۔ ہم یہاں پہلے حادیں کے حد پر حضرت علی المرضی و دیگر علماء کے بیانات ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اس بات کو واضح کریں گے کہ حد و عناد کرنے والے اور شر و فساد اٹھانے والے کون لوگ تھے؟ جنہوں نے منافع نہ طور پر تحریک چلائی اور قتل عثمانؓ تک نوبت پہنچا دی۔

حضرت علی کا ارشاد | علی المرضی کی شہادت کے بعد ایک موقع پر حضرت حضرت علی کا ارشاد کی شہادت کے بعد ایک موقع پر حضرت علی المرضی کی خدمت میں بطور سوال یہ بات پیش کی گئی کہ حضرت عثمانؓ کے تائیین کو قتل عثمانؓ پر کس چیز نے برائیگفتہ کیا تھا؟ تو حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا کہ "حد" نے انبیاء کام پر آمادہ کیا۔

چنانچہ فرمان نہ کرو امام احمدؓ نے "کتاب الشنة" میں بالفاظ نزیل باسنہ

نقل کیا ہے :-

”... عن مختار بن حذن قال قيل لعلي بن أبي طالب

ما حملتم على قتل عثمان؟ قال الحسد“

كتاب الرشنة للإمام أحمد، ج ۱۹، طبع

مكتبة المكرمة - سن طباعت ۱۴۲۹ھ

(۲) — اسی طرح تاریخ طبری ببلد پنج میں رسل اللہ کے نعمت حضرت علی المقضی کا ایک خطبہ منقول ہے جس میں حضرت علیؑ نے بعض لوگوں کے اس موقع پر حسد و عناد کرنے کے معاملہ کو ذرا وساحت سے بیان فرمایا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ «حضرت علیؑ نے خطبہ دیا۔ حمد و شناکی صلوات اور سلام کہا پھر علیت کے دور اور اس کی شفاقت کا ذکر کیا اور مذہب اسلام پھر اس کی سعادت کا بیان فرمایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس خاص انعام کا ذکر کیا جو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک خلیفہ پر تمام امت کے مجتمع ہونے کی صورت میں فرمایا ہے پھر اس کے بعد دوسرے خلیفہ کے دور کا پھر اس کے بعد تیسرا خلیفہ یعنی حضرت عثمانؓ کے دور کا ذکر فرمایا پھر ان حادثت اور مصائب کا ذکر کیا جن کو امت پر بعض افراد پھینک رہے تو ایں اور لاکر کھڑا کر دیا ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ یہ اقوام دنیا کی طالب میں۔ انہوں نے اس فضیلت پر حسد کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت پر دوستی تھی امت کو جو پھریں فضل و کمال کی حاصل ہوتی ہیں، ان را حسد ان لوگوں پشت ڈال دینے کا ان لوگوں نے ارادہ کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کام کو پورا کرنے والے ہے اور جو ارادہ وہ فرماتے

اس کی وہ تکمیل کرنے والا ہے۔

”... في داده عزوجل و اشتبه عليه و صلى على النبي صلى

الله عليه وسلم و ذكر المحاہية و شقاها والاسلام والسعادة
وانعام الله على الامم بالجامعة بال الخليفة بعد رسول الله صلى
الله عليه وسلم ثم الذي يليه ثم الذي يليه ثم حدث هذا
الحدث الذي حببه على هذه الامة (قوم طلبوا هذه الدنيا
حسداً من افاء الله عليه على الفضيلة داراً دوها راً الاشياء
على ادبها و الله بالغ امرها ومصيب ما اراد... الخ)

تاریخ طبری، ج ۵، ج ۱۹، نعمت رسل اللہ

نعمت عنوان نزول امیر المؤمنین زاقار

قاضی ابو بکر ابن العربي کا قول | ابن العربي نے اپنی مشہور کتاب العوام
شورش کھڑا کرنے والوں کی پوزیشن درج کی ہے :-

”وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف ایک قوم عناد و کینہ کی
بنای پر جمع ہوتی، اس قوم نے یہ اپنا نظریہ بنایا رکھا تھا۔ وہ ایسے لوگ تھے
کہ جنہوں نے ایک مقصد حاصل کرنا چاہا مگر وہ اس کی طرف نہیں پہنچ
سکے اور وہ لوگ حسد کرنے والے تھے۔ انہوں نے اپنی حسد کی بیماری
کو ظاہر کیا اور ان چیزوں پر ان لوگوں کو اپنے دین کی تقدیت اور تلقین
کے ضعف نے اٹھایا تھا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے نے اس پر
برائی گئی تھی کیا۔“

”... وتألب عليه قوم احتقاد اعتقاد ها ممن طلب

امَّا فِلْمُو يَصِلُ إِلَيْهِ وَحْدَ حِسَادَةَ اَلْهَرَدَأَهَا وَحِمْلَهُ عَلَى
ذَالِكَ قَلَّةَ دِينٍ وَضَعْفَ يَقِينٍ وَإِيَّارَ الْعَاجِلَةَ عَلَى الْأَجَلَةَ ۝

رَالْعَاصِمُ مِنَ الْعَوَاصِمِ، ص ۱۱۱ طبع لاهور
تحت جوابات مطاعن عثمانی

شَرْفِيَا وَكَهْرَا كِنْيُو اَلَّى كُونَ لوْگَ تَحْتَهُ ۝ ذَيْ بَهْرَهُ كَهْرَا كِنْيُو اَلَّى كَوْنَ دِنْدَرِ بَاتَنَهُ دِنْسَاحَتَ كَرْ
سَاتَهُ خَاصَ حَدَّ وَعَنَادَ رَكْنَهُ وَالِّي بَعْضُ قَوْمِيْنَ تَحْتَهُ بَنْجَهُوْنَ نَتَهُ تَهَامَ شَرْفِيَا وَكَهْرَا كِنْيُو اَلَّى كَيْ
سَكِيمَ تَيَارَهُ كَيْ اوْرَ مَرْكَزِ اَسْلَامِ عَيْنِ خَلِيفَةِ الْمُسْلِمِينَ حَضْرَتُ عَثَمَانَ پِرَ حَمْلَهُ كَرْ كَيْ اَسْلَامِ مِنْ بَهْرَهُ
دُلْكَنَهُ كَيْ سَازَشَ كَيْ ۔

اب ناظرین کی نہادت میں یہ تشریع پیش کی جاتی ہے کہ تمام سکیم تیار کرنے والے
اوہ اس کو حلاںے والے کون لوگ تھے؟ کیا تاریخ ان کی کوئی انشاندہی کرتی ہے یا ان کا
تعین کرنے میں کوئی بہمناتی کتب تاریخ سے حاصل ہوتی ہے؟
تو اس کے متعلق عرض ہے کہ شیعہ و عتنی موئرخین نے اس مسئلہ کو بڑی وضاحت
سے اپنی اپنی کتابوں میں حصہ موقع درج کر دیا ہے تقلیل سی محنت کرنے سے وہ مواد
حاصل ہو سکتا ہے۔

ناظرین کرام کی ہبہولت کے لیے ہم چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں، جن میں غرفہ قد
کرنے سے مسئلہ ذکرہ پوری طرح صاف ہو کر نظر آئے گا۔
اس کا اجمالی نقشہ یہ ہے کہ انشانی اللہ علیہ وسلم کا یہ مسئلہ عبد اللہ بن سبار (پوری)
نو مسلم نے اٹھایا۔ اس نے اسلام کا بنا دہ اور ڈکھ کر مختلف مقامات پر محنت افت قوموں
میں اپنے پروگرام کا پرچار کیا۔ لوگوں کو اپنا ہبہانا بنا یا۔ اس کی مناقفانہ چالوں اور
دامن زدیر میں جو لوگ آگئے ان کو آمادہ کر کے خلیفہ اسلام پروا رکرنے کے لیے

مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی۔ مرکز اسلام پر حملہ کر کے اپنے نہ مومن مقاصد کو پورا کیا اس
طرح اہل اسلام میں اقتراق و انتشار کا باب ہمیشہ کیے مفتوح کر دیا۔

حافظ ابن کثیرؓ نے مسئلہ اہل کو مندرجہ
عبد اللہ بن سبار کی ابتدائی کارگزاری ذیل شکل میں پیش کیا ہے فرماتے
اور سنبھال دی طریق کا رہ ۔۔۔ بیں کہ ۔۔۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف جو جماعتیں نہ مومن مقاصد کے تحت ہیں،
آئی تھیں، اس کے پیش نظر میں یہ چیز تھی کہ:

”ایک شخص یہودی رجس کو عبد اللہ بن سبار کہتے تھے، بظاہر اسلام لا یا
پھر اس کو مصر کی طرف نکالا گیا۔ ایک مضمون جراس نے اپنی طرف سے
اخراج کر دیا تھا وہ لوگوں کی ایک جماعت کے سامنے پیش کیا وہ مضمون
یہ تھا کہ ۔۔۔“

(۱) پہلے دریافت کرنا تھا کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے واپس تشریف لا یہی گے?
لوگ کہتے کہ ہاں آئیں گے۔ تو کہتا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عیسیٰ علیہ السلام سے یقیناً افضل ہیں تو پھر ان کے وعدہ کرآن سے کیوں
انکار ہے؟

(۲) پھر یہ چیز پیش کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ
ابی طالب کے خلی میں وصیت کی تھی (یعنی ان کو اپنا وہی اور اپنا فاتح
مقام مقرر کیا تھا) پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء میں اور علی المرضی
خاتم الاصیاد میں۔

(۳) اس کے بعد یہ بات سامنے رکھتا کہ خلافت و امارت کے لیے
حضرت عثمانؓ سے حضرت علیؓ ابی طالب زیادہ خدا رہیں اور عثمانؓ

نے اپنی نلافت کے دوران کئی قسم کی زیارتیاں کر دیں گے جو ان کے لیے مناسب نہیں تھیں۔

ابن سبکی سایی جماعت نے حضرت عثمانؓ کے تی میں کئی چیزوں کا انکار کیا۔ اس معاملہ کو بولا ہے امر بالمعرفت وہی عن المنکر کا رنگ رہیے ہوتے تھے۔ راوی اصلاحی شکل میں پیش کرتے تھے)

مصر وغیرہ کے بہت سے لوگ ان کے پر ویگنڈ سے متاثر ہو کر فتنوں میں غلبہ ہوتے۔ ان لوگوں نے کونہ و بصرہ کے عوام کی جماعتوں کی طرف مراست، وخط و کتابت جاری کر کی تھی۔ شناخت عثمانی ان مراسلات کا موضوع ہوتا تھا۔ اس طریق سے انہوں نے لوگوں کو مخالفت عثمانی پر متعین کیا۔ اور کچھ لوگ حضرت عثمانؓ کی نزد بحث و بدال کرنے کے لیے مدینہ ارسال کیے۔ وہاں باکر انہوں نے کبار صحابہ کو معزول کرنے اور اپنے رشتہداروں کو عامل بنانے کے طعن ذکر کیے۔ اس طرح لوگوں کے قلوب میں شبہات ڈالنے کی کوشش کی۔ ... الخ۔

«وَذَكْرُ سَيِّدِنَا عُمَرَ بْنَ عُثْرَةَ الْحَزَابِ عَلَى عُثْمَانَ إِنْ رَجُلًا يَقَالُ لَهُ عُبَدُ اللَّهِ بْنُ سَبَّاكَانَ يَهُودِيًّا فَأَظْهَرَ الْاسْلَامَ وَصَادَ إِلَيْهِ مَصْرُ، فَادْجَهَ إِلَيْهِ طَائِفَةً مِنَ النَّاسِ كَلَامًا اخْتَرَعَهُ مِنْ عَنْدِ نَفْسِهِ، مَضْمُونُهُ أَنَّهُ يَقُولُ لِلرَّجُلِ أَلَيْسَ قَدْ ثَبِيتَ أَنَّ عَيْسَى بْنَ مُرْيَمَ سَيَعُودُ إِلَى هَذَا الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ الرَّجُلُ نَعَمْ إِنَّهُ يَقُولُ لَهُ فَوْسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْهُ فَمَا تَنَكَرَ إِلَيْهِ مِنْ إِلَهٍ إِلَّا دَعَ إِلَيْهِ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ شَرِيفٌ مِنْ شَرِيفِ الْمُرْسَلِينَ»

وَعَلَى خَاتَمِ الْأُوصِيَاءِ ثُمَّ يَقُولُ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْأَمْرِ مِنْ عَثَمَانَ وَعَثَمَانُ مُعْتَدِلٌ فِي وَلَائِيَتِهِ مَا لِيَسْ لَهُ - فَإِنَّكُمْ وَأَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ وَإِذْهَرُوا إِلَيْهِ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْمُعْرِفَةُ فَغَالَتْ عَلَى ذَالِكَ وَتَكَبَّرُوا فِيهِ وَتَوَاعَدُوا إِنْ يَجْتَمِعُوا فِي الْأَنْكَارِ عَلَى عَثَمَانَ وَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ مِنْ يَنْاظِرٍ وَيَذْكُرُهُ مَا يَنْقُمُونَ عَلَيْهِ مِنْ تَوْلِيَتِهِ أَقْرَبَاهُ وَذُوِّي رَحْمَةِ وَعَذْلَهُ كَبَارُ الصَّاحِبَةِ فَدَخَلَ هَذَا فِي قُلُوبِ كَثِيرٍ مِنَ النَّاسِ فَجَمَعَ عَثَمَانُ بْنُ عَفَانَ نَوَّابَدَ مِنَ الْأَمْصَارِ فَاسْتَشَارُهُمْ فَأَشَارُوا إِلَيْهِ بِمَا تَقْدِيمَ ذَكْرَنَا لَهُ فَإِنَّ اللَّهَ أَعْلَمُ

(البداية لابن تیہر، ج ۲، ص ۱۴۸-۱۵۰ تختہ سکھ)

ابن خلدون کا بیان [عبداللہ بن سباقا کا تعارف اور اس کی کارشناسیاں ذیل میں مختصرًا بیان کی ہیں۔

(۱) - اس دور کے شریروں اور فسادی عنصر میں ایک شخص عبد اللہ بن سباقا تھا جو ابن السواد کے نام سے معروف تھا۔ السواد اس کی ماں کا نام تھا۔

(۲) - یہ یہودی نسل سے تھا جو حضرت عثمانؓ کے دور میں ظاہراً اسلام لایا تھا اس کا اسلام لانا صحیح نہیں تھا اس کی منافعانہ چال تھی۔

(۳) - راپتے کر دار کی وجہ سے بصرہ سے نکال دیا گیا پھر کوفہ میں داخل ہوا پھر وہاں سے شام چلا گیا۔ شام سے بھی اسے نکلا گیا۔ پھر مصر میں داخل ہوا۔

(۴) - حضرت عثمانؓ پر یہ بہت طعن کیا کرتا تھا اور در پردہ نہت علیٰ واولاد علیٰ

کے لیے لوگوں کو دعوت دیتا تھا۔

(۵) — اور لوگوں کو کہتا تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح واپس اس دنیا میں تشریف لا یں گے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام والپیں تشریف لا یں گے۔ یہاں سے اب رجعت کے نزدیک رجعت کا مسئلہ لیا گیا۔

(۶) — اور کہتا کہ حضرت علیؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں لیکن وصیت کو پورا نہیں کیا گیا۔ (یعنی ان کا حق غصب کیا گیا ہے)۔

(۷) — حضرت عثمان بن عفان نے خلافت کو ناخی طور پر لے لیا ہے۔ لوگوں کو اس مسئلہ پر برائی گئی تھے کیا کرتا تھا۔

(۸) — حکام و عمال عثمانی پر کئی قسم کے طعن پیدا کر کے لوگوں کو اپنی طرف بلانا تھا اور مختلف شہروں کی طرف خط و کتابت کر کے اس پر چینی کا پر پینڈا کرتا تھا۔ اس کام میں ابن سبابا کے ساتھ مندرجہ ذیل ساختی تھے۔

وَالْخَالِدُ بْنُ الْمُجْمَعِ - سُودَانُ بْنُ حُمَرَانَ - كَنَانَ بْنُ بَشَرٍ - ان ہی لوگوں نے حضرت عمار کو مدینہ واپس ہونے سے روک رکھا تھا۔

« صنف عبد اللہ بن سبا و یعرف باین السواد عکان یصردیا
و هاجرا یام عثمان فلم یحسن اسلامه و اخرج من البصرة فلحق
بالکوفة ثم الشام و اخوجوة فلحق بمصر و كان یکثرا الطعن على
عثمان و یدعو في المسلاهل الیت و یقول ان محمدًا یرجع کما
یرجح عیسیٰ و عنہ اخذ ذالک اهل الرجعة و ان علیاً و صی رسول
الله صلی الله علیہ وسلم حیث لم یجز وصیتہ و ان عثمان اخذ
الامر بغير حق و يحرض الناس على القیام في ذالک والطعن على
الامراء فا ستمال الناس بذالک فی الامصار و کتب به بعضهم

بعضًا و كان معه خالد بن مسلم و سودان بن حمران و کنانة
بن بشر فتبطلوا عمارًا عن المسير إلى المدينة ؟

دیاریخ ابن خلدون (عبد الرحمن بن خلدون المغربي)
ج ۲ ص ۱۰۲ - تخت بدأ الاستفاض على عثمان

تنبیہ :-

عبدالله بن سبابا کی اسلام دشمنی اور افتراء بین المسلمين کی مختسری کا گردانہ ہم
نے ذکر کی ہے۔ فرمیداں کے حالات اگر ملاحظہ کرنے مطلوب ہوں تو مندرجہ ذیل مقامات
کی طرف توجہ کریں۔

۱- تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵، ص ۹۔ تخت س ۲۳

۲- " " " ، ص ۹۹-۹۸ تخت س ۳۵

۳- میزان الاعتدال للذہبی، ج ۲، ص ۴۳، تخت حرث العین (عبدالله بن سبابا)

۴- لسان المیزان لابن حجر، ج ۳، ص ۲۸۹ تخت حرث العین۔ ذکرہ عبد اللہ
بن سبابا

۵- کتاب التہید والبيان فی مقتل اشہید عثمان، ص ۸۸۔ تخت ذکر
بعثت ابن سوداء دعاۃ فی البلاد۔

ابن سبابا کی پوزیشن شیعوں نزدیک شیعہ مورخین اور ترجیحیں کے کبار علماء
کی تصریح کر دی ہے کہ یہ ایک یہودی انسان شخص تھا پھر مسلمان ہووا اور بعد ازاں اسلام
حضرت علیؑ کی ولایت اور دوستی کا دام بھرنے لگا یہودیت کے ذریعیں موسیٰ علیہ السلام
کے بعد یوشع بن نون کے حق میں وصی ہونے کا یہ قول کرتا تھا۔ اسلام لائے کے بعد
یہی قول (یعنی حضرت علیؑ کے وصی بھی ہونے کا قول) کرنے لگا۔ اور یہ (اسلام میں)

اول وہ شخص تھا جس نے حضرت علیؑ کی امامت کے فرض ہرنے کا دعویٰ کیا اور حضرت علیؑ کے مخالفین سے براءت کرنے کو ضروری قرار دیا رعنی تبریزی کرنے کے لازم ہھر ایسا پس اسی وجہ سے شیعہ کے مخالف، لوگوں نے یہ قول کیا ہے کہ تشیع اور رفض کا اصل سرچشمہ یہ ہوتی ہے۔

تیسرا صدی کے علامہ نویجتی نے لکھا ہے کہ

”..... وَ حَكَى جَمِيعَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَعْمَّابِ عَلَيْهِ السَّلَامِ أَنْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَبَأَ كَانَ يَهُودِيًّا فَاسْلَمَ وَوَالِيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى يَهُودِيَّتِهِ فِي يَوْمَ نُونَ بَعْدَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذَا الْمَقَالَةِ فَقَالَ فِي إِسْلَامِهِ بَعْدَ وَفَاتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي عَلَيِّهِ السَّلَامِ بِمَثَلِ ذَاكَ وَهُوَ أَوَّلُ مِنْ أَشْهَرِ الْقَوْلِ بِفِرْضِ اِمَامَةِ عَلَيْهِ السَّلَامِ وَاظْهَرَ الْبِرَأَةَ مِنْ أَعْدَائِهِ وَكَاشَفَ مَخَالِفِيَّهُ نَمِنْ هَذَاكَ قَالَ مِنْ خَالِفِ الشِّعْيَةِ اِنَّ اَصْلَ الرَّفْضِ مَا خَوَذَ مِنْ يَهُودِيَّتِهِ ... اَنَّهُ“
رفق الشیعہ لابی محمد بن موسیٰ النویجی ص ۲۳۔

طبع نجف، اشرف (من علماء القرن الثالث) تحت

الفترة السیاسیہ)

چوتھی صدی کے علامہ ابو عمرو الکشی نے لکھا ہے کہ

”ذَلِكَ بَعْضُ اَسْنَادِ دِرَانِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَأَ كَانَ يَهُودِيًّا فَاسْلَمَ وَوَالِيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى يَهُودِيَّتِهِ فِي يَوْمَ نُونَ وَصَلَّى مُوسَىٰ بِالْغُلُوْقَ فَقَالَ فِي اِسْلَامِهِ بَعْدَ وَفَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي عَلَيِّهِ السَّلَامِ مِثَلِ ذَاكَ وَكَانَ اَوَّلَ

من اشهر بالقول بفرض امامۃ علیؑ واظهر البرائۃ من اعداء
وکا شفت مخالفیہ وکفرهم فمن همها قال من خالف الشیعہ
اسل التشیع والرفض ما خوذ من اليهودیۃ ۲۴

(۱) — رجال کشی (من علماء القرن الرابع)، ص ۱۔
طبع بیہی، تحت تذکرہ عبداللہ بن سبا۔

(۲) — تیقع المقال للشيخ عبداللہ الماتعی، ج ۲، ۱۸۳ هـ
تحت عبداللہ بن سبا۔ طبع نجف اشرف (عراق)

(۳) — تحفة الاصباء بشرح عباس قمی، ج ۱، ۱۸۲ هـ
عبداللہ بن سبا طبع طهران۔

حاصل کلام

عثمانی خلافت کے آخری ایام میں زین سبا کی یہ مناقفانہ تحریکیں اہل اسلام میں انتشار
ڈالنے کے لیے چلائی گئی تھی اور زین سبا نے مختلف علاقوں میں اپنے ہم منوار شرمندی
افراد پیدا کر لیے تھے جو حضرت عثمان پیر اقراضات کرتے اور ان کے عمال کی
زیادتیاں شمار کرتے تھے۔ یہ لوگ مشورہ کے ساتھ کوفہ سے بصرہ سے اور
مسر سے چڑھائی کر کے مدینہ پر آتے تھے اور حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ کر لیا
تھا۔ اہل مصر کا سرگردہ عبدالرحمن بن عدیس البلوی تھا بصریوں کا نایدہ حکیم جبلہ
العبدی تھا اور اہل کوفہ کی پائٹی کا سربراہ مالک بن حارث الاشتراخنی تھا۔
چنانچہ خلیفہ ابن خیاط لکھتے ہیں :-

”قال ابوالحسن قدم اہل مصر علیم عبد الرحمن بن
عدیس البلوی داہل البصرۃ علیم حکیم بن جبلہ العبدی و

حوالی مدینہ میں پہنچنے کے بعد یہ ظاہر کرتے تھے کہ خلیفۃ المسیحین اور ان کے حکام سے خدشکایات ہیں ان کا ازالہ کرنا مطلوب ہے۔ اس مقام میں ناظرین کرام اس بات کو ذہن رشیں رکھیں کہ بہت سے اہل اسلام مدینہ اور غیر مدینہ سے مختلف ممالک میں پہنچ کر جگہ مہموں میں مصروف تھے اور کچھ لوگ اہل مدینہ میں سے جو کو چلے گئے تھے اور باقی صحابہ کرام اور اہل مدینہ ابتدائی مرافق میں ان باغیوں اور حضرت عثمانؓ کے درمیان ازالہ شکایات کے سلسلہ میں مسامعی کرتے رہے۔ بقول مؤمنین حضرت عثمانؓ نے ان میں سے جائزہ چیزوں کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے اغراضات کا ازالہ کر دیا تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنے چرفتن مقاصد میں کچھ کمی نہ کی اور روز بروز ان کی گرفت طبقتی کمی اور عثمانی محاسروں شدید ہوتا گی۔

جب بگڑتے ہوتے یہ حالات صحابہؓ کے سامنے آتے تو اس وقت حضرت عثمانؓ کی خدمت میں متعدد بار صحابہ کرام اور اہل مدینہ حاضر ہوتے اور اجازت پاہی کر ان غضدن کے شرکو وور کرنے کے لیے ہاتھ اٹھاتے اور سہیا رسمیاں کی اجازت بخشی جاتے۔

چنانچہ اختصار کے پیش نظر اس پرمدرجہ ذیل حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

مسعب الزبری کتابِ شب قریش میں لکھتے ہیں کہ:

”لوگ (صحابہ کرام اور اہل مدینہ) حضرت عثمانؓ کی طرف کھڑے کر آتے اور کہنے لگے کہ مسلمہ بہاریعین اشتلاف میں الفرقین، میں سیں بصیرت حاصل ہو گئی ہے۔ اب آپ ہمیں باغیوں کے ساتھ جہاد کرنے کی اجازت دیجیے یہ حضرت عثمانؓ نے جواب میں فرمایا کہ جن لوگوں پر میری تابعداری لازم ہے ان کو میں قسم دے کر کہنا ہوں کہ میرے لیے تقال نہ کریں۔“

اہل الکوفۃ فیم الاشتراط مالک بن الحارث الحنفی المدینۃ
فی امر عثمان فکان مقدم المصریین لیلة الاربعاء هلال
ذی قعدۃ .. الخ“

ذتی ریخ تعلیفہ ابن خیاط، جزا، ص ۱۳۵۔

تحت سی و پانچ صد رافتہ ز من عثمانؓ

پہلے کچھ ایام ان لوگوں نے محاصرہ عثمانی کیے رکھا۔ اس دوران مختلف مطالبات حضرت عثمانؓ سے منوانے کے لیے جیے اور بہانے بناتے رکھے یہیں اصلی مقصد چونکہ دوسرا تھا (یعنی اسلام کے مرکز کو ختم کرنا مقصود تھا) اس پر مطالبات تسلیم ہونے پر بھی وہ کسی صورت میں مطمئن اور راضی نہیں ہوتے تھے۔ آخر کار انہوں نے اپنے مذہب مقصود کی طرف اقدام کیا اور مرکز اسلام رفیقہ المسین (کو موقع پاک رشید کر دیا) حضرت عثمانؓ کی حفاظت کرنے والے حضرات کو بعد میں علم ہوا جبکہ وہ اپنا مسلک پورا کر چکے تھے۔

— (۲۶) —

مدافعت عثمانی میں اہل مدینہ

اور صحابہ کرام کا کردार

جب یہ اشرار اپنے مقاصد کے پیش نظر اپنے اپنے مرکز سے مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوتے تو وہاں یہ ارادہ ظاہر کرتے تھے کہ مدینہ کے راستے سے جو کو جائیں گے۔

کوفہ، بصرہ اور مصر سے یہ لوگ ایک کثیر تعداد میں پہنچتے تھے اور یہاں مدینہ و

..... فقام الناس الى عثمان فقاتوا قد امكنتنا البصائر فاذ
لنا في المجاهد قال ابو جبيبة قال عثمان عز مت على من كانت لى
عليه طاعة ان لا يقاتل ”

- (۱) حضرت زید بن ثابت انصاری نے
مدافعت کی اجازت طلب
اس موقع پر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں
عرض کیا کہ یہ انصار لوگ دروازے پر
کرنے والے شخص
- موجود ہیں کہتے ہیں کہ اگر آپ اجازت دیں تو یہم دوبار اللہ کے انصار ہیں۔
دینی ایک دفعہ پہلے دین کی نصرت کرچکے ہیں۔ اب دوسرا بارہم اللہ کے دین
کی نصرت کرنے کو تیار ہیں) تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی حاجت
نہیں ہے تم قتال سے رُک جاؤ۔
” ان زید بن ثابت قال لعثمان هؤلاء الانصار بالباب يقولون
ان شئت لكان انصار الله موتين فقال لاحاجة لي في ذلك لفوا“
دراء، تاریخ خلیفہ ابن حیاطہ، ج ۱، ص ۱۵۰، مختصر
مشتمل۔ الفتنة زمان عثمانؓ۔
- (۲) طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۲۴۰ مختصر ذکر
ما قبل عثمانؓ فی الملحظ۔
- (۳) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ معاشرہ کے دنوں میں تلوار تکارکر حضرت عثمانؓ کی
خدمت میں مدافعت کے یہی حاضر ہوتے تو حضرت عثمانؓ نے ابن عمرؓ کو قسم
دی کہ آپ والپس چلے جائیں۔ خدا نجواستہ آپ کہیں اس فتنہ میں قتل نہ کیے
جائیں۔
” ان ابن عمرؓ کان يومئذ متقلداً سينه حتى عدم عليه
عثمانؓ ان يخرج منه فتنة ان يقتل“
- ز تاریخ خلیفہ ابن حیاطہ، ج ۱، ص ۱۵۱۔
مختصر مشتمل۔ الفتنة زمان عثمانؓ

..... وعزم عثمان على الناس ان يكتفوا ابداً بمحض ولهم ما
الصلح لهم ففعلوا فتكن اولئك مما ارادوا ومه هذا ما من احد
من الناس انه يقتل بالتكلية“

والبدایہ لابن کثیر، ج ۲، ص ۱۹۱ مفصل ان قال
فائل کیف وقع قتل عثمان... الخ

اسلام کا فاعدہ ہے کہ خلیفۃ المسلمين کی اطاعت اور فرمانبرداری فوج
ہوتی ہے اس فاعدہ کی بنا پر صحابہ کرام نے مدافعت کے سلسلہ میں خلیفہ کے اذن کے
بیشکوئی اقدام نہیں کیا۔ اسی سلسلہ میں اب خلیفہ سے طلب اجازت کے پند و افتاء
درج کیے جاتے ہیں۔

(۳) — اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ بھنپیا بندھو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں مدافعت کے لیے حاضر ہوئے اور آکر مدافعت کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت عثمانؓ نے ان کو بھی منع کر دیا۔
 «عن قاتا دة آن ابا هریرة كان متقدلاً سيفه حتى نهاء عثمانؓ»

(۱) — تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۱ تخت شکھ۔ الفتنة ز من عثمانؓ

(۲) — طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۹۰ تخت ذکر ما قتل لعثمان فی المخلع۔

(۳) — کتاب السنن لسعید ابن منصور، ص ۳۶۲
 القسم الثاني من مجلد الثالث بلج مجلس علی۔
 کراچی وڈا جیل۔

(۴) — اور ایک صحابی سلیطؓ بن سلیطؓ میں۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر فتنہ بذدا کے دوران باغیوں سے قتال کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت عثمانؓ نے ان کو بھی ہاتھ اٹھانے سے منع کر دیا۔

حضرت سلیطؓ فرماتے تھے کہ اگر سیدنا عثمانؓ ہمیں باغیوں سے قتال کرنے کی اجازت فرماتے تو ہم ان کو مار بھگاتے تھیں کہ ان علاقوں سے بھی انہیں نکال دیتے۔

«سن محمد بن سیرین قال قال سلیط بن سلیط نهانا عثمان
 عن قاتالهم ولواذن لنا بضربيا هم حتى نخرج من اذ طارها»
 تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۱۵۰، ج ۱ تخت ۳۵۳۔
 الفتنة ز من عثمانؓ

تاریخ شہادت عثمانؓ اور قاتلین کے اسماء

حضرت امیر المؤمنین عثمانؓ کو سرکشیوں اور ظالموں نے (۳۵۷ھ میں)، ۱۸ ذوالحجہ کو بروز جمعہ (بعد العصر) بیداری سے اپنے مقام میں شہید کر دیا۔ (ترجمی)۔ مدینہ طیبیہ میں مسجد نبوی کے قریب یہ مقام واقع تھا۔

قاتلین میں ایک شخص سوران بن حمران ہے، اسی کو اسود بن حمران کے نام سے بھی لکھتے ہیں۔ دوسرا شخص روانہ الیمانی ہے جو بنی اسد بن خزیم کے قبلیہ سے تھا اور بھی بعض لوگوں مثلاً رکنا بن بشر وغیرہ کا نام قاتلین عثمانؓ میں شامل کیا کرتے ہیں۔ تفصیلات کے لیے زیل معماں کی طرف رجوع کریں۔

(۱) تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۱ تخت شکھ

(۲) البدایہ لابن کثیر، ج ۲، ص ۱۸۱ تخت صحفہ قلمہ

(۳) البدایہ لابن کثیر، ج ۲، ص ۱۹۰ فصل

رکانت مذہب صارعثمان فی دارہ

حضرت عثمانؓ کا جنازہ، پھر تمہیر سیدنا عثمانؓ کے جنازہ کا مسئلہ قبل ازیں تکفین و تدفین میں تعمیل ساخت عنوان جنازہ عثمانی و دفن وغیرہ کے لکھا گیا تھا تاہم یہاں بھی اس مسئلہ کو مختصرًا درج کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی تدفین کی تعمیل بھی ذکر کی جاتی ہے مندرجہ ذیل حالات کے ذریعہ یہ طعن زائل ہو جائے گا کہ حضرت عثمانؓ تین روز تک بے گور و کفن ٹپے رہے تھے۔

(۱)

امام احمدؓ نے مسند احمد میں باسند روایت درج کی ہے کہ مشہور صحابی حضرت

زبیر بن الجامع نے حضرت عثمانؑ کا جنازہ پڑھایا اور دفن کیا۔

..... عن قتادة قال صلي الله عليه وسلم عثمان رضي الله عنه
و دفنه... الحمد لله

رسنداً حمداً، ج ١، ص ٣، تحت منذات عثمان
واخبار عثمان - طبع أول مصرى

(٤)

قديم مؤرخين (صعب الزبيري وغيره) نے اس موقع کے واقعات میں تحریر کیا
ہے کہ عثمانؑ اس دن روزہ دار تھے۔ جمعہ کے روز وہ شہید کیے گئے اور سبقتہ کی رات
کو مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں جنازہ پڑھنے کے بعد انہیں دفن کیا گیا۔

..... دكان يومئذ صائمًا و دُفِنَ ليلاً السبت بين المغرب
والعشاء

كتاب فسب قرآن المصعب الزبيري، ص ١٠١-
تحت ولد أبي العاصي بن أمية

(٥)

نیاز بن مکرم الاسمی جو واقعہ شہادت کے موقع پر موجود تھے، حضرت
امیر معاویہ کی خدمت میں ان حالات کی تفصیل بیان کرتے وقت ذکر کرتے ہیں کہ تم نے
حضرت عثمانؑ کا جنازہ دفن کے لیے اٹھایا۔ یہ سبقتہ کی شب تھی مغرب و عشا کا درمیانی
وقت تھا۔

..... حملنا رحمة الله ليلاً السبت بين المغرب و
العشاء... الحمد لله

طبعات ابن سعد، ج ٣، ص ٣، راقسم الاول تحت
ذكر من دفن عثمان و متى دفن ومن حمله... الخ طبع اول يدين.

(٣)

ادشاہ عبدالعزیز محدث دہلویؓ اس مقام پر فرماتے ہیں کہ متعدد روایات مژہوڑ کے
ذریعہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عثمانؑ کی نعش کامن روز تک پڑھے رینا محسن افترا اور
جھوٹ ہے۔ اس کی تکذیب تمام تواریخ میں موجود ہے اس لیے کہ مؤرخین کا اس
چیز پر اتفاق ہے کہ ^{فتنہ} ۱۸ ارزو الجہر بروز جمعہ عصر کے بعد حضرت عثمانؑ کی شہادت
ہوئی اور شب شنبہ (سبقتہ) کی رات کو بی جنت البیقی کے قریب دفن کر دیئے گئے۔
اس بات میں ذرہ برابر شبہ نہیں ہے۔

..... نیاز از روایات مشہورہ متعددہ ثابت شد کہ تاسیس روز افتادہ ماند
لاش عثمانؑ محسن افترا و دروغ است و در جمیع تواریخ تکذیب آں موجود
است زیرا نکہ با جمیع مؤرخین شہادۃ عثمانؑ بعد از جمعریثہ دھم ذی الحجه
واقع شده است و دفن او در لقیع شب شنبہ و قوع یافت بلاشبہ
ترجمہ آشنا عشریہ، ص ۳۲۹ طبع جدید لاہور
در آخر طعن دیلم عثمانی۔ (مطاعن عثمانی)

(٤)

قاتلین عثمانؑ کیسا کروہ تھا؟

امت کے کبار علماء نے اس مسئلہ کو محض افاظ میں تصریح کر کیا ہے کہ مسلمانوں
کے بہترین لوگوں میں سے کوئی شخص بھی حضرت عثمانؑ کے قتل میں شرکیہ نہیں تھا اور نہ
قتل عثمانؑ کے حکم کرنے میں شامل تھا۔

حضرت عثمانؑ کو مفسدین کے ایک طائفہ نے شہید کیا۔ وہ طائفہ کے ادیاش
لوگوں میں سے تھا اور فتنہ بر پاک نے والوں میں سے تھا۔

ان کا پیسے یہ سالمہ تھا کہ عثمان خلافت سے مقبرہ رہو یا میں یہیں آنکرائیں گے
نے حضرت عثمانؑ کو شہید کر کے ہی چھوڑا جا انکہ ان کے شہادت اور اغتراسات کو دُور
کر دیا گیا تھا اور ان کے سامنے حق بات واضح ہو چکی تھی اس کے باوجود انہوں نے
قتل عثمانؑ کا فتنہ کھڑا کر دیا جس سے اہل اسلام میں بیشکے بیٹے اختلاف پیدا ہو گیا۔
اسی وجہ سے علماء کو بارے ان لوگوں کو بااغی کی بجائے مفسد، ظالم اور سرکش کا
نام دیا ہے۔ حوالہ جاتِ ذیل میں یہ مضمون موجود ہے۔ اہل علم تسلی فرمائے ہیں۔

(۱) ان اخیار المسلمين لمرید خل واحد منہم فی دم عثمانؑ
لا قتل ولا امر بقتله و انما قتلہ طائفۃ من المفسدین فی
الارض من اوباش القبائل و اهل الفتنة ॥

(منہاج الشّنہ لابن تیمیہ، ج ۲، ص ۱۸۶)

(۲) "ولهید خل خیار المسلمين فی ذالک انما قتلہ طائفۃ من
المفسدین فی الارض من اوباش القبائل و دؤس الشر" ॥
(المنتقی للذہبی، ص ۲۲۵)

(۳) فمَنْ الَّذِي اجْتَمَعَ عَلَى قَتْلِ عَثَمَانَ؟ هَلْ هُمْ الظَّانُفَةُ
مِنْ أُولَى الشَّرِّ وَالظُّلْمِ وَلَا دُخُلُ فِي قَتْلِهِ أَحَدٌ مِنْ السَّابِقِينَ؟
(المنتقی للذہبی، ص ۵۳۲)

(۴) "... رها جت) روس الفتنة والشر واحاطوا به و
حاصروه ليخلع نفسه من الخلافة وقاتلوا فاتلهم الله ॥
(تمذكرة الحفاظ للذہبی، ص ۸-۹ - طبع جید را باد کن)

طبع اول تخت ذکر امیر المؤمنین عثمان بن سنان بن
رہ، فن عثمانؑ کے علماء اس طرف گئے ہیں کہ۔

"ان قتلة عثمان لحریکونوا بغاۃً بل هم ظلمةٌ وعنةٌ لعدم
الاعتداد بشبهتهم ولأنهم اصرروا على الباطل بعد كشف الشبهة
وايضاح الحق لهم"

رسامۃ فی شرح المسائر، ص ۱۵۹-۱۶۰.
جزئی طبع مصر تحت الاصل الثامن)

صحابہ کرام کا شہادت عثمانی پر یافت | جب یہ مفسد اور بااغی لوگ
قتل عثمانؑ میں کامیاب ہو گئے تو یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اسلام کے مرکز پر انہوں
نے حملہ کر کے مرکزی قوت پاش پاش کر دی تھی۔ اس جاں لگاز واقعہ کو دیکھ کر صحابہ
کرام سخت پریشان اور سرگردان تھے۔ تقدیر خداوندی غالب اگئی تھی جس کو دُور
کرنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔

(۱) — اس موقع پر پریشانی کا انہما کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن سلام
نے فرمایا کہ لوگوں نے قتل عثمانؑ کے ذریعے اپنے اور پر ایک فتنے کا دروازہ کھوؤں
لیا ہے جو قیامت تک بند نہ ہو سکے گا۔

— وقال عبد الله بن سلام لقد فتح الناس على انفسهم
بقتيل عثمان باب فتنه لا يغلق عنهم الى قيام الساعة ॥

(الستیعاب معه الاصابه، ج ۳ ص ۸۰-۸۱)
تحت ذکرہ عثمانی

(۲) — ایک دوسرے صحابی ابو حمید الساعدي (رجو بری صحابہ میں سے تھے)
اس واقعہ کے تاثرات کا یوں انہما کرتے ہیں: جب حضرت عثمانؑ شہید کر دیئے
گئے تزویں کہتے تھے کہ آئے اللہ! تیری رضاکی خاطر میں نے اپنے اور لازم کریا

کر فلان خلاں بات نہیں کروں گا، بہنسی اور مزداق بھی نہیں کروں گا، حتیٰ کہ محمد پرمت آجائے۔

— قال ابو حمید اساعدعی لما قتل عثمان و كان ممن شهد
بدر اللهم ان لك على الا ا فعل كذا ولا ا فعل كذا ولا ا صحي
حتى القاک ”

طبقات ابن سعد، ص ۶۵۔ تخت ذکر ما قال اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) — حضرت عثمان جب شہید ہوئے تو حضرت عمر فاروقؓ کے سماجزادے
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے افسوس اور تأسف کرتے ہوئے فرمایا ”جب سے حضرت عثمان
شہید کر دیتے گئے۔ یہی نہ کھانا سیر ہو کر نہیں کھایا“

— ”وذكر عن ابن مالك قال قال عبد الله بن عمرو ما شعبت
من طعام منذ قتل عثمان“

رکتاب نسب فرشیں، ج ۱۰۲۔ تخت دلبانی العاصی
بن امیة)

حضرت عثمان کی شہادت کا صدر مصائب کرام پر اتنا شدید تھا جس کو صحیح طور پر
بیان کرنا طبا مشکل ہے۔ صحابہ کرام کے یہ چند ایک واقعات ہم نے بلور غمونہ نقل کر دیئے
ہیں ورنہ اس مظلوماً مذکول کی ایک طویل داستان غم ہے جو تقدیم صحابہ کرام سے منقول
ہے اور اس پر جتنا صحابہ کرام غم کا اظہار فرمائے دد کم ہی تھا۔ اور اس کا مدار اکسی صورت
میں بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

— (۴) —

ان فتن اور بلیات میں سیدنا عثمانؑ

حق پر تھے اور ان کا خاتمہ حق پر ہوا

پیش کردہ چیزوں کے ذریعے یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے کہ حضرت عثمانؑ
کے خلاف آخری ریام میں مفسدین نے جو چیزیں کھڑی کر دی تھیں وہ اغراض فاسد کی
بنار پر تھیں۔

حضرت عثمانؑ کے دورِ خلافت میں کوئی خلافتِ شرع چیز نہیں ایجاد کی گئی تھی اور
نہیں حد دوالہ کو ضائع کیا گیا تھا۔ اور نہ بھی قبائل میں کوئی متعصبانہ نظریات اٹھ کر ہے
ہوتے تھے جن کی وجہ اقرباء کو مناصب دبی اور اپنوں کو عطا تے امور ای کثیرہ قرار
دیا جائے۔

اگر بعض لوگوں نے اس نوعیت کے اغراضات اٹھاتے تھے تو کیا وہ لوگ صحابہ
کرام کی بُنیت اسلام کے زیادہ خیرخواہ تھے؟ اور دینی نظام کو زیادہ تائماً کرنے
والے تھے؟

ظاہر بات ہے کہ جمہور صحابہ ان فساد اٹھانے والوں کے خلاف تھے اور ان
کے مبنا نہیں تھے یہی بات مفسدین کے ناتقی ہونے پر کافی دلیل ہے۔

یہ چند مطاعن حضرت عثمانؑ کے خلاف کھڑا کرنے والے یہی لوگ تھے جو
دینی اور اسلامی نظام کو دل سے نہیں چاہتے تھے اور دین اسلام کے ساتھ عناد
رکھتے تھے۔ جس کی اصل وجہ اسلام کے ساتھ حسد اور اسلام کی ترقی کے ساتھ عداوت
تھی۔ جس کو وہ دوسری صورت میں ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔ اسلام کی خیرخوابی کے لیے نیزگ

میں یہ تجویز اختیار کی اور ایک سکھم کی صورت میں چلپائی ماس طریقہ سے انہوں نے
اہل اسلام میں انقراف و انشاہ کا فتنہ کھڑا کر دیا۔

ان گزارشات کی تائید صحابہ کرام کے اقوال و اعمال سے پوری طرح ہوتی
ہے۔ صحابہ کے قول و عمل کی چند چیزوں سطور بالا میں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ اب
ذیل میں سیدالکوئین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس بات کی تائید پیش
کی جاتی ہے کہ حضرت عثمانؓ کے حق میں حضور علیہ السلام نے متعدد بشارات اور
خوشخبریاں ذکر فرماتی تھیں جو ان آخری ایام پر سنبھل ہوتی میں اور حضرت عثمانؓ کے
کردار کی صداقت و دیانت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ کی حمایت
کرنے والے گروہ کی خصائص کو ثابت کرتی ہیں۔ ان میں سے چند ایک ذیل
میں پیش کی جاتی ہیں۔

بشارات و اشارات

(۱) — موسیٰ بن عقبہ نے ابو حبیب سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ جس وقت
محصور تھے۔ میں اس وقت حضرت زینؓ کا ایک رقدہ کے حضرت عثمانؓ کے
پاس آیا۔ جس وقت میں نے رقہ پیش کیا تو اس وقت حضرت ابو سریرہؓ حضرت
عثمانؓ کے پاس موجود تھے۔ ابو سریرہؓ فرمانے لگے میں اس بات کی شہادت
دیتا ہوں کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا تھا۔ آپ نے فرمایا
میرے بعد فتنے اور حادث ہوں گے..... ہم نے عرض کیا
یا رسول اللہ! ان فتن و حادث سے بحاجت کہاں ملے گی؟ تو حضور علیہ السلام
نے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس امانت داشتھ شخص اور

اس کی پارٹی کے ساتھ رہنا باعث بحاجت ہو گا یعنی اس دور کے مسائل میں عثمان
غُنیٰ امت کے امین ہیں اور ان کا گروہ حق پر ہے اور ان کی حمایت میں بحاجت و
فلاح ہے۔

— و ذکر موسیٰ بن عقبہ عن ابو حبیبہ قال (تیت عثمانؓ)
برسالۃ الْوَزَبِیر وَ هُوَ مُحَصُورٌ فَلَمَّا أَدْبَتْهَا وَعَنْدَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ قَامَ
أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ إِشْهَدْ لِسْمَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ تَكُونُ بَعْدِي فَتْنَةٌ وَاحِدَاتٌ . . . قَالَ قَدْنَا فَإِنَّا [الْمُجَاهِمْ] نَهَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ إِلَى الْأَمِينِ وَحْزَبِهِ وَإِشَارَ إِلَى عَثَانَ؟

(۱) — کتاب نسب قریش، ص ۱۰۳۔ تخت فلکی العالی

(۲) — البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۲۰۹۔ بحول الله احمد۔
تحت روایات فضائل عثمانی۔

(۲) — ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضور علیہ السلام ایک مقام میں تشریف فرماتھ۔
ایک شخص نے اگر حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو حضور علیہ السلام نے
ابو موسیٰ الشعراً کو فرمایا کہ اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اس کو جنت کی خوشخبری
سنادو۔ لیکن ایک آزمائش اور مصیبت پیش آئئے گی۔ اس پر یہ جنت کی خوشخبری
ہے ردو زادہ کھول گیا تو وہ عثمانؓ بن عفان تھے۔ ان کو حضور علیہ السلام کے فرمان
و بشارت جنت، کی اطلاع دی گئی۔ پس انہوں نے خدا کی حمد و شکر کی اور پھر کہا
کہ اللہ ہی سے مدد لی گئی ہے اور وہی مدد کرنے والا ہے۔

.... استفتحم رجل فقال لي افتح له و د婢ه بالجنة
على بلوى تصيبة فإذا عثمان فأخبرته بما قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم فحمد الله ثم قال الله المستعان؟

- (۱) — شماری تربیت، ج ۱ ص ۲۲۵ ممناقب عمر بن الخطاب۔
- (۲) — مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۳ بحوار البخاری و مسلم باب مناقب هؤلاء الشّالاۃ۔ الفصل الاول۔
- (۳) — مسلم شریف، ص ۲۰۲، ۲۰۸ ج ۲۔ باب من فضائل عثمان بن عاصم طبع نور محمد دہلی۔
- (۴) — البدایہ لابن کثیر، ج ۲، ص ۱۷۰۔ تخت احادیث فضائل عثمان بن عاصم بحوار البخاری و احمد۔
- (۵) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ سیداً کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عثمان کو پیش کوئی کے طور پر فرمایا کہ اے عثمان! امید ہے کہ تم جسے اللہ ایک قمیص (یعنی قمیص خلافت) پہنا میں گے۔ اگر لوگ اس قمیص کو تجھ سے آتا رہا چاہیں تو ان کے پہننے پر قمیص نہ آتا نہیں۔
- عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یاعثمان انه لعل الله یقتصك قیصاً فادعا دروك على خلعه فلا تخلعه لحمد رواه الترمذی وابن ماجحة۔

- (۱) مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۷ باب مناقب عثمان۔
الفصل الثاني۔
- (۲) البدایہ لابن کثیر، ج ۲، ص ۲۰۵۔ تخت احادیث فضائل عثمان بحوار البخاری۔

ان روایات کے ذریعہ یہ چیز عیاں ہو گئی کہ:

- حادث اور فتنے حضرت عثمان کے دوسریں پیش آئیں گے۔ ابتدا کی چیزوں سے حضرت عثمان کا سامنا ہو گا جس سے مفر نہیں ہے۔

پھر ان بلیات میں خی کس جانب ہو گا؟ اور کون سی جماعت صحیح ہو گی، تو بفرمان نبیری حضرت عثمان کو ہی معیارِ حق قرار دیا گیا۔ اور ان کی حمایت کرنے والے ہی صحیح کردار کے مالک ٹھہرائے گئے۔

حضرت عثمان کی مخالفت کرنے والے اور ان پر طعن اٹھانے والے غلطی پر تھے اور ان کا موقف غلط تھا۔ اور انہوں نے جو عاذہ از قصہ کھڑے کیے تھے وہ جھوٹے تھے۔ وہ مبنی برحد و عناد تھے۔

— اور حضرت عثمان اپنا امتحانی دور کشنا کر کر اپنی الجنتہ میں سے بہی مصائب پر صبر کرنے سے ان رنجت می ہے۔ خدا کی اس نعمت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اور حضرت عثمان جیسے صادق و امین و دیانتدار شخص کو جن لوگوں نے مطعون قرار دیا اور کوئی قسم کی خیانتیں ان کی طرف نہ سوپ کیں اور حضرت عثمان کے لیے بے شمار مصائب پیدا کر دیئے وہ اپنے کردار کے موافق انجام کرو پا لیں گے اور اپنے بڑے مقاصد کے مطابق شائع ہے بہرہ اندوز ہوں گے۔

— اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان کو قمیص خلافت عنایت فرمایا۔ انہوں نے اپنی جان تو قربان کر دی لیکن حسب ارشادِ نبوی قمیص خلافت (تارا نہیں اور ساختہ ساختہ کسی مسلمان کے ایک قطرہ خون بہانے کو رو انہیں رکھا۔ اگر وہ جان بچانے کے لیے مسلمانوں کی خون ریزی کرتے تو سینکڑوں مسلمان قربانی پیش کرتے۔ لیکن انہوں نے اُمت کی خون ریزی کرنے کی بجائے اپنا خون پیش کر دیا اور قوم کے خون کو بچا لیا۔ ایسا جذبہ ایثار دید و شنید میں نہیں آیا۔

فرحمة اللہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن

کل الصحابة اجمعین

الاختتم بالصواب

کتاب کے مصنایمن پر اجمالاً نظر کرنے سے واضح ہو رہا ہے کہ اقربانو ازی کے مسلسل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حق سے مخفف نہیں ہوتے اور نہ بھی حدِ جواز سے تنخواز ہوتے۔ ان کا کردار ان کی خلافت کے دوران معيارِ عدل سے نہیں ہٹتا۔ اور حضرت عثمانؓ کے خاندان کی تلی خدماتِ اسلام کے لیے نہایت سودمند اور فائدہ بخش ثابت ہوتیں (جیسا کہ تاریخ کے اوراق سے اس کو پیش کیا گیا ہے)۔

— ان خطاویں کے پیش نظر حضرت عثمانؓ کے خلاف اس پروپیگنڈا کی کوئی حقیقت نہیں کہ اپنے اقرباء کے حق میں ان کی غلط پالیسی کی وجہ سے اس دور میں قبائلی عصیت پیدا ہوئی جس کے نتائج میں یہ تمام فتنہ اور فساد برپا ہوا۔

— اس نظریہ کے خلاف واقعہ ہونے پر ہم نے سابقہ مباحثت میں تاریخی موارد پیش کر دیا ہے اس کو ملاحظہ فرم کر منصف طبائع اور حقائق پسند حضرات اطہینا حاصل کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بایت نصیب فرماتے اور اتفاق و اتحاد کی نجاست سرفراز فرمائے اور تمام صحابہ کرام اور خاندانِ نبویؐ کے ساتھ ہیں عقیدت اور ان کی انساب کی توفیق بخشے اور خاتم رسالاتیین نصیب فرمائیں کہ ان کی انعروی ہستی سے ہرہ در فرماتے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد خلقه خاتم النبيين وعلى آله واصحابه وصلحاء امتنه وسائل اتباعه باحسان الى يوم الدين
اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

ناچیر دعا جو محظوظ اغفار اللہ عنہ جامعہ محمدی ضلع جھنگ پاکستان)
شعبان المظہم شوالہ — جولائی ۱۹۸۷ء
(۱۲) کتاب الحجر لابی جعفر بن ابردی (محمد بن جعیب)
(۱۳) اصحاح البخاری (محمد بن اسماعیل)، ۲ جلد

كتب مراجع برائے کتاب "مسئلہ اقربانو ازی"

سن وفات

۱۴۹

۱۵۲

۱۵۴

۱۵۸

۱۶۰

۱۶۵

۱۶۷

۱۶۹

۱۷۱

۱۷۳

۱۷۵

۱۷۷

۱۷۹

۱۸۱

نمبر شمار نام کتاب

قرآن مجید و فرقان مجید

(۱) مخطوطہ امام مالک

(۲) کتاب المزارع لامام ابی یوسف

(۳) المصنف للحافظ الكبير ابی بکر عبد الرزاق

بن ہمام بن نافع الحميری الصنعتی } ۱۱ جلد

(۴) سیرت ابن ہشام

(۵) کتاب السنن لسعید بن منصور (مجلس علمی کراس)

(۶) طبقات محمد بن سعد - ۸ جلد

(۷) المصنف لابی بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم }

بن عثمان بن ابی شیبۃ الکوفی (تقلی)

(۸) کتاب نسب قریش المصعوب زیری

(۹) تاریخ خلیفہ بن خیاط

(۱۰) مندادحد امام احمد بن حنبل الشیبانی }

معنہ منتخب کنز العمال } ۶ جلد

(۱۱) کتاب السنن لامام احمد بن حنبل الشیبانی

ناچیر دعا جو محظوظ اغفار اللہ عنہ جامعہ محمدی ضلع جھنگ پاکستان)

(۱۲) اصحاح البخاری (محمد بن اسماعیل)، ۲ جلد

- ٣٥٦) كشف الموجب للشيخ علي بجويري اللامهوري
 ٣٥٧) جواص السيرة لابن حزم
 ٣٥٨) أسنن الكبرى للبيهقي
 ٣٥٩) الاستيعاب لابن عبد البر انديسي مع اضافاته - ٣ جلد
 ٣٦٠) تاريخ بغداد للخطيب البغدادي (ابي بكر احمد بن علي)
 ٣٦١) كتاب المتهيد لابي شكور سالمي (ابو شكور محمد بن عبد سعيد
 ٣٦٢) بن شعيب البكتشى الاسلامى (بغدادى) معاصر شيخ على بجويري
 ٣٦٣) تفسير لغوى (ابو محمد الحسين بن مسعود الفزاء المبغوى)
 ٣٦٤) العوجم من القوصم للقاضى ابى بكر بن العربي انديسي
 ٣٦٥) غذية الطالبين للشيخ عبد القادر جيلانى
 ٣٦٦) تغذیص ابن عساکر (اسم)
 ٣٦٧) تاریخ ابن عساکر کامل - البراق اسم علم بن حسن بن
 ٣٦٨) بہتہ اللہ المعروف بابن عساکر کے جلد اول
 ٣٦٩) تفسیر کبیر لارزی (محمد بن عمر رازی فخر الدین بن ضیاء الدین)
 ٣٧٠) اسد الغاب لابن اثیر جزیری
 ٣٧١) تحریر اسماه الصحابة للجزری
 ٣٧٢) تفہیمۃ الرؤوف لابن محمد بن احمد الانصاری الفرقاطی المالکی
 ٣٧٣) تہذیب اسماه واللغات لام نزوی
 ٣٧٤) ابی زکریا محب الدین بن شرف نزوی
 ٣٧٥) شرح المہذب للنووی
 ٣٧٦) الشفای تعریف خورق المصطفی للقاضی الیافضل عیاض بن سوی المحبی
 ٣٧٧) انديسي من علماء القرن السادس

- (٣١) التاریخ البکیر لام محمد بن اسماعیل بخاری - ٨ جلد
 (٣٢) التاریخ الصغیر (محمد بن اسماعیل)
 (٣٣) صیح مسلم لام مسلم بن جاجان الفشیری
 (٣٤) سُنن ابن ماجه رابو عبد اللہ محمد بن یزید ماجه
 (٣٥) ترمذی شریف (ابو علیسی محمد بن علی ترمذی)
 (٣٦) ابو داؤد شریف رابو داؤد سیمان بن آشت بختانی
 (٣٧) انساب الاشرفات للبلاذری
 (٣٨) فتوح الیکدان احمد بن یحیی بلاذری
 (٣٩) تفسیر ابن جریر الطبری
 (٤٠) کتاب الحکی و الاصح لیشن ابی بشیر محمد بن احمد بن حماد الدوالی -
 (٤١) تاریخ الامم والملک محمد بن جریر طبری
 (٤٢) المتنقب ذیل المذیل " "
 (٤٣) کتاب الجرح والتعديل لابن ابی حاتم رازی
 (٤٤) کتاب الجعیب لابی بکر محمد بن الحسن بن درید الازدی -
 (٤٥) کتاب الجروحین لابن حبان
 ابی حاتم محمد بن حبان البستی
 (٤٦) المستدرک للحاکم عثیا پوری
 (٤٧) لطائف المعارف لابی منصور الشعابی
 (٤٨) جسمة الانساب، الابن حزم

٢٩١	(٥٨) شرح مقاصد سعد الدين سعود بن عمير عبد الله التفتازاني	٤٢٥	(٥٥) تفسير خازن علاء الدين على بن محمد لغيدادي المعروف خازن
٢٩٢	(٥٩) مجمع الزوائد لنور الدين أبيهشيشي داجلد	٤٣٧	(٥٦) مشكوة المصاير
٢٩٣	(٦٠) موارد الفطمان لنور الدين أبيهشيشي	٤٣٨	(٥٧) كتاب التهذيب والبيان في مقتل الشهيد عثمان
٢٩٤	(٦١) شرح مواقف سيد شرعيت على بن محمد الجرجاني	٤٣٩	{ محمد بن عبيدي بن أبي بكر اندرسي }
٢٩٥	(٦٢) الاصابي في تقييز الصحابة لابن حجر - ٣ جلد معه استيعاب	٤٤٠	(٥٨) تذكرة الحفاظ للذهبي
٢٩٦	(٦٣) كتاب المؤتمن لابن حجر	٤٤١	(٥٩) المعني للذهبى
٢٩٧	(٦٤) تهذيب التهذيب لابن حجر - ١٢ جلد	٤٤٢	(٦٠) المستقى للذهبى
٢٩٨	(٦٥) سان الميزان لابن حجر - ٤ جلد	٤٤٣	(٦١) كتاب دول الاسلام للذهبى
٢٩٩	(٦٦) عمدة الفاروق شرح بخارى	٤٤٤	(٦٢) ميزان الاعتدال للذهبى
٣٠٠	(٦٧) فتح القدير شرح بدایر لشيخ كمال الدين محمد بن عبد الوادع المعروف لابن بهرام -	٤٤٥	(٦٣) سير اعلام النبلاء للذهبى
٣٠١	{ (٦٨) انسان العيون في سيرة الائمه المأمورون المعروف }	٤٤٦	(٦٤) منهاج الشّرفة لابن قيم
٣٠٢	{ بالسيرة الحلبية على بن بريان الدين الحلبى الشافعى }	٤٤٧	(٦٥) مدارج السالكين لابن قيم شمس الدين ابن عبد الله
٣٠٣	(٦٩) فتح المغيث للخواوى	٤٤٨	{ محمد بن أبي بكر الحنبلي المشتى المعروف بابن قيم الجوزية }
٣٠٤	(٧٠) المسامرة في شرح المساترة كمال الدين محمد بن محمد المعروف بابن شرعيت المقدسى	٤٤٩	(٦٦) اعلام المؤقعين لابن قيم
٣٠٥	(٧١) وفاء الوفاء للسبهودى	٤٥٠	(٦٧) زاد المعاد لابن قيم
٣٠٦	(٧٢) ذيل اللالى المصنوع للسيوطى	٤٥١	(٦٨) نصب الرأى للذهبي جمال الدين أبو محمد عبد الله
٣٠٧	(٧٣) تطهير الجنان وللسان لابن حجر المکى	٤٥٢	{ بن يوسف الحنفى الراطى }
٣٠٨	(٧٤) كنز العمال - ٨ جلد، طبع اول	٤٥٣	(٦٩) تفسير ابن كثیر عمار الدين المشتى
٣٠٩	(٧٥) نسیم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض احمد شهاب الدين الخواجه المصري.	٤٥٤	(٧٠) البدایة والنهایة لابن کثیر (عماد الدين ابن الفداء المشتى)

ہماری مطبوعات

- اسلام میں علامی کی حقیقت : مستشرقین کے اعتراضات کا مدلل جواب
- اسلام کا قانونی شہادت : مولانا سید محمد بنی ہاشمی کے قلم سے ایک اہم قانونی درستایز۔
- سیرتِ نبوی قرآنی : مولانا عبدالمadjed ری آبادی کے گرباڑ قلم سے قرآن عویز کی روشنی میں سیرتِ رسول کی جھلکیاں۔
- سلطانِ محمد : سیرتِ رسول پرم حوم عبدالمadjed کے سیرتی مقالات کا جیسی گلدرت۔
- حدیثِ التقلیل : محققِ عصر مولانا محمد نافع کے قلم سے جھیتِ حدیث اور امامت کے خود ساختہ نظریہ کا لے لگ جائزہ۔
- قرآن سے ایک انٹرویو : قرآنی موضوعات پر حوالہ کی شاہکار کتاب۔
- حضرت ابوسفیان : محققِ عصر مولانا محمد نافع کے قلم سے
- حضرت اویس قرنی : سید المأبین کی زندگی کے شب دروز۔
- آخری سورتوں کی تفہیر : نماز میں پڑھی جانے والی مختصر سورتوں کی ضروری تشریح معا خواص۔
- تفہیر سورہ لیل : قلبِ قرآن، لیں کی تشریحات مولانا سید محمد بنی ہاشمی کے قلم سے
- اصول و راثت و ترک : و راثت و ترک کے اہم موضوع پر سل تین کتاب
- اصطلاحات صوفیا : صوفیانہ اصطلاحات کا انسائیکلو پیڈیا
- عجائباتِ فرنگ : اردو کا پہلا نہایت دلچسپ اور ہم زنگ سفرنامہ اندن، پیرس، مصر پر تکال اور بندو شان کی تذییب معاشرت کا بہترین نظارہ
- شیعہت کیا ہے ؟ : قرآن دستت اور شیعی ائمہ کی روشنی میں مولانا محمد ناظم نڈی سابق شیخ الجامعہ اسلامی پیغمبر سی بسا پیغمبر کے قلم سے جماعتِ رفض کے متعلق عجیب و غریب اور حیرانگیر انکشافت عظیم مصنف کا نظم شاہکار۔
- علامانِ رسول : عبداللہ قریشی شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پرواز کا بیت افزار تذکرہ جنوں نے ناموس رسالت پر سب کچھ قربان کر دیا۔ جنبات کی دنیا میں پھل مجادیخے دانے حالات و واقعات۔

مکہم لیکچرز ہنجشی طریق متعلق چوک اردو بازار لاہور